بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی کان قبل الانشاء + ویبقی بعد فناء الاشیاء + وابتدع المخلوقات بغایۃ حکمتہ
واخترع الممکنات لنہایۃ قدرتہ + والصلوٰۃ علی نبیہ ونجیبہ محمد الداعی الی احسن الملل
الہادی الی امتن السبل + الذی ہو سید الانبیاء والمرسلین وافضل الاولین والاخرین و
حجۃ اللہ علی جمیع المخلوقین من اہل السمٰوات والارضین المبعوث علی کافۃ الانام +
لاتمام الحجۃ وتبلیغ الاحکام وعلی آلہ الکرام سیما ابن عمہ علی الذی نصبہ علما للارشاد
الانام وہدایۃ الخواص من العوام وافترض طاعتہ علی جمیع اہل الایمان من الاسلام +
اما بعد بندۂ شرمندۂ خاکسار بے سواد امیدوار مغفرت رب العباد سید
امداد حسن بن سید علی حسن حشرہما اللہ مع خیر خلقہ محمد وآلہ الطیبین الطاہرین
نے چاہا کہ حسب ایمائی حاوی ضروب کمالات فقیہ کامل عالم عامل جناب فضائل مآب مغنی
حقائق آگاہ شریعت پناہ سید محمد عباس صاحب کہ اختر فضل وکمال آسمان معقول ومنقول کا
مثل آفتاب تابان ونیر درخشان روشن ہے کہ کچھ دلائل اصول اعتقادات دینیہ عقلی
ونقلی حدیقۂ سلطانی تصنیف جناب علامی فہامی حاوی الفروع والاصول جامع المعقول

والمنقول افضل الفضلائے الاعلام افقہ الفقہائے الکرام بحر العلوم العقلیہ محیط الفنون النقلیہ صاحب الملکات الملکیہ والقوۃ الربانیہ القدسیہ فخر المحققین والمدققین مقتدائے جہان مجتہد العصر والزمان السید العلما اکمل الکملاء مولانا و مولی الکونین جناب ستطاب سید حسین لا زالت شموس آیتہ ساطعۃ وانوار اقمار افاضتہ لامعۃ سے استنباط کرکے زبان اردو میں قلم شکستہ رقم سے تحریر کرے تا موجب اصلاح حال برادران ایمانی اور باعث تصحیح عبادات دوستان روحانی کا ہوا اور سبب عفو قصور اس بندہ معترف بقصور کے واسطے ہو اور اس رسالہ مختصرہ کو کہ مسمی بہ تحفۃ العارفین ہے ایک مقدمہ اور کئی فصل اور خاتمہ پر مرتب کیا مقدمہ معرفت الہ مین ہے کہ یہ اول معرفت دینیہ یقینیہ ہی جیسا کہ جناب امیر المومنین فرماتے ہین اول الدین معرفتہ پس پوشیدہ نرہے کہ اول خداوند عالم کا پہچاننا ہر بالغ اور عاقل پر واجب ہی اور مراد پہچاننے سے اسکی کنہ ذات کا دریافت کرنا نہین کہ اسمین عقل بشر عاجز اور قاصر ہے لیکن اسکی صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کا پہچاننا لازم ہی کہ انہین سے خداوند عالم پہچانا جاتا ہے انشاء اللہ عنقریب بیان انکا بالتفصیل ہوگا اور معلوم ہو کہ اصول دین میں تقلید کرنا اور غیر کے قول کو قبول کرنا بدون تحقیق حق و باطل اور بدون ملاحظہ دلائل کے درست نہین ہے جبتک کہ پیش خود مذاہب مختلفہ سے ایک مذہب کی حقیت بدلیل و برہان ثابت نکرے مبادا غیر کے کہنے سے مذہب باطل کو حق سمجھکر اختیار کرلے اور روز جزا پیش خدا کوئی دلیل قوی اسکے پاس نہو اور عذاب شدید مین مبتلا ہو جائے پس چاہیے کہ ان منازل اور مراحل سے غافل نہو اور اپنے انجام کار کو خوب سمجھ کے ایمان کمال استحکام اور استواری سے حاصل کرے تا کہ روز بازپس اپنے کئے کی ندامت اور پشیمانی حاصل نہو غرض اس کلام سے یہ ہی کہ پہچاننا ہستی خداوند عالم کا اور اسکی علم و قدرت اور عدالت کا بدلیل عقلی لازم ہی اس لئے

کہ دلیلِ نقلی آیات اور روایات مین منحصر ہی اور یہ ثبوت نبوت پر موقوف ہی
اور ثبوتِ نبوت ثبوتِ خالق پر پس اثباتِ خالق مین بجز دلیلِ عقلی کے اور کچھ مستند
نہین ہو سکتا لیکن بعدِ اثباتِ نبوتِ انبیا کے جو کچھ کہ اُن سے حاصل ہوئی اُسمین دلیل
عقلی کی حاجت نہین ہے پس بعدِ معرفتِ جنابِ اقدسِ الٰہی اور پہچاننے حضرتِ رسالت پناہی
کی مذاہبِ معترفۂ اہلِ اسلام سے ایک مذہب کو ترجیح دے کہ حدیثِ نبوی سے ثابت ہے
سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِی عَلیٰ ثَلٰثَةٍ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةٌ یعنے
پیغمبرِ حق ناطق جنابِ مخبرِ صادقؐ نے فرمایا کہ عنقریب میری اُمّت کے تہتر فرقے
ہو جائینگے اور وہ سب ناری ہین مگر ایک فرقہ اُسمین ناجی ہے چنانچہ بعدِ وفات آں
سرورِ کائنات کے تہتر فرقے متفرق ہو گئے لیکن اُنمین ایک فرقے کا ناجی ہونا بلاشبہہ واجب اور
لازم ہے بمفاد اس حدیث کے کہ فریقین مین بالاتفاق صحیح ہے اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ
کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِی مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ وَاِنَّهُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ
یعنے جنابِ رسالت پناہؐ نے فرمایا اے گروہ خلق بدرستیکہ مین تم مین چھوڑے جاتا ہون دو
چیزین بزرگ ایک کلام اللہ اور دوسرا اہلبیتؑ میرے کہ یہ دونو ایسی ہین جو شخص کہ انکی
طرف رجوع کرے اور انکے حکم پر عمل کرے گمراہ نہوگا بعد میرے اور یہ دونو جدا نہونگے کہ حوض
کوثر پر مجھ سے ملاقات کرین پس اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ وہ فرقۂ ناجیہ
امامیہ اثنا عشریہ ہے اور معلوم ہو کہ اصولِ دین مین دلیلِ ظنّی کام نہین آتی دلیلِ قطعی درکار
ہو پس چاہیے کہ یا دلیلِ عقلی کہ مقدمات اُسکے یقینی صحیح ہون اُسپر بنا اپنے اعتقاد کی رکھیے
یا نصوصِ آیات اور روایاتِ متواتر یا اجماعِ ضروری پر بنا اپنے اعتقاد کی رکھین اور
اگر دلیلِ نقلی اگرچہ غیر متواتر کوئی انکی دلیلِ عقلی کی موید ہو جائے تو کچھ حرج نہین بلکہ بہتر ہی

فصل پہلی اثباتِ خالقِ عالم مین و اسکی صفاتِ ثبوتیہ اور سلبیہ مین ہے

اور اسمین تین مطلب ہین **پہلا مطلب** اثباتِ واجب الوجود مین ہی کہ وہی

خالق ممکنات اور صانع جمیع مصنوعات کا ہے پوشیدہ نہیں ہے کہ ہمارے علما رضوان اللہ علیہم نے اسکی اثبات مین کئی طرح سے دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ ذکر فرمائین ہین لیکن چونکہ یہ رسالہ بنظر اختصار اور تسہیل بہ نسبت عوام کے انکی بیان کی گنجایش نہین رکھتا لہذا اُن مین سے بعض آیات اور روایات کے بیان کا اتفاق ہوا نہ از راہ استدلال کہ یہ دلیل سمعی ہین بلکہ اس جہت سے کہ آیات اور روایات مین بیان انکا بوجہ حسن واقع ہے پس جسوقت کہ عاقل ان عجائب مصنوعات اور غرائب مخلوقات ارض و سما مین تامل اور تفکر کرے صاف ظاہر ہو جائے کہ انکا کوئی پیدا کرنیوالا دانا اور توانا ہے اور بدون تدبیر حکیم اور صانع علیم کے ان مصنوعات کا خود بخود ہونا خلاف عقل ہے جیساکہ قرآن مجید مین جناب قدس الٰہی فرماتا ہے اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ خلاصہ یہ ہے بتحقیق کہ بیچ خلقت آسمانون اور زمینون کے نشانیان ہین واسطے صاحبان عقل کے کہ خدائے عزوجل نے کس صنعت اور حکمت سے آسمانون اور زمینون کو پیدا کیا ہے کہ نہ کوئی ستون ہی کہ اُسپر قائم ہون نہ کوئی چیز ہے کہ اسمین لٹکتی ہون محض اپنی قدرت کاملہ سے انکو قرار دیا اور اسمین اپنے بندون کو رہنے کی جگہ دی پس یہ اُسکے قبضۂ قدرت مین مثل اسیرونکی بند ہین کسی طرف راہ فرار نہین کہ سر پر آسمان محیط ہے اگر چاہے آسمان کو گرا دے سب ہلاک ہو جائین اگر چاہے زمین کو شق کر دے سب غرق ہو جائین اور پھر اپنی عجائب صنعت سے بعض آسمان پر آفتاب کو درخشان کیا کہ اُسکی روشنی سے مخلوق فائدہ مند ہوں اور پھر بعض آسمان پر ماہتاب اور ستارون کو بہترین صورتون سے

آراستہ اور منور کیا کہ شب تیرہ و تار مین انکی روشنی سے بندے بہرہ مند ہون اور شب اسلئی قرار دی کہ دن کی ذیت اور مشقت سی رات کو آرام اور راحت پائین اور پہر اپنی سر ابر رحمت سے آب باران کو بقطرات نازل فرمایا کہ اسکے سبب سے نباتات اور اشجار اور کشت زار سرسبز اور شاداب ہون اور اگر دفعۃً آتا تو سبب انکی بربادی زراعت اور اسباب معیشت کا ہوتا اور پہر ہوا کو پیدا کیا اور اسکو درمیان آسمان اور زمین کے حرکت دی کہ ہر طرف سے زمین پر آئے اور ہر ایک موسم مین ہر ایک طرف کی ہوا کو تاثیر علاحدہ کرامت فرمائی کہ باعث پختگی انکی زراعت اور میوؤن کا ہو اور ہر ایک انسان اور حیوان انسے فائدہ مند ہو اور پہر اپنی عجائب صنعت سے اسطے انتفاع بندون کے پانی پر کشتیان جاری کین اور ہوا کو انکا معین فرمایا کہ شب و روز چلے جائین اور راہ دور و دراز کو جلد طے کرین اور بندے اس پر اپنا اسباب تجارت بار کرین اور ملک بملک لیجائین اور نفع کثیر پائین اور اگر ہوا کو ٹہرا دے تو کشتی بحر ذخار مین ہلتی بہی نہین پس ان سب چیزون مین نشانیان ہستی خالق عالم کی واسطے عاقلون کے موجود ہین اور پہر قرآن مجید مین فرماتا ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ یعنی ہمنے انسان کو ایک مشت خاک سی پیدا کیا اور پہر بنا پیدایش کی نطفۂ کثیف پر رکہی کہ اسکو رحم مادر مین قرار دیا پہر اسکا خون لبستہ بنایا پہر اسکو مضغۂ گوشت کیا پہر اسمین اعضا اور جوارح اور استخوان اور رگ اور پٹہ ہر ایک کو اسکی جگہہ پر قرار دیا اور پہر اسمین روح کو داخل کیا اور اسکو قوت حس و حرکت دی اور بمقدار اسکی غذا کے خون حیض مقرر کیا اور پہر ہر آفت سے اسکی حفاظت کی الیس ایسا کون تہا کہ رحم مادر مین اسکی پرورش اور حفاظت کرتا اور خود بہی ایسا نہ تہا کہ اپنی اصلاح حال مین مشغول ہوتا اور بعد اس کے

جب اُسکا گوشت اور پوست سردی اور گرمی ہوا کا متحمل ہوا اور اُسکی آنکھوں مین روشنی
دیکھنے کی تاب ہوئی تو جناب اقدس آلہی کے الہام سے شکم مادر مین حرکت کرکے باہر آیا اور
محتاج دودھ ہی غذا کا سوا ہیں جناب باری نے اپنی قدرت کاملہ سے اسی خون حیض کو
کہ رحم مادر مین وہ سکی غذا تھی مبدل بہ شیر لطیف کیا کہ اُسکی ماں کی دونو پستان مثل دو
مشکیزہ کے ہین جب چاہے پیئے لیکن جسوقت کہ اُسکے اعضا اور جوارح قوی ہوے
جناب اقدس آلہی نے اوسکو دندان تیز عطا کیئے کہ غذاے سخت کو چبا کے بخوبی کھاے
پس اسی طرح اُسکو بتدریج جوانی اور بلوغ تک پہنچایا پس اگر مرد ہے تو اوسکو موی ریش
عنایت کیئے کہ یہ موجب اُسکی عزت اور وقار کا ہے اور اگر عورت ہے تو اُسکے چہرے کو بالون سے
صاف کرکے بحسن و جمال مزین کیا تا مردون کو اُس سے رغبت حاصل ہو اور باعث
بقای نسل ہو اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ روح ایک جوہر لطیف
ہے کہ اُسکے دریافت حقیقت مین عقلا اور علما عاجز ہین اور تحقیق کنہ اُسکی سے متحیر
ہین ہرچند کہ اُسمین تفکر اور غور بہت کیا لیکن کچھ اُسکی حقیقت کو نہین پہنچے اور بعضے علما
فرماتے ہین کہ مراد حدیث مَن عَرَفَ نَفسَہٗ فَقَد عَرَفَ رَبَّہٗ سے یہ ہے
کہ جسوقت انسان اپنی نفس کے پہچاننے سے عاجز ہو پس کیونکر اپنی خالق کی کنہ ذات
کے پہچاننے سے عاجز نہو بعضے علما فرماتے ہین کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ
جسوقت آدمی اپنے نفس کو پہچانتا ہے کہ میرے یہ سب اعضا اور جوارح پیدا کیئے ہوے خالق
مدبر کے ہین البتہ وہ اپنے خدا کو پہچانتا ہے اور تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
مین منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق ؑ سے عرض کیا یا بن
رسول اللہ مجھے رہنمائی کیجئے کہ خدا کون ہے کہ مجھ کو مجادلون نے سخت حیرت مین
ڈالا ہے حضرت نے فرمایا اے بندۂ خدا تو کبھی کشتی پر سوار ہوا ہے اُس نے
عرض کیا البتہ پھر حضرت نے فرمایا کبھی ایسا اتفاق ہوا ہی کہ تیری کشتی ٹوٹجا

شکستہ ہوئی ہو کہ نہ دوسری کشتی ہے کہ تو اُسپر سوار ہو لے اور نہ تجکو پیرنا آتا ہے کہ
تو بیر نکلجائے او نہ کوئی تختہ ہے کہ تجکو ڈوبنے سے بچالے اُسنے عرض کیا البتہ پھر
حضرت نے فرمایا آیا اُسوقت تیرا دل کسی کی طرف رجوع تھا کہ تجکو اُس ورطۂ
ہلاکت سے نجات دیتا اوسنے عرض کیا البتہ پس حضرت نے فرمایا کہ تیرا دل جسکی طرف
رجوع تھا وہی خدا ہے کہ وقتِ بیکسی کے بندونکی مدد کرتا ہی اور وہی ہر چیز پر قادر اور توانا
ہے اور اسی طرح احتجاج طبرسی مین بھی مروی ہے کہ ابو شاکر دیصانی جبتک مشرف
اسلام سے نہوا تھا خدمت مین حضرت امام جعفر صادقؑ کی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ
مجھے رہنمائی کیجئے کہ میرا معبود کون ہے حضرت نے فرمایا بیٹھ جا کہ ناگہان اک طفل صغیر
ہاتھ مین تخمِ مرغ لئے ہوئے کھیلتا ہوا آیا حضرت نے اُس طفل سی تخمِ مرغ لیکر
دیصانی کیطرف خطاب فرمایا کہ یہ بیضہ مثل ایک قلعہ محکم کی ہی کہ ہر طرف سے
بند ہے اور اسکے اندر کا حال نظر نہین آتا اسپر ایک پوستِ سخت لپٹا ہے اور پھر
اسکے نیچے ایک اور پوست باریک ہے اور اُسکے نیچے ایک طلائی روان ہی یعنے
زردی بیضہ کی اور ایک نقرۂ گداختہ یعنے سفیدی اُسکی کہ نہ طلا نقرۂ گداختہ
مین ملتا ہے اور نہ نقرۂ گداختہ طلای وان مین ملجاتا ہی پس خدائی جل شانہٗ نے
محض اپنی قدرت کاملہ سے زردی اور سفیدی ہر ایک کو جدا جدا قرار دیا
ہے کہ با وصف رطوبت اور روانی کے ایک دوسرے مین نہین ملتی اور کوئی
بیضہ کے اندر سے اُسکا بنانے والا باہر نہین آیا یا کوئی باہر سے اُسکا بگاڑنیوالا
اندر نہین گیا پس اُسکا خالق کمال عاقل اور دانا ہی کہ بجز اُسکے کوئی نہین جانتا
کہ بیضہ کے اندر بچہ نر پیدا ہوگا یا مادہ اور جسوقت کہ جس پرندہ کا بچہ پیدا ہوتا ہے
اور پوست تخم کو شگافتہ کر کے باہر آتا ہی خصوصاً بچۂ طاؤس کہ کیا کیا رنگ برنگ کا
ہوجاتا ہے آیا تو ان صنعتونکی لیئے کسی صانع کو گمان کرتا ہے اور ابو شاکر دیصانی

دیر سے تفکر مین سر جھکائے تھا لیکن چونکہ اُن ہادی نام کے بیان شافی نے اُسکے آئینۂ
دل سے زنگ کفر کو چھوڑا دیا تھا اور اُن حضرت کے کلام معجز نظام نے اُسکے دل کو ایمان
سے منور اور روشن کیا تھا پس اُسنے کلمۂ شہادتین پڑھا اور مسلمان ہوا اور
پھر عرض کیا کہ آپ بیشک امام اور پیشوا اور حجت خدا ہین تمام خلق پر اور مین اب
گناہون سے اپنے توبہ کرتا ہون **مطلب دوسرا**۔ خداوند عالم کی صفات ثبوتیہ
مین ہے یعنے جو چیزین کہ اُسکی ذات مقدس کو ثابت ہین اور وہ آٹھ ہین **پہلے** یہہ جناب
باری قدیم اور ازلی ہے یعنی ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا اس لیئے کہ اگر حادث
ہو تو چاہیے کہ قدیم نہو اور جب کہ ثابت ہوا کہ وہ واجب الوجود ہے پس کیونکر
اوسپر عدم اور فنا روا ہے **دوسرے** یہہ جناب باری قادر اور مختار ہے
اُسکی قدرت کاملہ سے کوئی شے باہر نہین ہے یعنے ہر چیز پر قادر اور توانا ہے
پس فعل کے کرنے اور نہ کرنے دونو مین مختار ہے لیکن فلاسفہ اپنی کم عقلی سے
کہتے ہین کہ خدا کو ایجاد اشیاء مین اختیار نہین ہے اُس سے بے اختیار اشیا صادر
ہوتے ہین مثل آتش کی کہ اُسکو کسی چیز کے جلا دینے مین اختیار نہین ہے پس یہ انکا
خیال خام ہی اسلیئے کہ اسمین خدا کا عجز لازم آتا ہے اور یہ نقص ہے اور جناب باری ہر
عیوب اور نقص سے منزہ اور مبرا ہے اور قدرت اور توانائی اُسکی من کل الوجوہ کامل
ہے **تیسرے** یہ کہ خداوند عالم عالم ہے یعنے ہر جزو کل سے آگاہ اور مطلع ہے
خواہ موجود ہو خواہ معدوم پس علم اُسکا قبل وجود اشیاء اور بعد وجود کے یکسان
ہے کچھ تفاوت نہین رکھتا اس لیئے کہ اگر ازل مین جانتا نہو جاہل ہوگا اور اُسپر
جہل سہو نہین **چوتھے** یہ کہ جناب اقدس الٰہی حی ہے یعنی زندہ ہے اُسکو موت اور
فنا نہین ہے اس لیئے کہ اگر زندہ نہو اُسپر علم اور قدرت دونو محال ہون اور محال
اُسکی ذات مقدس پر روا نہین **پانچوین** یہ کہ خداوند عالم مدرک اور

سمیع اور بصیر ہے اور معنی مدرک کے یہ ہین جو چیزین کہ ہم بواسطہ حواس یعنی آلات جسمانی
کے پہچانتے ہین جناب باری اُنھین چیزون کو بدون آلات حواس کے پہچانتا ہے
اُسکو آلات حواس کی حاجت نہین اس لیئے کہ اُسنے اپنی قدرت کاملہ سے حواس کو
بھی پیدا کیا ہی اور اسی طرح بدون حاجت کان کے ہر ایک کی آواز سنتا ہے
اور بدون حاجت آنکھ کی ہر ایک کو دیکھتا ہی لیکن جسوقت جسکے لئے جو کہ مصلحت
جانتا ہے کرتا ہے کبھی بیمار کرتا ہے کبھی صحت عنایت فرماتا ہی کبھی مار ڈالتا ہے
اسلیئے کہ اپنے بندون کے حال سے خوب آگاہ اور مطلع ہے اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہین
جیسا کہ اکثر آیات اور روایات مین وارد ہے کہ جناب باری نے دو لوحین پیدا
کین اور اُنمین سب چیزین لکھین ایک کا نام لوح محفوظ ہے کہ اُسمین جو کچھ کہ لکھا ہے
ہرگز فرق نہین ہوتا اس لئے کہ وہ علم الٰہی کی مطابق ہے دوسری لوح محو و اثبات ہے
کہ اُسمین جو کچھ کہ بنابر مصلحت و حکمت کے مشروط ساتھ کچھ شرطون کے لکھا ہے البتہ محو ہو جاتا
ہے مثلا ایک شخص کی عمر کے پچاس برس لکھے ہین یعنی مقتضای حکمت یہ ہے کہ جبتک کہ اُس سے
کوئی چیز باعث اُسکی زیادتی اور کمی کا نہو عمر اُسکی پچاس کی پوری ہو اور جسوقت کہ
اُس سے عمل خیر واقع ہو مثل صلہ رحم یا کچھ دینی سادات اور مومنین کو تو پچاس برس محو ہو کے ساٹھ
برس لکھے جاینگے اور جسوقت کہ قطع رحم کرے یا سادات اور مومنین کو نہ دے تو پچاس
برس کے چالیس برس ہو جاینگے لیکن لوح محفوظ مین جو کچھ کہ لکھا ہے اُسمین زیادتی اور کمی نہین ہوتی
مثل اسکی کہ زید البتہ صلہ رحم کریگا اور اسکے سبب سے عمر اُسکی ساٹھ برس کی معین ہوئی
ہے یا ایک شخص کی عمر چالیس برس کی معین ہوئی بسبب اسکے کہ البتہ قطع رحم کریگا یا
سادات اور مومنین کو نہ دیگا اسواسطے کہ لوگون پر ظاہر ہو کہ کس قدر اعمال خیر تاثیر
رکھتے ہین کہ بسبب اُنکے بجا لانے کے عمر زیادہ ہو جاتی ہی اور کس قدر اعمال بد فساد کرتے
ہین کہ اُنکے مرتکب ہونے سے عمر کم ہو جاتی ہے جیسا کہ تفسیر بیضاوی مین لکھا ہی جسوقت کہ

جناب باری نے شہر نینوا مین حضرت یونس علیہ السلام کو مبعوث کیا اور اہل نینوا نے انکی
تکذیب کی اسوقت حضرت یونسؑ نے اونسے فرمایا کہ تین روز کے عرصہ مین تمپر عذاب
نازل ہوگا اور بعض کہتے ہین چالیس روز مین پس جسوقت کہ عذاب قریب پہنچا اور ایک ابر
سیاہ پیدا ہوا کہ تمام آسمان کو گھیر لیا اور ایک دھوان پھیل کر زمین پر آیا کہ تاریکی
ہوگئی اور اہل نینوا یہ دیکھکر گھبرا گئے اور حضرت یونسؑ کی تلاش اور جستجو کی اور وہ
نہ ملے جب انکو یقین ہوا کہ حضرت یونسؑ نے سچ فرمایا تھا یہ وہی عذاب ہے پس سب اپنی
عورتون اور جانورون کو لیکر صحرا مین گئے اور بچون کو ماؤن سے جدا کر کے بہ آواز بلند
نالہ وزاری کرنے لگے اور اپنے گناہون سے توبہ کی اور اظہار ایمان کیا پس یہ حال دیکھکر
خداوند کریم کو اونپر رحم آیا اور اوس عذاب کو دفع فرمایا اور ایک حدیث مین وارد ہے کہ ایک روز
حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے اثناء راہ مین ایک عروس کو دیکھا کہ لوگ اوسکو
شوہر کے گھر لئے جاتے ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اون سے پوچھا کہ یہ کون ہے
انھون نے عرض کی کہ یہ فلانے شخص کی بیٹی ہے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ آج اسکو شادی
اور سرور سے لئے جاتے ہین صبح کو اسپر روئینگے یہ سنکے اونمین سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اسکا
کیا سبب ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آج کی شب مرجائیگی پس جو کہ مومن تھے
انھون نے تصدیق کی اور جو کہ منافق تھے کہنے لگے صبح قریب ہے جو کچھ ہوگا ظاہر
ہو جائیگا پس جسوقت صبح طالع ہوئی اور انھون نے اوسکو زندہ اور سلامت پایا
حضرت عیسیٰؑ کے پاس دوڑے آئے اور کہا کہ وہ زندہ ہے حضرت عیسیٰ نے فرمایا
کہ مین اوسکے پاس چلون اور اوس سے حقیقت حال دریافت کرون کہ آیا اوس سے
کیا عمل خیر واقع ہوا کہ جس سے بلا دفع ہوئی اور موت ٹل گئی پس جسوقت کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام اوسکے دروازے پر تشریف لائے اور اوسکے شوہر کو بلا کے فرمایا کہ
تو اپنی عورت سے کہہ کہ مین اوس سے کچھ پوچھون اونھنے جا کے عروس سے حقیقت حال بیان کی

عروس نے اپنے منہ پر نقاب ڈال لی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسکے گھر میں تشریف
لائے اور اس سے فرمایا کہ تو نے شب کو کیا کام کیا تھا اس نے عرض کیا کہ مینے
کوئی کام تازہ نہین کیا مگر جو کہ میرا ہمیشہ سے معمول تھا کہ ہر شب جمعہ میرے دروازہ پر
ایک فقیر آتا تھا اور مین اسکو کچھ دیتی تھی چنانچہ اس شب جمعہ کو میری شادی
تھی اور میری سب اقربا کام مین مشغول تھے اور اس سائل نے بحسب معمول آکے سوال کیا
کسی نے نہ سنا یہانتک کہ اوسنے کئی مرتبہ آواز بلند کی۔ ناگاہ اسکی آواز میرے
کان مین آئی اور مین سب کی نظر وسے پوشیدہ ہو کے اٹھی اور اسکو موافق معمول
کے دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اٹھ کھڑی ہو پس جسوقت کہ وہ کھڑی
ہوئی اسکے لباس کے نیچے سے ایک مار سیاہ نمایان ہوا کہ اپنی دم دانتون سے پکڑے
ہوئے تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو کہ تو نے شب کو دیا تھا اسکی برکت سے
اس بلا سے بچ گئی + چھٹی یہ کہ خداوند عالم مرید اور کارہ ہے اور مرید کے معنے
کئی ہین ایک یہ کہ جناب باری اپنے افعال کو ارادہ سے واقع کرتا ہے جیسا کہ
متکلمین امامیہ فرماتے ہین کہ مراد ارادہ سے علم بمصلحت فعل ہے پس جو فعل کرتا ہے اپنے
ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے اس لئے کہ ارادہ اسکا علم کی قسم ہے اور علم عین ذات مقدس ہے
کہ اسکو تغیر اور تبدل نہین ہوتا پس یہ ایک معنے ارادہ کے ہین اور کراہت سے مراد بنا بر ان
معنون کی علم بمفسدہ ہی پس حقتعالی کا ارادہ وقت مصلحت مین فعل سے اور وقت
مفسدہ ترک سے متعلق ہوتا ہے اور اس تعلق کو بھی کبھی ارادہ اور کراہت کہتے ہین اور
یہ دوسرے معنے ارادہ اور کراہت کے ہین تیسرے معنے ارادہ کے یہ ہین کہ موجود کرنے کو ارادہ
اور معدوم کرنے کو کراہت کہتے ہین جیسا کہ بعض حدیثون مین وارد ہی چوتھے معنے ارادہ
کے یہ ہین کہ جناب قدس الٰہی اپنے بندون سے ارادہ طاعت کا کرتا ہے اور ان سے
ارادہ معصیت کا نہین کرتا بلکہ کراہت رکھتا ہے اور یہان مراد ارادہ سے یہ ہے کہ اس نے

حکم طاعت کا کیا ہے اور مراد کراہت سے یہ ہے کہ معصیت سے منع فرمایا ہے پانچوین معنے
یہ ہین کہ ارادہ توفیق کا دیتا ہے اور کراہت سلب توفیق کرتا ہے **ساتوین** حقتعالے
متکلم ہے یعنی خداوند عالم خالق اور موجد کلام ہے جس چیز مین چاہے کلام کو
پیدا کرے جیسا کہ اُس درخت مین کلام پیدا کیا کہ حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام
سے کلام کیا تھا اور کیفیت اسکی اس طرح سے ہے جسوقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
اپنی اہل کو لیکر حضرت شعیب کے گھر سے چلے اور شہر مداین سے باہر تشریف لائے اور
اثناء راہ مین ابر اور ہوای سرد سے انکو گزند پہنچے تو داہنی طرف دیکھا کہ کوہ طور پر ایک آگ
جلتی ہی پس اُس طرف چلے تو کیا دیکھتے ہین کہ قدرت خدا سے ایک زیتون کے درخت سبز
مین آتش مشتعل ہے اور اُس سے ایک نور ظاہر ہے پس اُس کے نزدیک گئے ایک آواز سنی اور
خطاب بارگاہ حضرت کبریا سے یہ لطف کمال آیا یَا مُوسیٰ اِنِّی اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ
نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی وَاَنَا اخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوحیٰ یعنی اے
موسیٰ مین تیرا پروردگار ہون پس تو اپنے پاؤن سے دونو نعل نکال ڈال یا تو اپنے دل سے
محبت اہل اور اولاد کی دور کر اور ان دونو معنون کا بموجب بعض روایات کے احتمال
ہے بعد اسکے فرمایا بتحقیق کہ تو وادی مقدس مین آیا اور ہمنے تجکو انتخاب کیا ہے واسطے
نبوت کے پس تو کان رکھ کے سُن جو کچھ کہ وحی کیجاتی ہے پس اسی طرح ہمیشہ کلام ربانی
سے مشرف ہوتے رہے یہانتک کہ انکی قوم نے کہا کہ ہم ایمان نہ لائنگے جبتک کہ کلام
ربانی کو اپنے کان سے نہ سُن لین حضرت موسیٰ علیہ السلام انمین سے کچھ لوگ انتخاب کر کے
کوہ طور پر لے گئے جیسا کہ کتاب توحید مین شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے حضرت امام
موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ انکو طور سینا کی طرف
لے گئے اور انہین دامن کوہ مین ٹھہرا کے آپ بالائی کوہ گئے اور خداوند عالم سے
سوال کیا تا کوئی کلام ارشاد فرمای اور قوم سُنے پس جناب باریتعالیٰ نے اُنکے سوال کو

قبول فرمایا اور اُن سے کلام کیا اور اُسکے کلام کو قوم نے سُنا کہ اُن کے کان مین طرف
سے آواز آتی تھی اسلئے کہ حق تعالی نے اپنے کلام کو ایک درخت مین پیدا کیا اور اُسمین سے آواز
بلند ہوئی اور اُن کے کان مین ہر طرف سے آئی تا آثار عظمت اور کبریائی اُسکے ظاہر ہون
پس خلاف عادت کی چیزون سے ثابت ہوا کہ وہ کلام قادر علام کا تھا کہ اُسکے لئے جائے
مخصوص نہین اور معلوم ہو کہ افضل مرتبہ وحی کا کلام ربانی ہے کہ جناب اقدس الٰہی نے
حضرت موسیٰ کو اپنے کلام سے مشرف کیا اور یہ مرتبہ کسی کو انبیا مین سے نہ دیا سوائے
ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ یہ جناب سب پیغمبرون سے بہتر
اور افضل ہین پس خداوند عالم نے جس طرح حضرت موسیٰ علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام
سے کلام کیا تھا اُسی طرح اس جناب سے بھی کلام کیا تھا بلکہ اُن سے افضل کہ معراج
مین بکمال وجاہت اپنے کلام سے ممتاز فرمایا پس یہ جائے ملاحظہ ہے کہ کہان کوہ طور اور
کہان اعلاے علیین کہ منتہائے قرب رب العالمین ہے بلکہ حق تعالی نے جو کرامت
اور معجزہ کہ کسی پیغمبر کو عطا فرمایا تھا وہی سب کرامتین و معجزے بلکہ اُن سے زیادہ
ہمارے پیغمبر کو عنایت فرمایا **آٹھوین** یہ کہ خداوند عالم صادق ہے یعنے کلام اُسکا
سچا ہے اسلئے کہ کذب قبیح ہے اور قبیح اُسپر روا نہین **مطلب تیسرا** صفات
سلبیہ مین ہے اور اُسمین پہلی عمدہ تعدد کی نفی ہے اور وہ اصل توحید ہے پس پوشیدہ نہ رہے
کہ خداوند عالم واحد اور احد ہے یعنے سوا اُسکے کوئی اور واجب الوجود نہین اور
جو چیز کہ غیر ذات خدا موجود ہے ممکنات مین سے ایک ممکن ہے اور اُسکی مصنوعات
سے ایک مصنوع ہے اور وہ خداوندی مین کسی کو شریک نہین رکھتا اسلئے کہ اگر اُسکا
شریک ہوا اور اُسکی مثل ہو یعنے دو خدا ہون اور اُنمین سے ایک کسی چیز کا ارادہ کرے اور
دوسرا اُسکو مانع ہو سکے تو اول کا عجز لازم آتا ہے اور اگر مانع نہو سکے تو دوسرے کا
عجز لازم آتا ہے اور خدا پر عجز روا نہین اور اگر دونو کی موافق مرضی واقع ہو تو اجتماع نقیضین لازم

آتا ہے اور یہ محال ہے جیساکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے زنادقہ کے جواب مین فرمایا کہ تیرا قول کہ دو خدا ہین باطل ہے اسلئے کہ یہ مین حال سے خالی نہین یا دونو قدیم اور صاحب قوت ہین یا دونو ضعیف ہین یا انمین سے ایک قوی ہے اور دوسرا ضعیف پس اگر دونو قوی ہین تو کیون نہین ایک دوسری کو دفع کرتا اور اگر ایک قوی ہی اور دوسرا ضعیف پس چونکہ ضعیف ہے، وہ خدا نہین اس لئے کہ خدا عاجز نہین ہوتا اور جناب قبلہ ائی جہان نائب امام زمان جناب سید العلماء دام ظلہ حدیقۂ سلطانی مین فرماتے ہین کہ شق اول مین جو کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ کیون نہین ایک دوسرے کو دفع کرتا اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ایک دوسرے کے دفع پر قادر نہو تو اُسکا عجز لازم آتا ہی اور اگر قادر ہو اور دوسریکو دفع نہ کرے اور اپنی خوشی اور اختیار سے اپنے امور اُس کے حوالے کردے تو وہ بیکار ہو جائیگا لیکن کیونکر ہو سکے کہ خدا باین عظمت و قدرت اور جود و کرم کے بیکار اور معطل ہوئے اور کوئی اُس سے حاجت نہ رکھتا ہو اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ آپس مین دونو کے اتفاق ہے کبھی کام کرتا ہی کبھی دوسرا یا دونو معطل نہون تو یہ بھی سخن بیجا ہے اس لئے کہ خداوند عالم پر کاہلی اور عاجزی تو نہین کہ دوسرے کا محتاج ہو پس عالم مین دو خدا کا ہونا عبث اور بیہودہ ہو گا جیساکہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کو وصیت مین فرمایا اے فرزند کہ اگر تیرے پروردگار کا شریک ہوتا تو چاہئے تھا کہ تیرے پاس اُسکی بھی کتابین اور رسول آتے کہ تو اُس کے آثار ملک اور سلطنت کے دیکھتا اور اُس کے افعال اور صفات کو پہچانتا لیکن خدائے عزوجل یگانہ ہی اپنا شریک نہین رکھتا پس پوشیدہ نہ رہے کہ اس عقیدۂ صحیحہ مین کئی فرقہ باطلہ نے خلاف کیا ہے چنانچہ اونمین سے ایک فرقہ مجوس ہے اور اُن کے کئی گروہ ہین ایک ثنویہ اور مانویہ ہے کہ وہ نور اور ظلمت دونو کو قدیم اور ازلی جانتے ہین پس ان کے جواب مین قول خدا کافی ہے قولہ جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ۔ یعنے جناب باری نے پیدا کیا تاریکی اور نور کو دوسرے کیومرثیہ ہین کہ وہ کہتے ہین کہ یزدان یعنی نور قدیم ہے اور اہرمن یعنے

ظلمت حادث ہے کہ اسکو نور نے پیدا کیا ہے لیکن چونکہ ظلمت کی طبیعت مین شر
اور فساد تھا اُس نے نور پر خروج کیا اور دونو لشکرون مین باہم جنگ و جدل
ہوئی اُسوقت ملائکہ نے دونون مین مصالحہ کردیا کہ عالم سفلی اہرمن کے تصرف مین
سات ہزار برس تک ہی اور بعد اس کے یزدان یعنی نور کے قبضہ مین کردی
پس جب آپس مین دونو کے نزاع موقوف ہوئی اہرمن نے اُن کو کہ قبل مصالحہ کے تھی قتل کیا
اور ایک شخص کو پیدا کیا اور نام اسکا کیومرث رکھا تیسرے زردشتیہ ہین کہ وہ نور
اور ظلمت دونو کو مخلوق خدا جانتے ہین لیکن یہ کہتے ہین کہ دونو کی شرکت سے عالم
پیدا ہوا کہ یزدان نے خیر اور سرور کو پیدا کیا اور اہرمن نے فتنہ اور شرور کو پس انکے
یہ کلمات مزخرفات باطل اور فاسد ہین اسلئے کہ احتجاج مین مولانا طبرسی علیہ الرحمہ
نے نقل فرمائی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے اول ثنویہ سے پوچھا کہ
تم نے کس راہ سے دو خدا قرار دئے انھون نے عرض کیا کہ ہم نے عالم مین دو چیزین دیکھیں
کہ ایک دوسرے کی ضد ہے ایک خیر دوسری شر پس خالق ہر ایک کا جدا ہے ایک خدا
نور ہے کہ جس نے خیر اور سرور کو پیدا کیا اور دوسرا ظلمت ہے کہ جسنے فتنہ اور شرور کو
پیدا کیا حضرت نے فرمایا کہ آیا تم نے نہین دیکھا کہ سیاہی اور سفیدی اور سرخی اور زردی
کہ ہر ایک دوسرے کی ضد ہے انھون نے کہا البتہ حضرت نے فرمایا کہ پہر تم نے کیون
نہین ان کے لئے بھی خالق جدا جدا قرار دئے پس وہ ساکت ہوگئے اور کچھ جواب نہ آیا دوسرا
فرقہ بت پرستون کا ہی کہ یہ بتون کو اپنا امید گاہ جانتے ہین اور ان سے توقع نفع اور
نقصان کی رکھتے ہین اور اسی قبیل سے وہ لوگ ہین کہ آفتاب و ستارون کی پرستش
کرتے ہین اور بعضے آتش کی اور بعضے پانی کی اور اکثر اپنے ہاتھون سے بتون کو بنا کے انکی
پرستش کرتے ہین جیسا کہ احتجاج مین لکھا ہے جسوقت کہ مشرکین عرب مباحثہ کے لئے خدمت
مین جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے آئے حضرت نے اُن سے فرمایا کہ تم بتون کو کس لئے

پرستش کرتے ہو اُنھون نے عرض کیا اس لئے کہ وہ خدا سے ہمارے تقرب کا واسطہ ہین حضرت نے فرمایا
آیا تمھارے بت مطیع خدا ہین کہ اسکے سبب سے پیش خدا اُنکے قرب و منزلت ہے اُنھون نے عرض کیا یہہ
نہین حضرت نے فرمایا کہ اگر تمھارے بتون کو طاقت ہوتی تو اونکو لائق تھا کہ وہ تمھاری
پرستش کرتے کہ تمنے اُنکو اپنے ہاتھون سے بنایا ہے نہ یہ کہ تم اُنکی پرستش کرو یہ سُنکے اُنمین سے بعضون
نے عرض کیا کہ بندون مین چند شخص مقرب درگاہ الٰہی تھے کہ خدا اُنمین در آیا تھا پس اس لئے ہم
اُنکی تصویرین بنا کے تعظیم کرتے ہین تا اُنکے ضمن مین اُن بزرگوارونکی تعظیم ہو حضرت
نے فرمایا کہ خدا پر حلول روا نہین کہ یہ امر جسم اور عوارض جسمی سے تعلق رکھتا ہے اور وہ اس سے
مبرّا اور منزّہ ہی پس کیونکر کسی کے جسم مین در آئیگا پس وہ خاموش ہوئی اور اُنمین سے بعضون
نے عرض کیا کہ ہم بتون کو اسلئے سجدہ کرتے ہین کہ یہ تصویرین خاصان خدا کی ہین حضرت نے فرمایا
جسوقت کہ تمنے بندۂ خدا کو سجدہ کیا پس اور کیا چیز واسطے تعظیم اور اجلال مالک الملک کی باقی رکھی
آیا تم اتنا بھی نہین جانتے کہ تعظیم ایک سیاق پر خالق اور مخلوق اور مالک اور مملوک کی نہین
کرتے آیا ہو سکتا ہے کہ ایک بادشاہ ہو اور اُسکا ایک غلام ہو اور دونونکی تعظیم یکسان کرے
اور خلاف اُسکی شوکت و شان کے نہو پس غیر کو سجدہ کرنا موجب استخفاف عظم شان مالک و دیان کا ہے
پس وہ بھی خاموش ہوئے پھر اُن مین سے بعضون نے عرض کیا کہ یہہ آدم کی تصویرین ہین جسوقت کہ حق تعالیٰ
نے واسطے سجدۂ آدم کے ملائکہ کو حکم فرمایا تھا اور ہم اس شرف سے محروم رہے پس ہم
واسطے خوشنودی خدا کے آدم کی تصویر بنا کے اُسکو سجدہ کرتے ہین جسطرح کہ آپ مکہ مین کعبہ کو سجدہ
کرتے ہین بلکہ اپنے ہاتھون سے مسجدین بنا کے سجدہ کرتے ہین حضرت نے فرمایا کہ تم اپنے قیاس
باطل مین حال اپنا اور ہمارا ایک جانتے ہو لیکن تم مین اور ہم مین فرق بہت ہے کہ ہم جو
کچھ کرتے ہین اپنے پروردگار کے حکم سے کرتے ہیں اور اپنے دل سے اختراع نہین کرتے
پس جسطرف کہ اُسنے حکم فرمایا ہے اُسیطرف ہم اُسکو سجدہ کرتے ہین اور اُسی کے حکم سے
مسجدین بھی بناتے ہین لیکن جو تم آدم کی تصویر بنا کے اُسکو سجدہ کرتے ہو خداوند عالم

نے کب تم سے فرمایا تھا پس یہ بھی خاموش ہو گئے اور سب نے عرض کیا کہ ہم مہلت چاہتے ہیں اور بعد
چند روز کے وہ مشرف بایمان ہوئے۔ تیسرا فرقہ نصاریٰ کا ہے کہ یہ تین خدا کے قائل ہیں ایک خداوند عالم کہ
اُسکا نام پدر رکھا ہے دوسرے حضرت عیسیٰ بن مریم علیٰ نبینا و آلہ و علیہ السلام کہ انکو پسر خدا اقرار
دیا ہے تیسرے روح القدس اور بعضے نصاریٰ کہتے ہیں کہ خدا اور مریم اور عیسیٰ یہ تین خدا ہیں
باوجود اسکے پھر اپنے تئیں موحد جانتے ہیں اور جواب ان کلمات رکیکہ کا جناب سید علما
دام ظلہ حدیقۂ سلطانی میں فرماتے ہیں کہ جب نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو حادث جانتے ہیں اور
پسر خدا کہتے ہیں پس کس طرح انکو خدا اور قدیم کہتے ہیں لہذا جواب میں انکے حضرت رسالت پناہ
فرماتے ہیں کہ اگر باب عیسیٰ میں تمھاری مراد یہ ہے کہ خدائے قدیم حادث ہوا تو یہ محال ہے
اسلئے کہ کیونکر ہو سکے کہ قدیم حادث ہوا اور اگر تمھاری مراد یہ ہے کہ حادث یعنی عیسیٰ
قدیم ہیں تو یہ بھی محال ہے کہ حادث قدیم ہووے پس نصاریٰ اسی سبب سے کہتے ہیں کہ تین
خدا ایک ہیں اور ایک خدا تین ہیں اور یہ قول انکا باطل ہے اور بطلان انکا کسی عاقل پر پوشیدہ
نہیں اسلئے کہ یہ کیونکر ہو سکے جو شخص کہ تین خدا کا قائل ہو وہ خدا کو واحد کہے اور جو کہ ایک خدا کا
قائل ہو وہ کیونکر تین خدا کا اعتقاد رکھے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے قال اللہ عزّ
وجلّ وَلَا تَقُولُوا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ
لَهٗ وَلَدٌ ۔ یعنے اے اہل کتاب نہ کہو کہ خدا تین ہیں اور اس قول باطل سے باز رہو اور اس کو
اپنے لئے خیر سمجھو سوا اسکے حق نہیں ہے کہ خدا ایک ہی ہے اور اُسکا کوئی بیٹا نہیں اور بعضی روایت
میں بھی وارد ہے جس وقت کہ نصاریٰ مناظرہ کے لئے آئے اور خدمت میں جناب رسالتمآب کے
عرض کیا کہ ہم نے انجیل میں لکھا ہے کہ بعد عیسیٰؑ کے نبی آخر الزمان ہوگا اور وہ عیسیٰ کی
تصدیق کریگا لیکن آپ تو اُن کو برا کہتے ہیں اور دشنام دیتے ہیں اس جہت سے کہ وہ خدا ہے اور خدا کا بیٹا
ہے اور آپ اُسکو بندہ کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں عیسیٰؑ کو بد نہیں کہتا بلکہ اُنکی رسالت کی
تصدیق کرتا ہوں کہ وہ رسول خدا اور بندۂ خدا تھے پھر نصاریٰ نے عرض کیا آیا بندہ سے

وہ کام ہوسکتا ہے جو کہ عیسیٰ سے ظہور مین آیا کہ مُردہ کو زندہ کرتے تھے او نابینا کو بینائی بخشتے تھے
او مبروص کو شفا دیتے تھے او امور غیب کی خبر کرتے تھے یہ کار بشر نہین البتہ کار خدا یا پسر خدا ہے
حضرت نے فرمایا عیسیٰ جو کچھ کہ عمل مین لاتے تھے خدا یگانہ کے حکم سے اور اُسکی قدرت کاملہ سے
اور وہ بھی مثل اور پیغمبرونکی تھے اسلئے کہ اُنکا جسم مرکب تھا خون اور استخوان اور گوشت اور پوست سے
پس جسوقت کہ گرسنہ ہوتے تھے تو محتاج غذا کے ہوتے تھے اور ان چیزون سے خداوند عالم مبرا
ہے اور اسی طرح سے احتجاج مین منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے جاثلیق نے عرض
کیا کہ جو حضرت عیسیٰ نے مُردونکو زندہ کیا او نابینا کو بینائی بخشی اور مبروص کو شفا دی پس
ہمنے اعتقاد کیا کہ وہی خدا لائق عبادت کے ہے حضرت نے فرمایا کہ الیسع پیغمبر بھی مُردونکو زندہ کرتے
تھے او نابینا او مبروص کو شفا دیتے تھے اور پانی پر چلتے تھے اور اُنکو کسی نے خدا نہین کہا اور
حزقیل پیغمبر نے بھی مثل عیسیٰ کے مُردون کو زندہ کیا تھا چنانچہ تینتیس ہزار مُردونکو زندہ کیا
بعد ساٹھ برس کے اور بعضی روایتون مین وارد ہے کہ جاثلیق سے مناظرہ مین حضرت
امام رضا نے فرمایا ای نصرانی قسم بخدا کہ مین اُن عیسیٰ کی نبوت کا مقر ہون کہ وہ حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ کی نبوت کا اقرار رکھتی تھی اور تمہارے عیسیٰ کی بارے مین مین طعن نہین
کرتا بجز اسکی کہ وہ صوم وصلوٰۃ مین کمی کرتے تھے او جاثلیق خشمناک ہوکے بولا کہ تم نے ایسے
امر کی نسبت اونکی طرف کی جو کہ اُن کے شایان نہ تھا او حال عیسیٰ کا یہ تھا کہ ہمیشہ دنون کو روزہ
رکھتی تھے اور راتون کو عبادت کرتے تھے پس جسوقت کہ اُسکی زبانی یہ اقرار لیا حضرت نے فرمایا کہ وہ
عبادت کسکی کرتے تھے پس اگر بندہ خدا ہوتے تو کیونکر اپنے لئے معبود قرار دیتے اور کیون مشقت شدید
اُٹھاتے پس جاثلیق ساکت ہوگیا او کچھ جواب نہ آیا اور اسیطرح نصاری نجران بھی مناظرے کے لئے خدمت مین جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے آئے اور عرض کیا کہ اگر تم عیسیٰ کو بندۂ خدا کہتے ہو تو بن باپ کا
کون پیدا ہوا حضرت نے فرمایا کہ وجود عیسیٰ سے وجود آدم عجیب تر ہے کہ بے پدر و مادر کے پیدا ہوئے
پس خداوند عالم کے نزدیک کوئی چیز دشوار نہین جسطرح چاہے اپنے بندون کو پیدا کرے اور کتاب احتجاج میں

روایت ہی کہ بعض نصرانیون نے دلیل سمعی ڈھونڈھکے خدمت مین جناب رسالت پناہ کے عرض کی کہ انجیل مین لکھا ہے حضرت عیسیٰ نے کہا اذھب الی ابی یعنی مین جاتا ہون اپنے باپ کے پاس حضرت نے فرمایا کہ اگر تمکو انجیل کا اعتقاد ہے تو اُسمین یہی موجود ہی اذھب الی ابی وابیکم یعنی مین جاتا ہون اپنے باپ کے پاس اور تمھارے باپ کے پاس پس چاہیے کہ تم سب دونون کو پسر خدا کہو لیکن اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس وقت مین رب کو پدر کہتی ہونگی چوتھا فرقہ صوفیہ کا ہے کہ انکے گروہ بہت ہین لیکن جو کہ انکے سرگروہ ہین کیا کیا مزخرفات بکتے ہین کہ سوائے خدا کے کوئی موجود نہین اور جو کچھ کہ ہے اُسیکا ظہور ہے پس جو لوگ کہ دو خدا کے قائل ہین مثل ثنویہ کا فرہین اُن سے بدحال صوفیہ کے کہ تمام عالم کو خدا کہتے ہین جیسا کہ کتاب ذوالفقار مین جناب قبلہ وقدوۃ المحققین اسوۃ المجتہدین جناب علامی فہامی غفران مآب نور اللہ مرقدہ نے نقل صوفیہ کی فرمائی ہی کہ مذہب انکا یہ ہے کہ تمام عالم عین ذات خدا ہے عیاذاً باللہ کہ خداوند عزوجل گاہے بصورت ابلیس کے بنجاتا ہے اور گاہی بصورت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے اور گاہی بصورت سگ اور خوک کی اور گاہی بصورت انسان کی اور کبھی کہتی ہین کہ خدا مثل دریا کی ہی اور عالم مثل اُسکی موجون کے ہی اور کبھی کہتے ہین کہ خدا مثل گل کی ہے اور مخلوق مثل کوزونکی ہے اسی طرح خدا عین خلق ہے اور اسی مضامین کے اشعار بھی کہے ہین اور رقص وغنا اور حال وجد کو کمال معرفت وعبادت کا جانتے ہین چنانچہ اُن اشعار مین سے بعضے یہ ہین ؎ با مریدان آن فقیر محتشم + بایزید آمد کہ یک یزدان منم + گفت مستانہ عیان آن ذوفنون + لا الہ الا انا فاعبدون + اور صاحب فواتح میبذی صوفی کہتا ہے حضرت سید شریف قدس سرہ کہتے ہین کہ ایک متکلم اور صوفی مین مناظرہ ہوا متکلم نے کہا کہ مین اُس خدا سے بیزار ہون کہ کتی اور بلی مین ظہور کرے صوفی نے کہا کہ مین اُس خدا سے بیزار ہون کہ کتے اور بلی مین ظہور نکرے بلکہ اسی طرح اس بیت السلطنت لکھنو مین بھی مشایخ اہل نفاق صوفیہ سے عبدالرحمن ہمنام ابن ملجم تھا کہ وہ بھی حلول باری تعالی کو ہر شی مین وہ جانتا تھا چنانچہ حدیقۂ سلطانی مین اُسکی نقل جناب سلطان العلماء الانام مرکز دائرۂ اسلام

معتقد ہے اور دین مبین رہنمای سالک صدق و یقین رئیس الفقہا سید العلما دام ظلہ فرماتے ہین کہ ہمارے بعض
احباب ثقات سے ایک شب حسب اتفاق اُس صوفی اہل نفاق کے پاس گئے و دیکھا کہ وہ مسجد مین بیٹھا ہے اور ایک
چراغ روشن ہے ناگاہ ایک کتا مسجد مین آیا اور اُس سگ بیحیا نے اس کتے کو اپنے سکون مین جان کے
مانع ہنوا یہان تک کہ اُس نے چراغ گرا دیا اور وہ خاموش ہو گیا اُسوقت یہ سگ نجس بکمال معرفت
اصطلاحیہ کہنے لگا سبحان اللہ اپنے گھر کا چراغ آپ ہی گل کر دیا پناہ بخدا ان ملعونون کی بیہودہ گوئی
سے اور اس مقام مین اصل غرض ذکر جناب باری کی وحدت اور وجود کا تھا لیکن بسبیل حکایات
عقائد صوفیہ کے بیان ہوے کہ یہ عقیدہ انکا باطل و فاسد ہے اسلئے کہ اگر تمام عالم عین ذات خدا ہی تو
عذاب و ثواب و جنت و نار کس کے لئے ہے اور انبیا کا آنا اور کتب آسمانی کا اور تکالیف شرعیہ
مثل نماز اور روزہ اور حج اور جہاد سب یہ عبث اور بیجا ہو جاتا ہے پس اہل تصوف کی مذمت
مین حدیثین بیشمار ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ شیخ بہاء الدین محمد عاملی علیہ الرحمہ نے حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ و آلہ سے روایت کی ہے کہ آن حضرت نے فرمایا کہ قبل قیامت کے میری امت مین ایک
جماعت ہوگی کہ اُسکو صوفی کہینگے وہ میری امت مین داخل نہین اور یہودیون مین محسوب ہین بلکہ کفار سے
بھی بدتر ہین و اہل جہنم ہین اور حضرت امام جعفر صادق سے ایک شخص نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ
ایک قوم تازہ ہوئی ہے کہ اُسکو صوفیہ کہتے ہین آپ کیا فرماتے ہین حضرت نے فرمایا کہ وہ ہمارے
دشمن ہین پس جو شخص کہ اُن سے رغبت کرے وہ بھی ہمارا دشمن ہے اور عنقریب ہی کہ ایک قوم ہوگی کہ
وہ ہماری دوستی کا دعوی کریگی باوجود اسکے کہ صوفیہ سے رغبت رکھیگی اور انکے اقوال کو
کہ عین کفر ہین تاویل کرینگے پس وہ بھی حقیقت مین ہمارے دوست نہین ہین اور ہم ان سے راضی
نہین ہین جو شخص کہ صوفیہ سے انکار کرے اور انکے قول کی رد کرے تو اسکے لئے ثواب مثل
اُس شخص کی ہے کہ ہمراہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کے جہاد کرے اور جناب حقایق
آگاہ واقف علوم سبحانی و وارث اسرار یزدانی نائب امام زمان مجتہد العصر والزمان جناب
سید العلما دام ظلہ حدیقہ سلطانی مین فرماتے ہین کہ فرقہ صوفیہ کی عادت یہ بھی ہے کہ

کہ آیات متشابہ کو حجت اور دلیل لاتے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَاتَشَابَہَ مِنْہُ اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَۃِ وَ اِبْتِغَاءَ تَاْوِیْلِہٖ۔ یعنے جن لوگون کے دلون مین کجی ہے وہ پیروی کرتے ہین اُس چیز کی جو متشابہ ہے قرآن سے واسطے طلب کرنے فتنہ کے اور اُسکی تاویل کرنے کے خواص سے پس آیات متشابہ بھی اُونکے مدعای فاسد پر دلالت نہین کرتی مگر موافق اپنی خواہش کے دل سے معنے بنا کے کہتے ہین مثل اس کی کہ جناب باری فرماتا ہے وَفِی الْاَرْضِ اٰیَاتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ وَ فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ پس صوفیہ بیان کرتے ہین کہ معنی اسکے یہ ہین کہ اِنَّ الْوُجُوْدَ الْحَقَّ فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی العیاذ باللہ حق تعالی تمھاری ذات مین موجود ہے آیا تم نہین دیکھتے ہو اور نہین مطلع ہوتے ہو پس شک نہین کہ یہ معنے اُنکے دلون مین شیطان نے ڈالدئے ہین والا اُسکے معنے صحیح کسی صاحب فہم پر پوشیدہ نہین اور وہ یہ ہین کہ اوسکی وجود کی نشانیان تم مین موجود ہین کیونکر اُنکو نہین دیکھتے ہو پانچوین غلات ہین مثل نصیریہ اور سبائیہ اور باطنیہ کے کہ ان کے فرقہ بہت ہین چھٹے مفوضہ ہین کہ ان کا غلو غالیون سے کم ہے پس ان دونو نے محبت مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اسقدر غلو کیا کہ خداوند عالم کو بھلا دیا چنانچہ غالیون کا سرگروہ عبد اللہ بن سبا ہے کہ وہ جناب امیر المومنینؑ کو خدا جانتا ہے اور اصل طریقہ غالیون کا یہود سے ہے کہ عبد اللہ بن سبا پہلے یہود تھا بعد اسکے بظاہر ایمان لایا اور مسلمان ہوا پھر کافر ہو کے کہنے لگا کہ جناب امیر خدا ہین اور مین اُنکا پیغمبر ہون اور جب یہ حضرت نے سُنا اُسکو بُلا کے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے اُس نے عرض کیا کہ میری دل مین آیا کہ آپ خدا ہین اور مین آپ کا پیغمبر ہون حضرت نے فرمایا وا تجھ پر کہ تجھ سے شیطان نے استہزا کیا توبہ کر لیکن اُس نے توبہ نہ کی حضرت نے اُسکو تین روز قید رکھا جب بھی توبہ پر راضی نہ ہوا آخر اوسکو قیدخانہ سے نکال کے جلا دیا لیکن مفوضہ تابع اُسکے بیٹے کے ہین وہ اپنے باپ کے اعتقاد سے ایک درجہ

پائین تھا کہتا تھا کہ خداوند عالم نے محمدؐ اور علیؑ کو پیدا کرکے امور عالم انکے سپرد کردیے کہ یہی دونو بزرگوار
روزی دیتے ہین و زندہ کرتے ہین اور مار ڈالتے ہین پس یہ عقیدہ انکا فاسد اور باطل ہے جیسا کہ
حضرت امام رضاؑ فرماتے ہین کہ غالی کافر ہین اور مفوضہ مشرکین ہین جو شخص کہ ان سے ہمنشینی کرے
یا انکے ساتھ کھائے یا پئے یا ان سے نکاح کرے یا انکی امانت رکھے یا ان سے سپرد کرے یا ان کے حدیث کی تصدیق کرے
یا انکی اعانت کرے اگرچہ ساتھ ایک کلمہ یا بعض کلمہ کے ہو تو وہ دشمن خدا اور دشمن رسول خدا اور
ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کا ہوگا دوسری صفت سلبیہ یہ ہے کہ جناب باری کے لئے صورت اور جسم
نہین ہے پس پوشیدہ نہ رہے کہ جناب باری کے صورت اور جسم نہین کہ وہ ان دونو سے مبرا ہے۔
اسلئے کہ اگر اسکے صورت اور جسم ہو تو چاہئے کہ کوئی اسکے مشابہ اور مثل بھی ہو حالانکہ کوئی اسکی
مثل نہین ہے بلکہ حق تعالیٰ بھی گواہی دیتا ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ یعنی نہین ہے مانند اسکی کوئی
شے اور اسی طرح کافی مین محمد بن حمزہ سے روایت ہے کہ مینے حضرت ابو الحسنؑ کی خدمت مین ایک
عریضہ لکھا کہ آیا خداوند عالم کی صورت اور جسم ہے حضرت نے اسکے جواب مین لکھا کہ مین حمد کرتا ہون
اس خدا کی کہ مثل اسکی کوئی نہین اور وہ صورت اور جسم سے مبرا ہے لیکن سنیون مین تابعان احمد بن
حنبل کہتے ہین کہ خدا کے صورت اور جسم ہے اور عرش پر بیٹھا ہے اور جسم اسکا عرش سے بقدر چہار
بالشت زیادہ ہے اور بالشت بھی اسکے ہاتھ کا ہے اور ہر شب جمعہ کو ایک خر پر سوار ہوکے زمین پر آتا ہے
اور صبح تک ندا کرتا ہے کہ آیا میرے بندون مین سے کوئی ہے کہ اپنے گناہون سے توبہ کرے تو مین اسکی توبہ
قبول کرون اور بعضے اہلسنت کہتے ہین کہ زمانہ حضرت نوحؑ مین جسوقت کہ طوفان آیا تو حقتعالے
اسقدر رویا کہ اسکی آنکھین آشوب کر گئین اور ملائکہ عیادت کے لئے حاضر ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ خدا بصورت
انسان ہے کبیر السن کہ اسکے سرکے بال اور داڑھی کے سیاہ اور سفید مخلوط ہین غرض اسی طرح کے انکے کلام
مزخرفات بہت ہین کہ ذکر انکا باعث طول اور ملال کا ہے لیکن کتاب احتجاج مین طبرسی نے
ابراہیم بن محمود سے نقل کی ہے کہ مینے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ ای فرزند
رسولؐ اس حدیث مین آپ کیا فرماتے ہین کہ لوگ جناب رسول خدا سے نقل کرتے ہین کہ ہر شب جمعہ

آخر ثلث یعنی ضف آسمان سے آتا ہے حضرت نے فرمایا خدا لعنت کرے تحریف کرنے والے کو کہ اس شیخ پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے نہین فرمایا مگر یہ کہ حق تعالی ہر شب جمعہ کو ایک فرشتہ کو آسمان سے
بھیجتا ہے اور وہ خداوند عالم کی جانب سے ندا کرتا ہے کہ آیا کوئی سائل ہے کہ مین اسکو عطا کرون
آیا کوئی توبہ کرتا ہے کہ اسکی توبہ قبول کرون آیا کوئی طلبگار آمرزش ہے کہ اسکو بخشدون پس اے
طالب خیر آگے آ اور متوجہ ہو اور اے طالب شر اپنے قصد کو کوتاہ کر پس جسوقت کہ صبح ہوتی
ہے تو وہ فرشتہ آسمان پر پھر جاتا ہے **تیسری** صفت سلبیہ یہ ہے کہ جناب باری کے لئے مکان
نہین ہے پس پوشیدہ نہ رہے کہ جناب باری کا کوئی مکان نہین ہے اور نہ کسی سمت مین رہتا ہے
اسلئے کہ یہ لوازم جسمانی ہین اور بطلان اسکا عقلاً اور شرعاً ثابت ہے جیساکہ کتاب توحید مین
صدوق علیہ الرحمہ نے سلیمان بن مہران سے روایت کی ہے کہ مینے حضرت امام جعفر صادق
سے عرض کیا کہ آیا جناب باری کسی مکان مین رہتا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ کسی مکان مین نہین رہتا
کیونکر کہ اگر کسی مکان مین ہوتا تو چاہیئے کہ حادث ہو اس لیئے کہ متمکن مکان کا محتاج ہے اور یہہ
حوادث کی صفت ہے قدیم کی صفت نہین اور ارشاد مین شیخ مفید علیہ الرحمہ نے نقل کی
ہے کہ ایک عالم یہودیون کا ابوبکر کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اس امت کے پیغمبر کا خلیفہ تو
ہے ابوبکر نے کہا ہان مین ہون یہودی نے کہا کہ مینے توریت مین دیکھا ہے کہ انبیا کے خلفا
عالم ہوتے ہین پس مجھ سے کہو کہ خدا کہان ہے ابوبکر نے سادہ لوحی سے کہا کہ خدا آسمان پر ہے اور عرش پر
بیٹھا ہے یہودی نے کہا کہ پس خدا سے زمین خالی ہے ابوبکر نے کہا کہ یہ کلام زنادقہ ہے میرے
پاس سے دور ہو والا مین تجھے قتل کرونگا پس وہ یہودی تعجب کرتا ہوا پھرا اور اسلام پر ہنستا ہوا
چلا کہ اثناء راہ مین اسکو حضرت امیرالمومنین ملے حضرت نے فرمایا اے یہودی تیرا سوال مینے
معلوم کیا اور جو کچھ کہ تو نے جواب پایا اور مین کہتا ہون کہ خداوند عالم خالق مکان ہے
اور اسکے لئے کوئی مکان نہین ہے بلکہ اسکے آثار قدرت ہر جگہہ موجود ہین پس اگر مین تمھاری
کتابون مین بتادون آیا تو ایمان لائیگا یہودی نے عرض کیا کہ اگر یہ ہماری کتابون مین

لکھا ہے البتہ مین ایمان لاؤنگا حضرت نے فرمایا آیا تو نے اپنی کتابو نمین نہین دیکھا کہ ایک وز حضرت موسیٰ بن عمران علیٰ نبینا وعلیہ السلام بیٹھے تھے کہ ناگاہ جانب مشرق سے ایک فرشتہ آیا موسیٰ نے اُس سے پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہے اُس نے عرض کیا خدای عزوجل کے پاس سے بعد اُسکے دوسرا فرشتہ مغرب سے آیا موسیٰ نے اُس سے بھی پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہے اوسنے عرض کیا خدائی جلشانہ کے پاس سے بعد اسکے تیسرا فرشتہ آیا اُس نے کہا کہ مین ہفتم آسمان سے آتا ہون خدائے جلشانہ کے پاس سے بعد اسکے چوتھا فرشتہ آیا اُس نے کہا کہ مین ہفتم طبقۂ زمین سے آتا ہون خدا کے پاس سے اُسوقت موسیٰ نے فرمایا کہ مین حمد کرتا ہون اُس خدا کی کہ اُس سے کوئی جگہہ خالی نہین یہودی نے یہ سُنکے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ حق یہ ہے اور آپ ہی اپنے پیغمبر کی خلافت کے سزاوار ہین پس اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ خداوند عالم کا کوئی مکان نہین اور نہ وہ کسی مکان مین اور نہ کسی جگہہ مین سماتا ہی لیکن ابوبکر نے کس راہ سے یہودی کے جواب مین کہا تھا کہ خدا آسمان پر ہے اور عرش پر بیٹھا ہے مگر یہ کہ خود اُس نے کلام زنادقہ کیا اور اپنا الزام یہودی کی گردن پر ڈالا چوتھی صفت سلبیہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کسی چیز مین حلول نہین کرتا پس پوشیدہ نہ رہے کہ حلول ایک چیز کے دوسری چیز مین در آنے کو کہتے ہین مانند در آنے رنگ کے جسم مین اور اتحاد دو چیزو نکے مل کر ایک ہو جانے کو کہتے ہین پس خدائی جلشانہ پر حلول اور اتحاد روا نہین اس لیے کہ یہہ جسم اور عوارض جسم سے تعلق رکھتا ہے اور جناب باری ان چیزون سے مبّرا اور منزہ ہے پس کیونکر کسی کے جسم مین در آئیگا لیکن کشف الحق مین علامہ حلّی علیہ الرحمہ نے نقل بعض صوفیہ کی فرمائی ہے کہ خدا عارفون کے بدن مین متحد ہوتا ہے اور بعضے اس سے بھی زیادہ ترقی اور مبالغہ کرتے ہین کہ خدا النفس وجود ہے یعنے جو چیز ہے خدا ہے اور یہ عین کفر ہے پس چاہیے کہ صاحب ایمان ان اشرار سے احتراز کرین اور ان کے وسوسون سے اپنے ایمان کو محفوظ رکھین کہ یہ محض کافر اور نجس ہین —

پانچوین صفت سلبیہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو کوئی نہین دیکھ سکتا پس پوشیدہ نرہے کہ جناب اقدس الٰہی کا آنکھ سے دیکھنا محال ہے خواہ دنیا مین خواہ آخرت مین اسلئے کہ یہ بھی جسم سے

تعلق رکھتا ہے اور حق تعالی اس سے مبترا ہے پس کیونکر کوئی اُسے دیکھیگا لیکن تحفہ مین
عبد العزیز دہلوی کہتا ہے کہ آخرت مین مومنین اوسکے دیدار سے مشرف ہونگے اور کافرین
اور منافقین اس نعمت سے محروم رہینگے پس یہی مذہب سنیون کا ہے کہ اسپر نہ دلیل عقلی ہے
نہ نقلی لیکن ایک دلیل نقلی آنکے ہاتھ لگی ہے کہ اسپر کمال اعتماد رکھتے ہین ورنہ دیکھا اہل
بصارت کے وہ بھی آنکے دعوی کے موافق نہین ہے پس وہ کہتے ہین کہ اگر خدا کا دیکھنا جائز
ہوتا تو حضرت موسی کہ پیغمبر مرسل تھے کیونکر جناب باری سے دیکھنے کا سوال کرتے پس یہ
دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ حضرت موسیٰ جانتے تھے کہ جناب باری کا دیکھنا ممکن نہین
تو سوال اُنکا عبث ہوتا ہے یا یہ کہ نجانتے تھے تو کلیم اللہ کا جہل لازم آتا ہے پس
یہ اہلسنت کی عقل سے تعجب ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا و آلہ وعلیہ السلام کے سوال کو دیکھا
اور خداوند عالم کے جواب کو نہ دیکھا جیسا کہ تفصیل اسکی حضرت امام رضا علیہ السلام کے کلام
فرحت انجام سے ظاہر ہوتی ہے کہ علی بن بابویہ نے ابن جہیم سے روایت کی ہے کہ حضرت
امام رضا علیہ السلام سے مامون رشید نے عرض کیا کہ آیا حضرت موسیٰ نجانتے تھے کہ
جناب باری کا دیکھنا ممکن نہین اور پہر دیکھنے کا سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ موسیٰ جانتے تھے
لیکن چونکہ جناب باری نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا اور انھون نے اپنی قوم سے کہا
اور قوم نے التماس کیا کہ ہم تمھارا ایمان نہ لائینگے جبتک کہ اُسکے کلام کو اپنے کان سے نہ سُن
لینگے اور اُسوقت مین اُنکے قوم کے سات لاکھ آدمی تھے اور حضرت موسیٰ نے اُنمین
سے ستر ہزار آدمی انتخاب کئے اور اُنمین سے سات ہزار اور اُنمین سے سات سو اور اُنمین
ستر آدمی لے کر کوہ طور پر تشریف لے گئے اور اُن کو دامن کوہ مین...
ٹھہرا کے آپ کوہ طور کے اوپر آئے اور خدمت مین جناب باری کے عرض کیا کہ کچھ کلام ارشاد
ہوتا قوم سُنے اور خداوند عالم نے اُنکے سوال کو قبول فرمایا اور اُنکو اپنے کلام سے مشرف
کیا اور قوم نے سن کے حضرت موسیٰ سے کہا کہ ہمکو یقین نہین آتا کہ یہ کلام خدا ہے جبتک

خدا کو ہم اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لین اور بسبب اس سوال بیہودہ کے قہر خدا جوش مین آیا اور ایک
صاعقہ گرا کہ سب ہلاک ہو گئے جو وقت کہ یہ حال حضرت موسیٰ نے دیکھا درگاہ جناب باری
مین عرض کی کہ اے پروردگار اگر مین تنہا جاؤنگا تو مجھپر بنی اسرائیل زبان طعن دراز کرینگے
کہ تو اپنے وعدہ مین صادق نتھا اس لئے اونکو مار ڈالا اوس وقت مین انکو کیا جواب دونگا اور کیونکر
اُنسے نجات پاؤنگا پس حقتعالی نے اونکو زندہ کرکے حضرت موسیٰ کی ہمراہ کر دیا لیکن اُنہون
نے پھر موسیٰ سے کہا کہ اگر تم چاہتے اور خدا سے سوال کرتے البتہ وہ تمکو اپنی صورت دکھاتا
اور ہم بھی اُسکی زیارت سے مشرف ہوتے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ای قوم اُسکی
صورت اور جسم نہین اور وہ قابل آنکھ سے دیکھنے کے نہین لیکن اُسکا پہچاننا اُن چیزون سے
حاصل ہوتا ہے جو کہ اُسنے پیدا کین ہین اور حضرت موسیٰ کے کہنے کو کسی نے نہ سنا اور اپنے
سوال بیہودہ سے ہاتھ نہ اٹھایا آخر حضرت موسیٰ نے ناچار ہو کے جناب باری سے عرض کی
کہ ای پروردگار تو میری قوم کی کلام سنتا ہے اور جو کچھ کہ اوسکے جواب مین اصلح ہی تو
بہتر جانتا ہے اور حقتعالی نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ تو سوال کر جو کچھ کہ انھون نے
کہا ہو اور مین تیرے قوم کی جہالت کا تجھ سے مواخذہ نہ کرونگا اوس وقت موسیٰ نے کہا
رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ یعنی پروردگار تو اپنے تئین مجھے دکھلا تا مین تجھکو دیکھون جناب
باری نے موسیٰ کے جواب مین فرمایا لَنْ تَرَانِي وَلَٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ
فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ
قَالَ یعنی تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکیگا لیکن پہاڑ کی طرف دیکھ کہ اگر وہ اپنی جگہ پر قائم
رہے تو قریب ہے کہ تو مجھے دیکھے اور جسوقت کہ موسیٰ کے پروردگار نے پہاڑ کیطرف تجلی کی تو وہ
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر موہنہ کے بھل گر پڑے اور جب موسیٰ کو غش سے افاقہ ہوا
درگاہ جناب باری مین عرض کی سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ یعنی اے پروردگار مین تیری طرف
توبہ کرتا ہون اور بعد اسکے حضرت امام رضا علیہ السلام نے تُبْتُ إِلَيْكَ کی تفسیر فرمائی کہ موسیٰ نے

نے عرض کی کہ اے پروردگار مین اوّل سے ایمان لایا ہون کہ تجھ کو کوئی نہین دیکھ سکتا اور
مینے اپنے قوم کی جہالت سے اپنے سفر قوم کی طرف عود کی لیکن اہلسنت کہتے ہین کہ حضرت موسیٰ
نے خدا سے خود دیکھنے کا سوال کیا تھا اور یہ محض انکا افترا ہے جیسا کہ صوارم مین جناب مولانا و مقتدانا
غفران مآب علی اللہ درجتہ فرماتے ہین کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ قُلْتُمْ یَا مُوسیٰ لَنْ نُؤْمِنَ
لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْکُمُ الصَّاعِقَۃُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ حاصل
معنے یہ ہین جسوقت کہ حضرت موسیٰ کی قوم نے کہا کہ ہم ایمان نہ لائینگے تمھاری رسالت کا
جبتک کہ ہم اپنے پروردگار کو نہ دیکھ لین اور حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی قوم کو خطاب کرکے
فرمایا کہ لیا تمکو صاعقہ عذاب نے اور تم دیکھتے کے دیکھتے رہگئے اور پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَاخْتَارَ مُوسیٰ قَوْمَہٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِمِیْقَاتِنَا فَلَمَّا اَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَۃُ
قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَھْلَکْتَھُمْ مِنْ قَبْلُ وَاِیَّایَ اَتُھْلِکُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَھَآءُ
مِنَّا حاصل معنے یہ ہین جسوقت کہ حضرت موسیٰ اپنی قوم سے ستر آدمیونکو انتخاب کرکے
کوہ طور پر لیگئے اور حق تعالیٰ کے عذاب نے انکو گھیر لیا اسوقت حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ
اے پروردگار اگر تو چاہتا کہ انکو پہلے سے ہلاک کرتا اور اسوقت کے ہلاک ہونے مین میرا
ضرر ہے البتہ تو بسبب اُس کردار کے کہ میری اُمت کے نادانون سے سرزد ہوا ہے ضرر پر
راضی نہوگا اور پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے فَقَدْ سَاَلُوْا مُوسیٰ اَکْبَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَقَالُوْا اَرِنَا اللّٰہَ
جَھْرَۃً یعنے بتحقیق کہ سوال کیا تھا موسیٰ سے کلام کے بھی سننے سے بڑی بات کا اس
کہا تھا قوم نے انکی کہ دکھاؤ تم ہمین اپنے پروردگار کو ظاہر نظاہر انتہی پس یہانسے حضرت موسیٰ کا
سوال کہان ثابت ہوا اور اگر حضرت موسیٰ اپنی طرف سے دیکھنے کا سوال کرتے تو پہلے
اُنہین پر صاعقہ عذاب نازل ہوتا اور جسوقت کہ اُن کو کچھ گزند نہ پہونچا تو اس سے ثابت ہوا
کہ اُنھون نے از خود سوال نہ کیا تھا مگر قوم کے اصرار سے اور پھر اہلسنت کہتے ہین کہ حقتعالیٰ نے
اپنا دیکھنا پہاڑ کے استقرار پر موقوف رکھا تھا پس اگر پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہتا تو البتہ

اسکا دیکھنا ممکن تھا اور یہ اہلسنت کی حماقت اور نادانی ہے اگرچہ فی نفسہ پہاڑ کا ثابت رہنا ممکن ہے لیکن مقول خدا کو نہین دیکھتے کہ وہ تو فرماتا ہے لن ترانی یعنی مجھے ہرگز نہ دیکھ سکیگا تو ممکن مگر اسے کوئی دیکھتا اور سوا اسکے وہ تو ازل سے جانتا تھا کہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا تو اس صورت مین اسکا قائم رہنا غیر ممکن تھا اور شاہ عبدالعزیز دہلوی کہتا ہے کہ حقتعالی نے فرمایا وُجُوہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ یعنے روز قیامت مین خوش و خورم صورتین لوگونکی دیکھتی ہونگی طرف پروردگار کے پس روز قیامت مین مومنین خدا کو دیکھینگے اور شاہصاحب اسکے جواب مین جناب سید العلما دام ظلہ فرماتے ہین کہ کلام عرب مین معنی لفظ نظر کے کئے ہین ایک یہ ہے کہ دیکھنا پروردگار کا جیسا کہ اہلسنت کہتے ہین دوسرے معنے انتظار کے ہین تیسرے معنے آنکھون کو گردش دینے کے ہین لیکن جسوقت کہ دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہوا کہ جناب باری کی رویت حقیقۃً محال ہے تو لامحالہ یہان آنکھ سے دیکھنا مراد نہوگا اور اگر مراد یہہ ہو کہ روز قیامت لوگونکی صورتین اوسکی رحمت کی منتظر ہون البتہ یہہ معنے صحیح ہین اور اس صحیح معنے کو چھوڑکر رویت کے معنے لینا کہ اس سے خدا کا جسم یا جسمانی ہونا لازم آتا ہے قبیح ہے پس اس آیت مین تاویلات بیجا کرنا سنیونکی عین نادانی اور حماقت ہے اور فخر رازی نے بھی لفظ نظر مین انہین تین معنون کو نقل کرکے انمین سے رویت کے معنے کو ترجیح دی ہے اور عبدالعزیز دہلوی کہتا ہے اگرچہ آیہ نظر مین کئی معنے ہین لیکن سوائے رویت حقیقی کے اور کچھ ہرگز مراد نہین پس اگر سنیون نے معنے رویت حقیقی کے لئے تو اسمین قباحت بہت لازم ہو جائیگی اسلئے کہ نظر مین نہین آتی مگر وہ چیز کہ جسکی صورت اور جسم ہو اور آنکھ کے سامنے آئے پس چاہئے کہ خداوند عالم کی بھی صورت اور جسم ہو جیسا کہ علامہ سیوطی اپنی تفسیر مین لکھتا ہی کہ عبدالرزاق اور احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور دارقطنی نے ابی ہریرہ سے ایک روایت طولانی نقل کی ہے اور اوسکا حاصل مضمون یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ حقتعالی فرماتا ہے وُجُوہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ یعنے روز قیامت مین

خوش وخرم صورتین لوگون کی دیکھتی ہون گی طرف پروردگار کی آیا قیامت مین خدا کو
دیکھینگے حضرت نے فرمایا البتہ مومنین دیکھینگے اور وہ اپنی صورت بدلکے آکے کہیگا کہ مین تمہارا
خدا ہون اور یہ نہ پہچانینگے اور کہینگے کہ خدا تیرے شر سے ہمکو بچائے اور ہم یہان سے نہ جاینگے
جبتک کہ ہمارا پروردگار آئے اور ہم اوسکو دیکھ لین اُسوقت خدا اور صورت سے سامنے آکے
کہیگا انا ربکم یعنے مین ہون رب تمہارا پس وہ اوسکو پہچان کے کہینگے کہ تو ہمارا خدا ہے اور
اوسکی متابعت کرینگے اور دوسری روایت مین نقل کی ہے کہ قیامت کے دن خداوند عالم
ایک مکان بلند پر آکے فرمائیگا کہ یہ لوگ کون ہین وہ عرض کرینگے کہ ہم مسلمان ہین اُسوقت
خدا فرمائیگا کہ تم کس کے انتظار مین ہو وہ عرض کرینگے کہ ہم اپنے پروردگار کے منتظر ہین خدا
فرمائیگا کہ اگر تم اوسکو دیکھو تو پہچان لوگے وہ عرض کرینگے البتہ پھر فرمائیگا کہ کیونکر تم پہچانوگے
کہ تمنے اوسکو کبھی نہین دیکھا وہ عرض کرینگے کہ ہم پہچانتے ہین کہ وہ اپنا مثل و نظیر نہین
رکھتا اوسوقت خدا ہنسکے کہیگا کہ مین ہی تمہارا خدا ہون پس اسی طرح کی روایاتین انکی
وضعی بہت ہین اور جو کہ انکی موہنہ مین آتا ہے خدا اور رسول خدا پر تہمت اور افترا کرتے
ہین اور خوف نہین کہ روز جزا اسکی کیا سزا ہوگی **چھٹی** صفت سلبیہ یہ ہے کہ خداوند عالم کی
ذات مقدس کو تغیر اور تبدل نہین اسلئے کہ یہ صفت مخلوق کی ہے اور جناب باری ہمیشہ سے
ایکحال پر ہے اور ہمیشہ رہیگا اور ہشام بن حکم سے مروی ہے کہ ایک زندیق نے حضرت امام
جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ آیا خدا خوش اور غضبناک ہوتا ہے حضرت نے فرمایا البتہ لیکن مثل
مخلوقات کی خوشی اور غضب اُسکا نہین اسلئے کہ جسوقت بندونکی طبیعت مین خوشی اور غصہ
آتا ہے تو انکا ایکحال سے دوسرا حال ہوجاتا ہے اور جناب باری ہمیشہ سے ایکحال پر ہے
اور ہمیشہ رہیگا **فصل دوسری** اثبات عدل مین ہے پس پوشیدہ نرہے کہ خداوند
عالم عادل ہے ظلم اور فعل قبیح نہین کرتا جیسا کہ قرآن مجید مین فرماتا ہے شَهِدَ اللّٰهُ
اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ یعنی گواہی

دیتا ہے خدا بتحقیق کہ معبود برحق نہین ہے مگر وہی اور گواہی دیتے ہین ملائکہ اور صاحبان
علم درحالیکہ وہ خدا قائم ہے عدل و انصاف پر پس جناب باری سے فعل قبیح ہونا محال ہی
اسلئے کہ قبیح کا کرنیوالا ان دو صورتوں سے خالی نہین ایک یہ کہ قبیح اور بدی سے عالم اور دانا نہ ہو
مثل اُس جاہل کی کہ حالت غفلت و جہل مین معاصی کا مرتکب ہوا ہو اور جناب اقدس الٰہی پر
جہل روا نہین دوسرے یہ کہ قبیح اور بدی سے عالم ہو اور اُسکے ترک کی قدرت نرکھتا ہو مثل
اُس شخص کی کہ ازراہ مجبوری کے فعل قبیح کو بہ اکراہ کرلے اور خدائی عزوجل پر عجز روا نہین
تیسرے یہ کہ قبیح اور بدی سے عالم ہوا اور اُسکے ترک پر اختیار بھی رکھتا ہو لیکن اُسکا محتاج
ہے کہ بدون فعل قبیح کے اپنی احتیاج رفع نکرسکتا ہو مثل اُس شخص کی کہ گرسنہ ہوا ور
واسطے رفع گرسنگی کے سرقہ کرے اور خدائے جلشانہ کسی چیز کی احتیاج نہین رکھتا چوتھے
یہ کہ احتیاج نرکھتا ہو اور عبث سرقہ کرے اُسکی نیہ دانی ہی اور جناب قدس الٰہی پر یہ سب
چیزین محال ہین کیونکہ اُس سے فعل قبیح ہوگا پس البتہ عادل ہے لیکن اشاعرہ اہلسنت
اپنی کم فہمی سے تجویز کرتے ہین کہ خدا سے فعل قبیح ہوسکتا ہے اور کذب انکا آیات قرآنیہ
اور کلمات فرقانیہ سے ظاہر ہے جیسا کہ خدای جلشانہ فرماتا ہے وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً
قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْہَا اٰبَاءَنَا وَاللّٰہُ اَمَرَنَا بِہَا قُلْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ
اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی جسوقت کہ قبیح کو عمل مین لاکے کہتے ہین کہ
اسے حال مین پایا ہم نے اپنے آبا اور اجداد کو اور خدا نے حکم کیا ہے ہمکو اسی امر کا
پس کہہ اے محمد کہ خدائے تعالیٰ حکم نہین فرماتا ہے قبیح اور بدی کا آیا نسبت دیتے ہو خدائے
عزوجل کو ایسی امر کی کہ نہین جانتے تم اور پھر فرماتا ہی قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا
ظَہَرَ مِنْہَا وَمَا بَطَنَ یعنی کہہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوا اسکے نہین کہ حرام کیا ہی
پروردگار نے امور قبیحہ کو کہ جو چیزین قبیح ظاہر و جو چیزین قبیح باطن ہین پس خدائی جل شانہ اپنے بندون کو
قبیح سے منع فرماتا ہی کیونکر خود اُسکا مرتکب ہوگا اور قطع نظر اسکے کہ اگر اُس سے فعل قبیح صادر ہو

تو کیا عجب تھا کہ کاذب کے ہاتھ سے معجزات ظاہر کرتا اور اس احتمال سے کسی پیغمبر کی نبوت کا
یقین حاصل نہوتا اور جسوقت کہ اسکا یقین حاصل نہوا تو تکلیفات سمعیہ کی صحت نہوتی
حالانکہ قرآن مجید مین حقتعالی فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ
یعنے نہین پیدا کیا ہمنے جن و انس کو مگر واسطے عبادت کے اور پہر فرماتا ہے لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ
عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ یعنے تاکہ نہو واسطے خلق کے خدا پر کوئی حجت بعد بہیجنے
پیغمبرون کے پس جو کہ ایجاد خلایق سے اور ارسال سے رسل کی مقصود تھا مترتب نہوتا
اور اگر اشاعرہ یہہ کہین کہ ہمنے از روے عقل کے تجویز کیا ہے کہ خدا سے فعل قبیح ہو سکتا ہی
لیکن چونکہ عادت اوسکی کذب و قبیح پر جاری نہوئی لہذا وہ احتمال باقی نرہا پس ان کے
جواب مین جناب سید العلما فرماتے ہین کہ تمنے کہان سے جانا حالانکہ زمان حضرت آدم
سے تا اندم جتنے کہ انبیا مبعوث ہوئے سب صادق اور راست گو تھے تا اوسکی عادت مستمرہ
ثابت ہو اور علاوہ اسکے یہہ ہے جسوقت کہ جناب اقدس الہی سے کوئی فعل قبیح نہوا تو تو کیونکر
تمنے جانا کہ عادت بدلنا اسکو نا روا ہے اور اسکی عدل پر دلیلین سمعی بھی بہت ہین ایک یہہ کہ
آیات متعددہ مین وارد ہے کہ حقتعالی عدل پر قائم ہے دوسرے یہہ کہ خداوند عالم اپنے تئین
حکیم فرماتا ہی وَفِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُو عَنِ الْحِكْمَةِ یعنی فعل حکیم نہین ہے خالی حکمت سے پس کیونکر حکیم علی الاطلاق
کی حکمت پر فعل قبیح اور عبث روا ہو تیسری یہہ کہ پروردگار عالم قرآن مجید مین فرماتا ہے
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ
وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ خلاصہ یہہ ہے کہ خداوند عالم حکم فرماتا ہی
ساتھ عدل و احسان کے اور دینے ذوی القربی کے اور منع کرتا ہی بدی اور بری بات و
سرکشی سے نصیحت کرتا ہی تمکو خدا تعالی شاید کہ تم متنبہ ہو پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ جناب باری
اپنے بندونکو حکم عدل و انصاف کا دے اور بدی سے منع فرمائی اور برخلاف عدل و
داد کی خود ظلم کرے کہ یہہ نہایت قبیح ہے اور پہر فرماتا ہے أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ

وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ آیا حکم کرتے ہو لوگون کو نیکی کا اور اپنے نفسون کو فراموش کرتے
ہو آیا ہو سکتا ہی کہ جس لوگون کو سرزنش فرمائے اور پھر خود ویسا ہی کرے اور پھر خود
فرماتا ہے وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ یعنی بحقیق کہ خدا نہین ظلم کرنے والا انکے واسطے
بندون کے پس جبوقت کہ ظالم نہو تو لامحالہ عادل ہے اور یہی ہمارا مطلب ہی جیسا کہ کتاب
توحید مین حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اصل دین توحید و عدل ہے اور بیان
عدل مین فرماتے ہین اَمَّا الْعَدْلُ فَاَنْ لَا تَنْسِبَ خَالِقَکَ اِلٰی مَا لَامَکَ عَلَیْہِ یعنی عدل یہ ہے
کہ نسبت نکر تو خالق اپنے کو طرف اُس چیز کی کہ ملامت کی ہے خدا نے تجکو اوپر اُس کے
اور دعاء توبہ مین بھی جابجا وارد ہے عَدْلٌ فِی الْحُکْمِ قَائِمٌ بِالْقِسْطِ لَا جَوْرَ فِیْ حُکْمِہٖ وَلَا حَیْفَ
خلاصہ یہ ہے کہ خداوند عالم اپنی حکم مین عادل ہے اور عدل پر قائم ہے اور جور اور ظلم
اوسکی احکام مین نہین ہی پس چاہیے کہ اپنے بندون کو اُس چیز کی تکلیف نہ دے جو کہ
اُن کی قدرت اور اختیار سے باہر ہو جیسا کہ قرآن مجید مین فرماتا ہے لَا یُکَلِّفُ
اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا یعنی نہین تکلیف دیتا اللہ کسی نفس کو مگر بقدر اُسکی طاقت
کے سبحان اللہ اشاعرہ اہلسنت باوجود ادعای عقل اور فراست کے تجویز کرتے ہین کہ
حق تعالی بندون کو تکلیف محال کر سکتا ہی پس مین کبیر کو کہے کہ تو آسمان پر پرواز کر
یا ایک وقت مین مغرب اور مشرق دونو مین جا یا سر سوزن مین کوہ قاف کو داخل کر
اور جبوقت کہ یہ اُس سے نہو سکے اُسکو تعزیر دی اور بطلان اسکا ظاہر ہے اور اس مقام
مین اور بھی کئی امر ہین کہ ذکر انکا ضرور ہے پہلا امر جبر اور اختیار کے مسائل مین ہے
پس پوشیدہ نرہے کہ بندے اپنے اکثر افعال مین کہ بعضے اُنمین سے تکالیف شرعیہ سے بھی
تعلق رکھتی مین مختار ہین بنا بر مذہب حق امامیہ کے لیکن اہلسنت کہتے ہین کہ بندون کے
افعال کا فاعل خدا ہے خواہ نیک ہو خواہ بد بلکہ خدا انہین کے ہاتھ سے جاری کرتا ہے
اور بندے اسمین مجبور ہین اور عبد العزیز دہلوی کہتا ہے کہ میرا عقیدہ یہ ہے جو امر کہ بندونسے

صادر ہوتا ہی خواہ خیر خواہ شر خواہ کفر خواہ ایمان خواہ طاعت خواہ معصیت ان سبکا
خالق خدا ہے بندون کو انکے پیدا کرنے کی طاقت نہین ہے پس یہ اقوال اہلسنت کے
کئی وجہ سے باطل ہین ایک یہ کہ عقل مستقیم اور وجدان سلیم حاکم ہے کہ ہم لوگون کے
افعال دو قسم پر واقع ہوتے ہین ایک اختیاری کہ انکو ہم اپنے اختیار سے کرتے ہین
مثل اسکی کہ اپنے اختیار سے کوٹھی سے نیچے آئین دوسرے بے اختیاری کہ انمین اپنا
اختیار باقی نہین رہتا ہے مثل اسکی کہ پاؤن پھسل جاوے اور بے اختیار کوٹھے سے نیچے گر پڑین
پس اگر کوئی فعل بندون کے اختیار مین نہوتا تو چاہیئے تھا کہ اسمین اور اسمین کچھ فرق
نہوتا حالانکہ ہر عاقل ان دونومین فرق کرتا ہے پس اسمین کچھ دلیل کی حاجت نہین اور
منقول ہے کہ سنیون کے عالمونمین سے ابو الہذیل معتزلی نے اپنے دوسرے عالم بشر اشعری پر
طعن کی ہی کہ اسکا گدھا اس سے عقلمند ہے کہ اگر اسکو نہر عریض پر لاکے مارے تا
اس نہر کو پھاند جاوے اور وہ جانتا ہے کہ اسکا پھاندنا میری قدرت اور اختیار مین
نہین ہے تو وہ مار کھائیگا لیکن نہ پھاندیگا اور اگر اسکو نہر صغیر پر لاوے تو البتہ بے تکلف
پھاند جائیگا پس یہ مقام تعجب ہے کہ گدھا تو فعل اختیاری اور غیر اختیاری مین فرق کرے
اور صاحب گدھے کا عجب گدھا ہے کہ اپنے کو ہر امر مین مجبور جانتا ہے اور فعل اختیاری
اور غیر اختیاری مین کچھ فرق نہین کرتا پس گدھے والے سے گدھا عاقل تر ہے اور
اس مقام کے مناسب ایک اور بھی نقل لطیف ہے کہ کتاب مجالس المومنین مین قاضی
نور اللہ رحمہ لکھتے ہین کہ ایک روز بہلول علیہ الرحمہ ابو حنیفہ کے دروازہ پر آئے اور سنا کہ وہ
اپنے شاگردون سے کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے تین چیزین
فرمائین کہ وہ میری پسند نہین ہین ایک یہ کہ شیطان جہنم مین آگ سے جلایا جائیگا
پس شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسکو آگ جلاوے دوسرے یہ
خدا کا دیکھنا غیر ممکن ہے پس یہ بھی کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو چیز موجود ہو اسکو

نہ دیکھیں تیسرے یہ کہ بندے اپنے فعل کے مختار ہیں حالانکہ برخلاف اسکے نصوص وارد ہیں پس جبکہ کلام ابو حنیفہ کا تمام ہوا تو بہلول زمین سے ایک ڈھیلا اُٹھا کر ابو حنیفہ کو مار کر بھاگے اتفاقاً وہ ڈھیلا ابو حنیفہ کی پیشانی پر جا لگا پس وہ اور اُسکے شاگرد غصہ میں آکر بہلول کے پیچھے دوڑے اور اُنکو پکڑ لیا چونکہ وہ خویش خلیفہ کے تھے اس جہت سے کچھ نہ کر سکے ناچار اُنکو خلیفہ کے پاس لے گئے شکایت کی بہلول نے اسکے جواب میں کہا کہ ابو حنیفہ میں نے تجھ کو کیا ایذا دی ہے ــــ ابو حنیفہ نے کہا کہ تم نے میری پیشانی پر ڈھیلا مارا ہے کہ میری سر میں درد ہوتا ہے بہلول نے کہا کہ تو مجھ کو درد کو دکھا دے ابو حنیفہ نے کہا کہ کوئی درد کو نہیں دیکھ سکتا ہے بہلول نے کہا کہ پس تو نے کس لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پر اعتراض کئے تھے کہ خدا موجود ہوا اور اُسکو کوئی نہ دیکھے اور پھر تو اپنے دوسرے دعوی میں بھی جھوٹا ہوا اس لئے کہ وہ ڈھیلا مٹی کا تھا اور تو بھی مٹی سے بنا ہے چاہیے تھا کہ مٹی سے مٹی کو ایذا نہ ہوتی جیسا کہ تیرا قیاس فاسد ہے کہ شیطان آگ سے بنا ہے آگ اُسکو کیونکر جلائیگی اور یہ تیسرا تیرا دعوی بھی باطل ہوا جو تو نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بندے فعل کے مختار ہیں اور حالانکہ بندے مجبور ہیں پس اگر بندے مجبور ہیں تو تو کس لئے مجھ کو خلیفہ کے پاس لایا پس ابو حنیفہ یہ سُنکے ساکت ہو گیا اور کچھ جواب نہ آیا آخر شرمندہ ہو کے چلا گیا دوسرے یہ کہ جناب باری اپنے بندوں کو حکم طاعت کا کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرماتا ہے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ یعنی نماز پڑھو اور زکوۃ دو اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنیوالوں کے اور یہ اشارہ ہی طرف نماز جماعت کی اور پھر فرماتا ہے فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ یعنی ماہ رمضان میں جو شخص کہ حاضر ہو تو چاہیئے کہ روزہ رکھے اور پھر فرماتا ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی

يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ یعنے کہاؤ
اور پیو جبتک کہ صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہو اور پھر فرماتا ہے ثُمَّ اَتِمُّوا
الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ یعنی تمام کرو تم روزے کو رات تک اور پھر فرماتا ہے
وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا یعنے
واسطے رضائے خدا کے لازم ہے تم پر حج کرنا خانہ کعبہ کا اور یہ حکم اُس شخص کے لئے
ہے کہ حج کی طاقت رکھتا ہو اور پھر فرماتا ہے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا
الْاِحْسَانُ یعنے نہین ہے کوئی جزا نیکی کی مگر نیکی اور پھر فرماتا ہے وَمَنْ
جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا یعنے جو کہ عمل نیک کرے اُسکے لئے وہ چند
ثواب ہوگا اور پھر فرماتا ہے وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ
سَبِيْلًا یعنے نزدیک نہو تم زنا کے کہ یہہ امر ناشایستہ اور راہ بد ہے اور پھر فرماتا ہے
وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ یعنے جو شخص کہ قتل کرے کسی مومن کو دیدہ و دانستہ
پس جزا اُس کی جہنم ہے اور پھر فرماتا ہے وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَ الْيَتَامٰى یعنے نہ کھاؤ تم مال
یتیمون کا اور پھر فرماتا ہے وَلَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا یعنے نکھاؤ تم سود کو پھر فرماتا ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ
وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ پس حقتعالی نے اس آیت کریمہ میں شراب اور قمار
وغیرہ کو منع فرمایا ہے کہ ان چیزون کا عمل بین از معصیت اور کار شیطانی ہے پھر
فرماتا ہے مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ یعنی جو شخص کہ برا کام کریگا اُسکی سزا کو پہنچے گا۔
پس اسی طرح کی آیتین بہت ہین کہ خداوند عالم اپنے بندون کو حکم فرماتا ہے پس اگر
بندے اپنے فعل کے مختار نہ ہوتے تو اُنکو طاعت کا حکم کرنا اور نافرمانی پر تعذیر
دینا قبیح اور بیجا ہوتا مثل اسکی کہ کوئی شخص اپنے غلام کے ہاتھ اور پاؤن باندھ دے
اور کہے کہ تو فلانی چیز لے آ اور پھر اُسکو مارے کہ کیون نہین لایا تو اس سے زیادہ
کونسا امر قبیح ہے لیکن خدای جلشانہ سے فعل قبیح نہین ہوتا تو پھر کیونکر

ایسے فعل شنیع کو کرتا کہ اس سے زیادہ ظلم کیا ہے کہ خود بندون کے دل مین کفر اور معصیت پیدا کرے اور پھر اس قصور پر اونکو ابدالاباد جہنم مین جلائے حالانکہ وہ خود قرآن مجید مین فرماتا ہے وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ یعنی نہین ہے رب تمھارا ظلم کرنیوالا واسطے بندون کے اور کشف الحق مین علامہ حلی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ اس ظلم سے زیادہ کیا ظلم ہے کہ خداوند عالم اپنے بندہ کے دل مین معصیت پیدا کرے اور پھر اوس معصیت پر اُسکو تعزیر دے یا اُسکو سیاہ رنگ پیدا کرے اور پھر اُسکو معذب کر سکے تو کیون سیاہ رنگ ہوا یا دراز قامت پیدا کرے اور پھر اوسپر عذاب کرے کہ تو کیون دراز قامت ہوا پس آیا عاقل کو روا ہے کہ اپنے پروردگار کی طرف ایسے امور قبیحہ کی نسبت کرے اور حال یہ ہے کہ مثلاً اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تو ظالم ہے کہ خود اپنے غلام کو قید کیا ہے اور پھر اُسکو مارتا ہے کہ کیون نہین کام کو جاتا تو اُسکو یہ کلمہ کس قدر ناگوار ہوگا پس کیونکر اپنے خالق کو ایسے چیز کی نسبت کرنا روا ہو۔ انچہ بر خود نہ پسندی بر دیگرے مپسند تیسرے یہہ کہ جناب اقدس الہی اکثر مطیع اور فرمانبردار بندونکی مدح فرماتا ہے اور نافرمان بندون کی مذمت کرتا ہے پس اگر بندے فعل مختار نہوتے تو انکی مدح اور مذمت دونو بموقع ہوتین چوتھے یہہ کہ قرآن مجید مین پھر حق تعالی فرماتا ہے قُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا یعنی کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ حق تمھارے پروردگار کی جانب سے ہے پس جو شخص کہ چاہے ایمان لائے اور جو شخص کہ چاہے کافر ہو جائے بتحقیق کہ ہمنے واسطے ستمگارون کے آتش کو مہیا اور آمادہ کیا ہے کہ اُنکو سرا پردے اُسکے احاطہ کرینگے پس اس آیہ سے صریح ظاہر ہے کہ بندے اپنے اعمال مین مختار ہین اور جو کچھ کہ کرتے ہین اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتے ہین پانچوین وہ آیہ ہے کہ کفار کی توبیخ اور سرزنش مین وارد ہے

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا یعنی جناب باری فرماتا ہے کہ کیا چیز مانع ہے
انسان کو اس بات سے کہ ایمان لائین اور اسی طرح ابلیس سے بھی فرماتا ہے وَمَا
مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ یعنی اے ابلیس کسنے منع کیا تجکو اس امر
سے کہ سجدہ کرے واسطے اُس شخص کے کہ پیدا کیا اُسکو ہمنے اپنے ید قدرت سے پس ان
آیات سے بھی صریح بندون کا اختیار ثابت ہوا اور سنیون کا مذہب باطل ہوا۔
اسلیے کہ اگر سنیون کا مذہب صحیح ہوتا تو بندے کہہ سکتے تھے کہ تونے خود ہم کو
ایمان سے منع کیا اور ہمارے دل مین کفر ڈالدیا اور پہر ہمپر عتاب اور سرزنش فرماتا ہے
اور اسی طرح شیطان بھی کہہ سکتا تھا کہ تونے خود مجھ کو سجدۂ آدم سے منع کیا اور پہر
مجھپر ملامت کرتا ہے تو اسمین خدا کا ظلم لازم آتا ہے حالانکہ وہ کسی پر ظلم نہین کرتا ہے
چھٹے وہ آیات ہین کہ کفار اپنے کفر اور معصیت پر مُقر ہونگے جیسا کہ خداوند عالم
فرماتا ہے مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ
الْمِسْكِیْنَ یعنی جناب قدس الٰہی پوچھیگا کہ کون چیز لائی تمکو دوزخ مین کفار
عرض کرینگے کہ ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکینون کو کھانا نہ دیتے تھے اور پہر فرماتا ہے
كُلَّمَا اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ قَالُوْا بَلٰی قَدْ
جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یعنی جسوقت کہ کفار جہنم
مین داخل کئے جائینگے تو اُن سے موکلان جہنم پوچھینگے آیا تمہارے ڈرانیکو کوئی
نہ آیا تھا کہینگے آیا تھا لیکن ہمنے اُنکی تکذیب کی اور اُن سے کہا کہ خدا نے کسی کو نہین
بھیجا ہے اور پہر فرماتا ہے قَالُوْا رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا
السَّبِیْلَا رَبَّنَا اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا یعنی کافر
کہینگے اے پروردگار ہمنے اپنے بزرگونکی اطاعت کی اور اُنکے کہنے پر چلے لیکن
اُنھون نے ہم کو گمراہ کیا پس اے پروردگار اُنپر عذاب دونا کر اور اُن پر لعنت بہت کر

ساتوین وہ آیہ ہے کہ شیطان اپنے قصور پر معترف ہوگا کہ البتہ مینے کفار کو گمراہ کیا
ہے اور اسکی جناب باری بھی گواہی دیتا ہے قولہ وَقَالَ الشَّیْطَانُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ
اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ
مِنْ سُلْطَانٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْا اَنْفُسَکُمْ
یعنی شیطان کفار سے کہیگا خدا نے جو کہ تم سے وعدہ کیا ہے سچا ہے اور مینے جو کہ تمسے
وعدہ کیا تھا جھوٹا ہوا لیکن مین تم سے زبردست نہ تھا مگر ہان جو کہ مینے کہا اسکو تمنے
قبول کیا پس مجکو ملامت نہ کرو بلکہ اپنے نفس کو ملامت اور نفرین کرو آٹھوین وہ آیہ ہے
کہ جو حق مین ان لوگونکی ہے کہ اپنے دل سے اختراع اور باتین نکال کے کہتے تھے کہ یہ خدانے
کہا ہے خداوند عالم نے انکی مذمت مین فرمایا ہے فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتَابَ
بِاَیْدِیْهِمْ الآیہ یعنے وائے برحال ان لوگون کے کہ لکھتے ہین کتاب اپنے ہاتھ سے
اپنی طرف سے بعد اسکے کہتے ہین کہ یہ جانب خدا سے ہے پس یہان سے بھی ثابت
ہوا کہ بندے اپنے فعل کے مختار ہین ورنہ جناب باری انکی مذمت نفرماتا لیکن اہلسنت کے
عقل سے عجب ہے کہ باوجود ان آیات کے کہ جنسے صریح بندون کا اختیار ثابت ہوتا ہے
ان کو چھوڑکے آیات متشابہ کو حجت اور دلیل لاتے ہین اور جناب باری انکی مذمت فرماتا
ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ
وَابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِهٖ یعنے جن لوگون کے دلون مین کجی ہے وہ پیروی کرتے ہین اسچیز
کی جو کہ متشابہ ہے قرآن سے واسطے طلب کرنے فتنہ کے اور اسکی تاویل کرنیکی
خواہش سے یعنے آیات متشابہات بھی انکے دعوے فاسد پر دلالت نہین کرتی لیکن
معنے اسکے موافق اپنی خواہش کے کہتے ہین مثل قول حق تعالی کے فَیُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ
یَّشَاءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ پس ظاہر معنے ان الفاظ کے یہ سمجھے ہین کہ حق تعالے
جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور اسکی حقیقت کنہ کو

نہین پہنچے اور اپنے عقل ناقص پر تکیہ کرکے اپنے اوہام رکیکہ پر اعتماد رکھتے ہین کہ خداوند
عالم خود یعنے بندون کے دلون مین کفر اور ایمان پیدا کرتا ہے اور اُنکی زبان پر انکار
ایمان جاری کرتا ہے اور پہر اُن پر عذاب کرتا ہے سبحان اللہ کسقدر یہ جناب باری سے
بدگمانی رکھتے ہین اور اُسکی ذات مقدس پر ظلم روا جانتے ہین پس جواب اسکا حدیقہ
سلطانی مین جناب علّامی فہّامی مجتہد العصر والزّمانی جناب سیّد العلماء نے کئی وجہ سے
کس لطافت اور ظرافت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ بادہ غفلت کے بیہوشون کو ہوش
مین لائے اور عقول ناقصہ کو خواب گران نخوت سے بیدار کرے لیکن مترجم بنا بر اختصار کے
انمین سے کچھ بیان کرتا ہے کہ ہر ایک مخالف کا سنکے نطق بند ہو جائے اور طاقت کلام
کی باقی نرہے پس فی الحقیقت اگر اُنکو بچشم انصاف دیکھین یقین ہے کہ راہ راست پر آجائین
چنانچہ انمین سے ایک یہ کہ اگر انکے معنے صحیح ہون کہ بندے کفر اور ایمان مین مجبور ہون
تو چاہیے تھا کہ حق تعالیٰ اُنکی مذمّت نفرماتا حالانکہ اکثر آیات مین کفار کی مذمّت وارد
ہے اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَ
مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ یعنے وہی لوگ کہ خریدا اُنھون نے گمراہی کو ساتھ ہدایت کے
پس نہین مفید ہے یہ تجارت اُنکی اور نہین ہین وہ ہدایت پانے والے اور اسی طرح سے
اکثر آیات مومنین کی مدح مین وارد ہین اُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنے وہی لوگ فلاح
پانے والے ہین اور چاہیے کہ کفّار اور منافقین کو عقاب اور مومنین کو ثواب نہو دوسرے
یہ کہ جناب اقدس الٰہی کا ظلم صریح لازم آتا ہے کہ خود کفّار کے دلون مین کفر پیدا کرے
اور پہر اُن کو آتش جہنم مین جلائے پس کیونکر وہ ایسا ظلم کرتا کہ خود قرآن مجید مین فرماتا
ہے اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ یعنے بتحقیق کہ خدا نہین ظلم کرنیوالا ہے واسطے
بندون کے پس معلوم ہوا کہ اُس آیت کے معنے صحیح اور ہین تاکہ خدا کا ظلم لازم نہ آئے
جسطرح سے عنقریب اشارہ اُسکی طرف ہوگا تیسرے یہ کہ قرآن مجید مین حق تعالیٰ نسبت

اضلال کی اونکی طرف کرکے فرمایا جیسا کہ سورہ یسین مین شیطان کیطرف نسبت اضلال کی دیکے فرماتا
ہی وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا یعنے ہر آئینہ بتحقیق کہ شیطان نے گمراہ کیا تم مین سے بہت گروہ کو اور
پہر فرماتا ہی وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ یعنے گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور پہر فرماتا ہی وَاَضَلَّهُمُ
السَّامِرِیُّ یعنے گمراہ کیا انکو سامری نے پس کیونکہ ہو سکتا ہے کہ خالق اور مخلوق دونو گمراہ کرین مگر
یہ کہ اسکے معنے حقیقی طرف بندونکی ہین اور مجازی خدا کی طرف مثل اسکے جو کہ بندے
لیاقت اور قابلیت مراحم اور عنایت کی رکھتے ہین پس خدائے جلشانہ اونکو توفیقات
اعمال خیر کی عطا فرماتا ہے اور وہ مستحق مدارج عالیہ کے ہوتے ہین اور جو کہ بندے راہ حق
سے منحرف ہین پس انکو اونکے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور انکو اپنی الطاف اور مراحم سے محروم
رکھتا ہے پس وہ بے تکلف کفر اور طغیان پر اصرار کرتے ہین اور اس جہت سے حق تعالی
کبھی مجازًا ہدایت اور اضلال کو اپنی طرف منسوب فرماتا ہی اور حقیقت امر عقلمند پر ظاہر
ہے مگر چاہیے کہ عوام اسمین زیادہ خوض نہ کرین کہ اون کو کبھی مخالفین کے شبہون کا دہوکا
ہو جاتا ہے بلکہ اسی سبب سے حدیثون مین بہی منع وارد ہے دوسرا امر قضا اور قدر کے
مسئلہ مین ہے پس پوشیدہ نرہے کہ ہمارے علما رضوان اللہ علیہم نے ان دونو لفظون کے معنے
کئی طرح سے فرمائے ہین چنانچہ انمین سے ایک معنے علم کے ہین یعنی جو کچھ کہ مطابق علم الہی
کی لوح محفوظ یا لوح محو و اثبات مین لکھا ہی اُس سے بھی قضا اور قدر کی تعبیر کرتے ہین پس
ہر چیز مطابق علم الہی کے وقوع مین آتی ہے لیکن جو کہ افعال بندون سے ایجاد ہوتے ہین
وہ فعل خدا کے نہین ہین اور بسبب علم الہی کے بندے مجبور نہین ہو جاتے ہین لیکن اشاعرہ اہلسنت
کہتے ہین چونکہ بندون کے افعال ساتھ قضا اور قدر کے واقع ہوتے ہین انمین بندے مجبور ہین
پس اگر مراد اشاعرہ کی یہ ہے کہ حق تعالی خود بندونکے ہاتھ پر افعال پیدا کرتا ہے تو اسمین
ظلم اور قباحت بہت لازم آتی ہے جیسا کہ سابق مین مسئلہ جبر و اختیار مین بیان ہوا
اور اگر مراد اشاعرہ کی یہ ہے کہ بندونکے افعال موافق علم الہی کے واقع ہوتے ہین تو یہ

صحیح ہی اسلئے کہ خدائی جلشانہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہین اور اسمین کچھ جبر لازم نہین آتا اگرچہ
اشاعرہ جبر کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ خداوند عالم کلیات اور جزئیات سے عالم ہے جو کچھ کہ
ہوچکا ہے اور جو کچھ کہ ہوگا سب چیزون کو قبل وجود کے پہچانتا ہے اور سیر جہل وانہین پس
جو کچھ کہ جانتا ہے اُسکے خلاف وقوع مین آنا محال ہے والا علم اُسکا مطابق واقع کے نہوگا
پس بندہ اُسکے خلاف نہین کرسکتا ہے والا علم الٰہی منقلب بجہل ہوگا پس جو کچھ کہ اُسکے علم مین
گذرا ہے خواہ طاعت خواہ معصیت خواہ کفر خواہ ایمان البتہ وہی بندے سے واقع ہوگا
اور خلاف اُسکے نہین کرسکتا ہے مثلاً اگر خدا جانتا ہے کہ ابوجہل ایمان نہ لائیگا تو اُسکا ایمان لانا محال
ہے والا علم اُسکا منقلب بجہل ہوگا اور شارح مقاصد کہ سُنیون کا عالم ہے اس دلیل کو محل
اعتماد جانتا ہے اور فخرالدین رازی کہ یہہ بھی سُنیون کا عالم ہے کہتا ہے کہ اگر اس دلیل
کی قدح اور جرح مین تمام عقلا جمع ہون تو ایک حرف بھی زبان پر نہ لا سکینگے پس پوشیدہ
نرہے کہ یہہ دلیل اشاعرہ کی کمال ناقص ہے اور جواب اسکا ساتھ معارضہ اور حل کے واضح ہی
لیکن جواب بطور معارضہ پس اُسی طرح سے ہے کہ جناب مستطاب امام انام مرکز دائرۂ اسلام
مقتدائے جہان مجتہد العصر الزمان جناب سید العلماء دام ظلہ حدیقہ سلطانی مین فرماتے
ہین کہ اگر اس تقریر سے بندون کے فعل مین جبر لازم آوے تو خدای جلشانہ کے افعال مین بھی
جبر لازم آویگا حالانکہ خدائی تعالیٰ بالاتفاق فاعل مختار ہے اور کسی طرح سے مجبور نہین اسلئے
کہ حقتعالے جسطرح بندون کے افعال کو قبل وقوع کے جانتا ہی اسیطرح اپنے بھی افعال کو بطریق اولی پہچانتا ہی مثلاً جسوقت کہ
خدا نے جانا کہ زید فلانے سال مین پیدا کرونگا آیا ہوسکتا ہی کہ زید کو اس سال مین پیدا نہ کری یا نہین ہوسکتا
اگر ہوسکتا ہی کہ زید کو اس سال مین پیدا نہ کرے تو لازم آتا ہی کہ علم اُسکا بجہل منقلب ہوجائی اور اگر
نہین ہوسکتا کہ زید کو اس سال مین پیدا نہ کرے تو خدائے عزوجل کا عجز لازم آتا ہی سبحان اللہ اہل سنت
در پردہ اثبات اضطرار بندون کی چاہتے ہین کہ پروردگار عالم کا اضطرار ثابت کرین پس کیا
ہی امام سُنیون کا فخر رازی کہ اس معارضہ کا جواب دے فخر رازی تو کیا اگر تمام عالم کے سُنی

مجتمع ہون اوراس معارضہ کے جواب مین کمال کوشش کرین بجز اسکے چارہ نہین کہ مذہب حق امامیہ کیطرف رجوع کرین اور جواب از روے حل کے یہ ہے کہ جو حدیقۂ سلطانی مین مذکور ہے جو چیز کہ شدنی واقع ہے اُسکو خدا جانتا ہے نہ یہہ کہ بسبب اُسکے جاننے کے وہ چیز واقع ہوتی ہے مثل اسکی کہ ہم جانتے ہین کہ قیامت ہوگی لیکن بسبب ہمارے جاننے کے قیامت کا ہونا ضرور نہین ہے بلکہ خدائے عزوجل کے پیدا کرنے کے سبب سے ہوگی اور بموجب اُسکے فرمانے کے ہمنے بھی اُسکو جانا بس اسی طرح جناب قدس الٰہی بھی جانتا ہے کہ بین اپنے اختیار سے فلانا کام کرونگا یا فلانا بندہ میری طاعت یا معصیت کریگا لیکن اُسکے جاننے کے سبب سے وہ بندہ طاعت یا معصیت نہین کرتا ہے بلکہ اپنے اختیار سے اُسکو عمل مین لاتا ہے جیساکہ عماد الاسلام مین کتب فریقین سے جناب غفران مآب طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ نے نقل فرمائی ہے جسوقت کہ جنگ صفین سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مراجعت فرمائی کہ ایک مرد پیر نے اُن حضرت سے عرض کی آیا آپکے لشکر کا شام کو جانا مطابق قضا اور قدر الٰہی کے تھا یا نہین حضرت نے فرمایا قسم بخدا کہ ہم کسی جگہہ نہین گئے مگر ساتھہ قضا اور قدر الٰہی کے پھر اُس پیر مرد نے عرض کی کہ ہم لوگنے اس سفر مین جانے اور آنے کی مشقت اور محنت بہت اُٹھائی لیکن کچھہ اُسکی اُجرت نہین دیکھتی حضرت نے فرمایا ای مرد پیر خداوند عالم نے تمھارے لئے اسکی اُجرت بہت مقرر فرمائی ہے اسلیئے کہ تم لوگ اپنے اختیار سے باغیون کے مقابلہ کو گئے تھے پھر اُس مرد پیر نے عرض کی کہ ہمکو تو قضا اور قدر کھینچکر لیگئی تھی ہمین کیا ثواب ہوگا حضرت نے فرمایا وائے تجھہ پر کہ تو نے یہہ کیا کہا اگر بندے قضا اور قدر کے اختیار مین ہوتے تو اُنکے افعال پر ثواب و عذاب نہوتا اور وعدہ اور وعید ثواب و عقاب کا برہم ہو جاتا اور خدا کیطرف سے گنہگار کے لئے جای ملامت نہوتی اور نیکوکار کے لئے جائے ستائش نہوتی اور نہ گنہگار سے نیکوکار بہتر ہوتا اور نہ نیکوکار سے گنہگار بُرا اور بدتر ہوتا لیکن یہہ عقیدہ بت پرستونکا ہے

اور یہ قول کور باطنون کا ہے کہ وہ ثواب سے محروم ہین ور وہ اس امت کی قدریہ اور
اس شریعت کے مجوس ہین بلکہ خدائے جلشانہ بندون کو طاعت کا حکم فرماتا ہے اور
معصیت سے منع کرتا ہے لیکن انکو تکلیف مالایطاق نہین دے یعنی جو کہ انکے قدرت اور اختیار
مین نہو اسکی تکلیف نہین فرماتا جیسا کہ اہل خلاف اپنے خدا پر بدگمانی کرتے ہین لم یعص اللہ
مغلوبا ولم یطع مکرھا یعنی کسی نے نافرمانی اسکی ازراہ مغلوبیت اسکی کے نہین کی اور
نہ کسی نے اطاعت اسکی بجبر کی ہے ولم یرسل الرسل عبثا اور نہین بھیجا اسنے پیغمبرون کو
عبث اور بیکار ولم یخلق اللہ السموات والارض وما بینھما باطلا ذلک ظن
الذین کفروا فویل للذین کفروا من النار یعنے نہین پیدا کیا اللہ نے
آسمانون اور زمینون کو اور جو چیزین کہ انکے درمیان مین ہین عبث اور بیکار اور یہ
گمان ان لوگون کا ہے جو کہ کافر ہوئے ہین پس وائے ان لوگون پر کہ جنھون نے کفر
کیا ہے پھر اس مرد پیر نے عرض کی کہ ہم اس سفر مین تعبیر قضا اور قدر کی نہین کئے
پھر کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ حقتعالی کا امر اور حکم ہے اور پھر واسطے سند کے اس ایت
کو تلاوت فرمایا وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ حاصل معنی اس آیہ کا یہ ہے
کہ حکم کیا تیرے پروردگار نے اس بات کا کہ نہ عبادت کرو تم مگر اسی کی پس اس مرد پیر نے
خوش ہوکے حضرت کی مدح اور تعریف اور شکر گذاری تلقین اور تفہیم کلمات ہدایت سمات
مین کچھ اشعار زبان عربی مین عرض کئے اور رخصت ہوا پس پوشیدہ نرہے کہ حضرت
نے جو کہ سابق مین فرمایا تھا کہ یہ عقیدہ بت پرستون کا ہے اور یہ قول کور باطنون کا
ہے کہ وہ ثواب سے محروم ہین اور اس امت کی قدریہ اور اس شریعت کے مجوس ہین اور حدیث
لعن اللہ القدریۃ علی لسان سبعین نبیا یعنے خداوند عالم نے لعنت
کی ہے قدریہ پر زبانی ستر پیغمبرونکی اور حدیث صنفان من امتی لا نصیب لھما
فی الاسلام الغلات والقدریۃ یعنے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا

کہ میری امت کی دو قسمین ایسی ہین کہ جنکو اسلام سے کچھ بہرہ نہین ہی ایک غالی اور دوسری
قدریہ پس یہ حدیثین مذمت قدریہ مین وارد ہین اور کچھ شبہہ نہین کہ سوائے اشاعرہ
اہلسنت کے اور کوئی قدریہ نہین ہے اسلئے کہ اشاعرہ کہتے ہین کہ حق تعالی کیطرف سے خیر اور
شر واقع ہوتی ہین اور اس حدیث کو جو کہ مذمت قدریہ مین واقع ہوئی ہے اسکو معتزلہ
کیطرف نسبت کرتے ہین اور یہ بیوجہ ہے اسلئے کہ معتزلہ حقتعالی کیطرف قضا اور قدر
کی نسبت نہین کرتے اور اشاعرۂ اہلسنت حقتعالی کیطرف قضا اور قدر کو منسوب کرتے ہین
پس وہی قدریہ ہین اور علاوہ اسکے اور بھی انکے اقوال مشابہ اقوال مجوس کے ہین چنانچہ مجوس
کہتے ہین کہ خدا آپہی ایک چیز کو پیدا کرتا ہے اور پہر اس سے بیزار بھی ہوتا ہے اور اشاعرہ
کہتے ہین کہ خدا نے خود کفر پیدا کیا اور پہر اس سے بیزار ہوا اور مجوس کہتے ہین کہ نکاح
محارم سے مثل ماں اور بہنونکی ساتھ قضا اور قدر آلہی کے واقع ہوتا ہے اور یہی قول
انکا بھی ہے جیسا کہ حدیقۃ الشیعہ مین مولانا احمد اردبیلی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ بعض
تواریخ مین لکھا ہے کہ ایک شخص جبری کہ اسکا عقیدہ یہہ تھا کہ بندے مجبور ہین
اپنے گھر مین گیا کیا دیکھتا ہے کہ اسکی بیٹی کے پاس ایک مرد غیر بیٹھا ہے جبری نے
غصہ مین آکے تلوار کھینچ لی اور چاہا کہ دونو کو قتل کرے اسوقت اسکی زوجہ نے دوڑ
کر اسکی ہاتھ سے تلوار پکڑ لی اور کہا کہ تو شرم نہین کرتا کہ اپنا دین چھوڑ کے رافضی کا مذہب
اختیار کرتا ہے ان دونو کا کیا قصور ہے جو کچھ کہ قضا اور قدر آلہی نے چاہا ہوا اور تو
ناحق ایک مرد مسلمان اور دختر بے گناہ کو رنج دیتا ہے اور خود بھی رنج کھاتا ہے جبری
نے کہا الحمد للہ کہ حقتعالی نے مجکو ایسی عورت مسئلہ دان کرامت فرمائی ورنہ قریب تھا کہ میری
گردن پر خون دو بے گناہ کا ہوتا اور مین گروہ رفضہ مین شریک ہو جاتا پس یہ لوگ
ایسے ایسے افعال شنیعہ کو قضا اور قدر الہی سے سمجھ کے خوش ہوتے ہین کہ ہم بے گناہ ہین
قاتلہم اللہ انی یؤفکون اور بعضے اہلسنت بعض آیات قرآن سے بزعم خود

جبر ثابت کرتے ہین ایک انمین سے آیہ کریمہ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ہے یس معنے ان الفاظ
کے یہہ سمجھے ہین کہ حقتعالی خیر اور شر دونو کا پیدا کرنیوالا ہے لیکن وہ اسکی کنہ کو نہین پہنچے اسلیئے
کہ قرآن مجید مین حقتعالی پہر فرماتا ہے تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْن یعنی بزرگ ہے
خدا بہترین پیدا کرنیوالون کا پس اگر بندے اپنے افعال کے خالق ہون نہ جواہر اور
اجسام کے اور حقتعالی خالق سب چیزونکا ہے... تو کیا عجب ہی کہ بندے خالق ضعیف بعض
افعال کے ہون اور احسن الخالقین خالق قوی ہو جو کہ اور سب چیزون پر اجسام اور جواہر سے قادر ہے
چنانچہ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا
لَہٗ یعنے وہ لوگ کہ جنکو تم سوائے خدا کے پکارتے ہو ہرگز نہین پیدا کرسکتے ہین وہ ایک مکھی
کو اگرچہ سب جمع ہون پس اس آیہ سے ثابت ہوا کہ جواہر اور اجسام کا پیدا کرنا واسطے
جناب باری کے مخصوص ہے نہ بندونکی حرکات اور سکنات کا اور پہر فرماتا ہے فَمَنْ
شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ یعنے جو شخص کہ چاہے ایمان لائے اور جو شخص کہ چاہے
کافر ہو جائے پس اس آیہ سے ثابت ہوا کہ جناب باری نے اپنے بندون کو عقل اور
شعور عنایت کر کے کفر اور ایمان کے لانے مین مختار کیا ہے اور پہر فرماتا ہے وَمَا خَلَقْنَا
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ یعنے نہین پیدا کیا ہمنے آسمانون
اور زمینون کو اور جو چیزین کہ انکے درمیان مین ہین مگر ساتھ حق کے اور ظاہر ہے کہ
کفر حق نہین ہے پس مخلوق خدا نہین بلکہ ایجاد بندون کا ہے اور اسی واسطے کفار
بعدل پروردگار ہمیشہ جہنم مین معذب رہینگے تیسرا امر یہ ہے کہ خداوند عالم حکیم ہے پس جو
کام اُسکا ہے ساتھ حکمت اور مصلحت کے ہے کوئی فعل عبث اور بیفائدہ نہین کرتا
لیکن فخر رازی کہ سُنیون کا عالم ہے کہتا ہے کہ کفار کو تکلیف ایمان کی دینا اور انکو ہمیشہ
جہنم مین جلانا اسمین کیا فائدہ اور مصلحت ہے باوجود اسکے کہ حقتعالی جانتا تھا کہ
اگر انکو تکلیف ایمان کی دونگا یہہ ایمان نہ لائینگے اور اسی طرح عبد العزیز دہلوی کہ یہہ بھی

سنیون کا عالم ہے کہتا ہے کہ شیطان کو پیدا کرنا اور اُسکو بندون کے دل پر مسلط کر دینا کہ انکو اغوا کرے کیا اصلح ہے اور انکی اس کلمات سخیفہ کے جواب مین جناب سید العلما دام ظلہ حدیقہ سلطانی مین فرماتے ہین کہ جناب قدس الٰہی قرآن مجید مین فرماتا ہے اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا۔ آیا پس گمان باطل کرتے ہو تم کہ پیدا کیا ہمنے تمکو عبث پس حق یہ ہے کہ کوئی فعل اُسکا حکمت اور مصلحت سے خالی نہین ہے اور یہہ کچھ ضرور نہین کہ اُسکے سب فعلون کی حکمت کو عقل دریافت کر سکے لیکن کہین کہین جو کہ بعضے افعال کی مصلحت ظاہر ہے تو اُس کو بہ تفصیل عقل دریافت کر سکتی ہے مگر اہل خلاف اپنے اوہام رکیکہ پر اعتماد کر کے مدبر حکیم اور صانع علیم کی صنعت اور حکمت کا انکار کرتے ہین اور اسی طرح بعض عوام بھی بہ سبب اپنے قصور عقل کے گمان کرتے ہین کہ یہ سب امور عالم عبث ہین اس مین کچھ حکمت اور مصلحت نہین ہے۔ پس یہ زعم ان کا باطل ہے اسلئے کہ خداوند عالم حکیم اور دانا ہے کیونکر فعل لغو کرتا لیکن مثال انکی اندھون کی ہے کہ ایک مکان عالی مین داخل ہون اور وہان ہر ایک چیز قرینہ سے رکھی ہو اور بسبب اپنی نابینائی کے اُسکو نہ دیکھ سکین اور جا بجا ہاتھ اور پانون مارین اور نہ سمجھین کہ ہر چیز کی کیا مصلحت ہے اور حیران ہو کے صاحب مکان کی مذمت کرنے لگین پس یہی حال بعینہ اُن لوگون کا ہے کہ حکیم علی الاطلاق کی صنعت اور حکمت کا انکار رکھتے ہین اسلئے کہ انکی عقل اُسکی صنعت اور حکمت کو نہین پہونچتی اور بیجا ناسمجھی سے اپنے خدا پر اعتراض کرنے لگتی ہین اور اشاعرہ اہلسنت انکار غرض و غایت اور مصلحت مین حکما و فلاسفہ کی پیروی کرتے ہین کہ ایجاد خلائق کو عبث اور بیفائدہ جانتے ہین اور حقتعالی کی اسمین کچھ غرض صحیح نہین قرار دیتے ہین پس انکی تکذیب مین قول خدا کافی ہے وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ یعنی نہین پیدا کیا ہمنے جن اور انس کو مگر واسطے عبادت کے اور پھر فرماتا ہے وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَهُمَا لٰعِبِیۡنَ یعنے

نہین پیدا کیا ہمنے آسمانون اور زمینون کو اور جو کچھ کہ انکے درمیان ہین عبث ٭

چوتھا امر اصلح کے مسئلہ مین ہے پس پوشیدہ نہ رہے کہ خداوند عالم حکیم اور دانا ہے جو
کچھ کہ اپنے بندون کے لیئے اصلح اور بہتر ہی کرتا ہے جیسا کہ محمد بن یعقوب کلینی نے
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ
نے فرمایا کہ جناب قدس الٰہی فرماتا ہے کہ میرے مؤمن بندونمین بعض بندے ہین کہ ہین
انکے امور کو اصلاح پر نہین لاتا مگر فراخی روزی او صحت بدن پس مین انکو وسعت رزق
او صحت بدن عطا کرتا ہون اور بعضے بندے ایسے ہین کہ انکے امور اصلاح پر نہین آتے
بدون فاقہ اور بیماری کے پس مین انکو فاقہ اور بیماری مین مبتلا کر دیتا ہون تا انکے امور اصلاح پر
آئین بتحقیق کہ میرے مؤمن بندونمین بعض بندے ہین کہ میری عبادت مین کوشش کرتے
ہین اور اپنے خواب شیرین کو ترک کرکے آخر شب میری عبادت مین مشقت اور تعب اٹھاتے
ہین پس مین کسی شب از راہ ترحم اونپر خواب کو غالب کر دیتا ہون اور وہ سو جاتے ہین جب
صبح ہوتی ہے وہ اپنے نفس کو نفرین اور ملامت کرتے ہین پس اگر مین ایک شب اونپر خواب
کو غلبہ نہ دیتا اور وہ بدستور میری عبادت کے لئے اٹھتے تو یہ موجب انکے غرور کا ہوتا پس یہی
سبب انکی ہلاکت کا ہو جاتا پھر حضرت فرماتے ہین کہ جناب قدس الٰہی نے حضرت موسیٰ
سے فرمایا کہ اے موسیٰ بن عمران مینے اپنے مؤمن بندونمین کوئی بندہ دوست نہین پیدا
کیا کہ اسکو بلا مین مبتلا نہ کیا ہو لیکن جو کہ اسکے لئے اصلح اور بہتر ہے کرتا ہون پس چاہیئے
کہ میرا بندہ مصیبت اور بلا پر صبر کرے اور مین اسکی بلا کو دفع کرون اور وہ میری نعمتون کا
شکر کرے اور میری قضا پر راضی رہے تا مین اسکو جملہ صدیقون مین لکھون پھر جناب رسول خدا
فرماتے ہین کہ مجکو اس مسلمان سے تعجب ہے کہ خدا کی قضا پر راضی نہین رہتا اور نہین سمجھتا کہ
خداوند عالم جو کچھ کہ اسکے لئے کرتا ہے وہی اسکے لئے بہتر ہوگا اگرچہ اسکو مقراض سے ریزہ
ریزہ کر دے وہی اسکے لئے بہتر ہوگا اور اگر مغرب سے مشرق کا بادشاہ کر دے وہی اسکے

لئے بہتر ہوگا لیکن مراد اصلح سے بحسب حکمت او مصلحت کے ہے نہ ظاہر مین کیونکہ اکثر
ایک چیز ظاہر مین خوب معلوم ہوتی ہے اور حقیقت مین نزدیک خدا کے بری بات او
خلاف مصلحت کے ہے یا حقیقت مین خوب ہے اور اسکا ظاہر برا ہے جیسا کہ حقتعالی فرماتا
ہے عَسیٰ اَن تَکرَھُوا شَیئاً وَھُوَ خَیرٌ لَّکُم وَعَسیٰ اَن تُحِبُّوا شَیئاً وَّھُوَ
شَرٌّ لَّکُم یعنی بعید نہین کہ کراہت رکھو تم کسی چیز سے حال آنکہ وہ چیز تمھارے لئے
بہتر ہے اور بعید نہین کہ دوست رکھو تم کسی چیز کو حال آنکہ وہ شے بری ہے واسطے
تمہارے پس خدای عزوجل ہر چیز کے ظاہر اور باطن دونو سے خوب آگاہ اور مطلع ہے جسکے
لئے جو کچھ کہ اصلح اور بہتر ہے کرتا ہے لیکن کبھی مصلحت تبدیل ہو جاتی ہے بسبب دعا
او صدقات اور اعمال خیر کے جیسا کہ قرآن مجید مین حقتعالی فرماتا ہے —
اُدعُونِی اَستَجِب لَکُم یعنے دعا کرو مجھ سے تا مین قبول کرون اور حدیث
قدسی مین وارد ہے کہ جناب باری فرماتا ہے کہ تم مجھ سے سوال کرو تا مین
تمہاری مہمات کی کفالت کرون اور راہ نیک ہدایت کرون اور جناب امیر المومنین
علیہ السلام فرماتے ہین کہ دعا مومن کی سپر ہے ہر آفت سے اور جناب سید العلماء
فرماتے ہین کہ حقتعالی فرماتا ہے کہ دعا کرو مجھ سے کہ قبول کرون واسطے تمہارے
اور اکثر اثر استجابت اور قبول ظاہر نہین ہوتا پس اس جہت سے بعض لوگون کے
دل مین شبہہ گذرتا ہے کہ حقتعالی کس طرح اپنے فرمانے کے خلاف کرتا ہے پس واسطے
دفعہ اس شبہہ کے جاننا چاہئے کہ دعا قبول نہونے کی کئی صورتین ہوسکتی ہین ایک
یہ ہے جو کہ دعا کی شرطین ہین اس طریق سے دعا نہ کی ہو جیسا کہ خداوند عالم
فرماتا ہے اَوفُوا بِعَھدِی اُوفِ بِعَھدِکُم یعنے وفا کرو میری شرطونپر
مین وفا کرون اپنے عہد پر چنانچہ منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ قرآن مجید مین دو آیہ ہین کہ معنی ان کا شرح

نہین پوچھا حضرت نے فرمایا وہ کون سی آیتین ہین اُس نے عرض کی ایک یہہ ہے
کہ حقتعالی فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ یعنے تم مجہہ سے دعا کرو تا مین
قبول کرون اسلئے مین دعا کرتا ہون اور خدا اُسکو قبول نہین فرماتا حضرت نے فرمایا
آیا تو گمان کرتا ہے کہ خدا خلف وعدہ کریگا اُسنے عرض کی یہ نہین کہہ سکتا حضرت
نے فرمایا جسوقت کہ خدا خلف وعدہ نہین کرتا تو دعا کیون نہین قبول ہوتی اُسنے
عرض کی مین نہین جانتا حضرت نے فرمایا کہ سبب اسکا یہہ ہے جسوقت کہ بندہ خدا نے اطاعت
اور فرمانبرداری کی اُن چیزون مین کہ اُسنے حکم فرمایا ہے اور بعد اسکے جو کہ طریقہ دعا کے
مانگنے کا ہے اُس طریق سے مانگے البتہ قبول ہوگی اوسنے عرض کی کہ وہ طریقہ کیا ہے
حضرت نے فرمایا کہ اوّل خدا کی حمد اور ستایش کرے اور بعد اسکے محمد اور اُن کے آل پر
صلوٰۃ بھیجے اور بعد اسکے اپنے گناہون سے توبہ کرے البتہ دعا اسکی قبول ہوگی پہر حضرت
نے فرمایا کہ دوسرا آیہ کونسا ہے اوسنے عرض کی کہ حقتعالی فرماتا ہے وَمَآ
اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ یعنے جو چیز کہ تم راہِ خدا مین دیتے ہو بس دیگا
خدا عوض اُسکا تم کو اُسنے عرض کی کہ ہر آئینہ مین دیتا ہون اور عوض اُسکا نہین پاتا
حضرت نے فرمایا آیا تو گمان کرتا ہے کہ حقتعالی خلف وعدہ کریگا اُسنے عرض کی
یہہ نہین پس حضرت نے فرمایا جسوقت کہ کوئی شخص وجہ حلال سے مال پیدا کرے اور
اُسکو راہِ خدا مین صرف کرے البتہ جناب باری اُسکا عوض دیگا دوسرے یہ ہے
کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ علم الٰہی مین اجابت اُسکی موجب بندے کے فساد کا ہے
اور کبھی یہ کہ جو بندہ عواقب اُمور سے آگاہ نہین ہے اس لئے جناب قدس الٰہی سے
استدعا کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ اُسمین اُسکے لئے کچھ مفسدہ ہے اور چونکہ جناب باری
بندون کے اور اُس چیز کے حال سے آگاہ اور مطلع ہے اُسکی حاجت روا نہین کرتا
اور کبھی باعث تاخیر اجابت کے ہوتی ہے زیادتی اُسکی صلاح اور پرہیزگاری کی

یعنے جسوقت کہ جناب اقدس آلہی اپنے بندے کو دوست رکھتا ہے تو کبھی چاہتا ہے
کہ اُسکی آواز مناجات کو زیادہ سُنے چنانچہ جابر بن عبد اللہ انصاری سے مروی
ہے کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کلام فرمایا جسکا حاصل مضمون
یہہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جناب باری سے دوست خدا کسی امر کی دعا کرتا ہے
اُسوقت حق سبحانہ تعالیٰ جبرئیل سے فرماتا ہے کہ اُسکی حاجت کو روا کر لیکن بتاخیر
تحقیق کہ مجکو یہہ خوش آتا ہے کہ اپنے بندے کی زیادہ آواز سنون اور کبھی دشمن خدا
دعا کرتا ہے پس حق تعالیٰ جبرئیل سے فرماتا ہے کہ اسکی حاجت کو جلد روا کر کہ مجکو
اسکی آواز خوش نہین آتی اور اسی طرح اور بھی سبب ہین کہ بیان اُنکا باعث
طول کا ہے اور بعضی حدیث مین وارد ہے کہ تین شخصونکی دعا مستجاب نہین ہوتی ایک
وہ شخص ہے کہ اُسکو خدائے کریم روزی عنایت کرے اور وہ اُسکو بیہودہ صرف کرکے
پھر خدا سے روزی مانگے تو اُسکے جواب مین خداوند عالم فرماتا ہے آیا مینے تجھکو رزق
نہ دیا تھا دوسرا وہ شخص ہے کہ اپنے عورت پر ظلم کرے اور اُسکے لئے بددعا کرے تو
حقتعالیٰ فرماتا ہے کہ تو کیون نہین اُسکو طلاق دیتا تیسرا وہ شخص ہے کہ باب سعی بند
کر کے خانہ نشین ہو اور روزی کی تلاش نہ کرے اور خدا سے روزی مانگے پس
حقتعالیٰ فرماتا ہے آیا مینے تجھکو ہاتھ اور پانون نہین دئے کہ تو اُن سے روزی پیدا
کرتا پانچوان امر مسئلہ آلام اور عوارض کے بیان مین ہے پس پوشیدہ نہ رہے
کہ یہہ دار دنیا جائے رنج و بلا ہے اور اس دار فانی کی زندگانی انواع مصیبتون روحانی
اور جسمانی کے ساتھ ہے اور جو کچھ کہ اسکی راحت ہے وہ بھی رنج و الم سے خالی نہین ہے
اور یہہ دنیا کے رنج و الم نیک اور بد دونو کے لئے ہوتے ہین پس اسمین مستحق اور
غیر مستحق کی تخصیص نہین ہے لیکن تو تہم نہو کہ یہہ امور اُسکے عدل اور انصاف کے منافی ہین
اسلئے کہ بعض رنج خدا کیطرف سے ہوتے ہین اور وہ حقیقت مین عدل اور حکمت کے

خلاف نہین اور بعض رنج مخلوقات سے ظہور مین آتے ہین پس وہ فعل خدا نہین ہے
خدا اُنسے راضی نہین بلکہ اُن کے تدارک کا حکم فرماتا ہے اور ہر ایک ظالم کو سزا دیتا ہے
دُنیا مین یا آخرت مین اور جو کہ رنج خدا کیطرف سے ہوتا ہے اُسکو جاننا چاہئے
کہ رنج کی دو قسمین ہین ایک حسن دوسرا قبیح اور جناب باری سے قبیح صادر
نہین ہوتا پس جو کہ رنج اصلح اور بہتر ہے حقتعالیٰ کی طرف سے اُسکا ہونا
کچھ عیب نہین بلکہ مستحسن ہے جیسا کہ اکثر احادیث معتبر مین وارد ہے کہ حضرت
رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ جناب اقدس الٰہی فرماتا ہے جو شخص کہ
تین روز بیمار رہے اور کسی سے شکایت نکرے تو مین اُسکو گناہون سے پاک
کرونگا اور اگر مار ڈالونگا تو اپنی رحمت مین داخل کرونگا اور حدیث صحیح مین
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ و آلہ نے اپنا سر مبارک آسمان کیطرف بلند کر کے تبسم کیا اصحاب نے
نے اُسکی وجہ پوچھی حضرت نے فرمایا کہ مین نے دو فرشتون سے تعجب کیا کہ وہ ایک
بندہ مومن صالح کی جائے نماز پر آئے اور اُسکو نہ پایا کہ اُسکے عمل کو لکھتے اور
آسمان پر جا کے پروردگار عالم سے عرض کی کہ ہمنے فلانے بندیکو جانماز پر
نہین پایا کہ بیماری مین مبتلا ہے اُسوقت جناب باری نے فرمایا جبتک کہ وہ
بیمار ہے اُسکے لئے وہی لکھو جو کہ افعال حالت صحت مین کرتا تھا اور حدیث معتبر مین
وارد ہے کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ جسوقت مومن پر
ضعف پیری غالب ہوتا ہے جناب باری فرشتون سے فرماتا ہے کہ اُسکے لئے
وہی لکھو جو کچھ اعمال خیر جوانی کی قوت سے کرتا تھا اور اسی طرح حقتعالیٰ ایک
فرشتے کو مقرر فرماتا ہے کہ مومن بیمار کے لئے لکھے جو کہ کار نیک حالت صحت مین
کرتا تھا اور شیخ محمد بن یعقوب کلینی نے بسند خود حضرت امام محمد باقرؑ سے

نقل کی ہے کہ ایک روز اثناء راہ مین بنی اسرائیل کے کسی پیغمبر نے ایک مردے کو دیکھا
کہ دیوار اُفتادہ کے نیچے دبا ہوا پڑا ہے اور کچھ بدن اُسکا دیوار کے اندر ہے اور کچھ باہر
اور درندے اور پرندے اُسکے بدن کا گوشت لے گئے ہین اور بعد اسکے ایک اور مرد دیکھا
دیکھا کہ اسکو کفن حریر اور دیبا کا پہنا کے ایک تخت پر لٹایا ہے اور گرد اُسکے انگیٹھیان
خوشبو کی روشن ہین اُسوقت بنی اسرائیل کے پیغمبر نے درگاہ جناب کبریا مین عرض
کیا کہ خداوندا مین گواہی دیتا ہون کہ تو احکم الحاکمین اور عادل ہے لیکن بندۂ اول
نے کبھی تیری عبادت مین کسی کو شریک نکیا تھا اور ہمیشہ تیری وحدانیت کا اقرار
کرتا رہا با وجود اسکے کہ اس ذلت و خواری سے پڑا ہے اور یہہ دوسرا بندہ کبھی تیرا
ایمان نہ لایا تھا اور اسکے جسد پلید کو اس زیب و زینت سے آراستہ اور مزین کیا
ہے اُن کے جواب مین خدائے جلشانہ نے فرمایا کہ اے بندے میرے تونے جو کچھ کہ کہا
فی الحقیقت ویسا ہی ہو نین اور کسی کو میری عدالت اور حکمت مین دخل نہین ہے
لیکن چونکہ تونے میرے پہلے بندے کو دیکھا ہے اُس سے ایک گناہ ہوا تھا اسلئے
مینے اُسکو اس ذلت سے مارا ہے تا اسکے گناہ کا کفارہ ہو جاے اور جو کہ تونے اس
دوسرے بندے کو دیکھا ہے اس سے تمام عمر مین ایک حسنہ ہوا تھا اسلئے مینے اُس کو
ساتھ عزت کے مارا ہے تا اُس حسنہ کا عوض دُنیا ہی مین ہو جاے اور میرے پاس آ کے اسکا
کوئی حسنہ باقی نہ رہے لیکن جو رنج و الم کہ بدون قصور و تقصیر کے واقع ہوتے ہین پس
یہہ دو حال سے خالی نہین یا آخرت مین اسکا عوض ملیگا یا دُنیا مین اُسکے حق مین
بہتر ہوگا مثل مرض طفل صغیر کے کہ باعث اُنکے والدین کی تنبیہ کا ہے کہ گناہون سے
توبہ کرین پس جو رنج کہ حقتعالی کیطرف سے بندون کے لئے ہوتے ہین بدون قصور
اور تقصیر کے وہ باعث انکے ثواب جزیل و حسنات جلیل کے ہین اگر بندے اُن سے
آگاہ ہون تو البتہ خوشی سے اپنے حال کو قضاء الٰہی پر چھوڑ دین اور تقصیر حضرت

امام حسن عسکریؑ مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ مومن
کی جبتک موت نہین آتی اور وہ ملک الموت کو نہین دیکھتا تو ہمیشہ اپنے انجام کار سے خائف
اور ترسان رہتا ہے کہ دیکھئے بعد مرگ کے کیا ہوتا ہے آیا خدا مجھسے راضی ہے کہ نہین
پس جسوقت کہ بیمار ہوتا ہے اور حال بیماری مین اُسکی قبض روح کو ملک الموت آتا ہے
تو اُسکو دیکھکر مضطرب ہو جاتا ہے کہ افسوس اپنے اموال اور عیال سے مفارقت ہوگی
اور دل کی آرزوئین منقطع ہوئین اور ملک الموت اُس سے پوچھتا ہے کہ تو کس لئے رنجیدہ
ہی وہ کہتا ہے کہ مجکو تمھارے آنے سے کمال پریشانی ہوئی جو کہ میری دل مین تمنا تھی وہ
دل ہی مین رہ گئی ملک الموت کہتا ہے آیا کوئی عاقل اِس سے غمگین ہوتا ہے کہ دُنیا کی عوض
مین دس لاکھ مثل دُنیا کی پائے بیمار کہتا ہے نہین اُسوقت ملک الموت کہتا ہی کہ تو اوپر
دیکھ پس وہ بہشت کے درجون اور قصرون کو دیکھکر دُنیا کی محبت کو بھول جاتا ہے
پھر ملک الموت کہتا ہے کہ یہ نعمتین تیرے لئے ہین اور جو کہ تیری اولاد مین صالح اور
پرہیزگار ہین وہ بھی یہان تیرے پاس آئینگے آیا تو اسپر راضی نہین بیمار کہتا ہی
بخدا مین راضی ہون پھر ملک الموت کہتا ہے کہ تو پھر اوپر دیکھ اور وہ اعلی علیین مین
جناب رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کو دیکھتا ہے ملک الموت اُس سے پوچھتا ہے
کہ آیا تو ان بزرگون کو دیکھتا ہے کہ یہ سب تیرے آقا اور پیشوا ہین اور یہان
اُنکی ہمنشینی باعث تیرے اُنس کا ہے آیا تو دُنیا کی عوض اِنسے راضی ہی بیمار کہتا ہی
کہ مجکو قسم ہے اپنے پروردگار کی مین راضی ہون پس اُسوقت ملک الموت اُسکی روح کو
قبض کر لیتا ہے اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فرزند کے مرنے کا
ثواب بہشت ہے خواہ صبر کرے خواہ نہ کرے اور جسوقت کہ اُسکے آگے ایک فرزند
فوت ہو وہ ستر فرزندون سے بہتر ہے کہ بعد اُسکے زندہ رہین اور راہ خدا
مین جہاد کرین اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ بہشت مین

وہ شخص نہین جاتا کہ اُس نے کسی کو آگے اپنے نہ بھیجا ہو یعنی صدمہ کسی عزیز کا نہ اٹھایا ہو
پس ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جسکے کہ فرزند نہو یا فوت نہوا ہو اُسکا کیا
حال ہوگا حضرت نے فرمایا کہ اُسکے آگے اُسکا برادر مومن جو فوت ہوا ہو تو اُسکا
صدمہ اُسکی مغفرت اور بخشش کے واسطے کافی ہے اور پھر حضرت نے ترغیب نکاح میں
فرمایا کہ تم اُن عورتون کے ساتھ نکاح کرو کہ اُن سے اولاد پیدا ہو کہ مین روز قیامت
مین اپنی اُمت کی کثرت سے اور اُمتون پر فخر اور مباہات کرونگا یہانتک کہ جو
حمل کہ ساقط ہوا ہو کہ وہ دروازہ پر بہشت کے آئیگا اور اُسکے چہرے سے آثار اندوہ
وملال کے پائے جائینگے اُسوقت جناب قدس آلہی فرمائیگا کہ تو بہشت مین جا وہ
عرض کریگا جبتک کہ میرے والدین بہشت مین نجائینگے مین نجاؤنگا پس جناب
باری ازراہ ترحم اُسکے والدین کو بُلاکے فرمائیگا کہ تم بھی اسکے ساتھ بہشت مین جاؤ
کہ تمہارے لئے یہ کرامت ہے کہ مینے تم کو اپنے فضل وکرم سے عنایت کی پس ان
روایات سے اور اُسکے سوا اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اطفال صغیر کے
مرنے سے جو کہ اُنکی والدین کو رنج والم ہوتے ہین باعث اُنکی مغفرت کے ہوتے
ہین اگر وہ گنہگار رہے ہون اور کبھی باعث توبہ اور انابت کا ہوتا ہے کہ متنبہ
ہو کر معاصی سے باز رہین اور کبھی باعث بلندی درجات کے ہوتے ہین
بلکہ معصومین کے واسطے فائدہ مصائب کا بھی بلندی درجات اور زیادتی مدارج قرب
پروردگار کا ہے پس مصائب انبیا اور اوصیا کی موجب اُنکے مدارج عالیہ کے
ہوتے ہین چنانچہ جسوقت کہ حضرت امام حسین علیہ السلام درجہ شہادت سے
فائز ہوئے تو اُسکے سبب سے مرتبہ گناہگارون کی شفاعت کا پایا اور حضرت
اُم سلمہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت جبرئیلؑ آئے اور جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ سے عرض کی کہ جناب قدس آلہی نے حسنین علیہما السلام کے بارہ

ہین کچھ فرمایا ہے چاہیئے کہ آپ اسپر صبر فرمائین حضرت نے پوچھا کہ وہ کیا ہے۔
جبرئیلؑ نے عرض کی کہ حضرت امام حسن علیہ السلام زہر دغا سے شہید ہون گے
اور حضرت امام حسین علیہ السلام تیغ اعدا سے لیکن جناب باری نے ہر نبی کے لئے ایک
دعا ضرور مستجاب کی ہے پس اگر آپ چاہین تو اس مصیبت کے دفع کے لئے دعا کرین
اور اگر چاہین انکی مصیبت کو اپنی اُمّت عاصیون کے لئے ذخیرہ کرین حضرت نے
فرمایا کہ مین اپنے پروردگار کی مرضی کا تابع ہون جو کہ اسکو منظور ہے مجھکو کچھ عذر
نہین اور مین اپنی دعا کو واسطے شفاعت اُمّت عاصی کے ذخیرہ کرونگا لیکن بعضے
سنّی بلکہ بعضے شیعہ بھی اسپر اعتراض کرتے ہین کہ حقتعالی کا حضرت ابراہیمؑ کو حکم دینا
حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبح کا یہ اُسکی عدالت سے خلاف ہے اسلیئے کہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ
ایسے خون ناحق کو جائز رکھتا پس یہہ کلام انکا محض نافہمی کا ہے اور یہ شبہ انکے دل
مین شیطان نے ڈالدیا ہے جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
جسوقت کہ حضرت ابراہیمؑ خلیل نے بحکم پروردگار جلیل حضرت اسمٰعیلؑ کو لٹا کے انکے
حلق پر چھری رکھی اُسوقت شیطان بصورت مرد پیر آکے کہنے لگا ای ابراہیمؑ اپنے
اس فرزند کو کیا کرتے ہو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ اسکو ذبح کرون
شیطان نے کہا سبحان اللہ جس فرزند نے کہ کبھی خدا کی ذرا بھی معصیت نہ کی ہو تم
اسکو ذبح کروگے حضرت نے فرمایا البتہ کیونکہ خدا نے مجھکو اسکے ذبح کا حکم دیا ہے
اور مین چاہتا ہون کہ اپنے فرزند کو راہ خدا مین قربانی کرون ابلیس نے کہا کہ خدا خون
ناحق کو منع فرماتا ہے مگر یہہ کہ تمھارے خواب مین شیطان آیا ہو اور اوسنے اس امر
قبیح کا حکم دیا ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وای تجھپر کہ مینے خود کلام
خدا کو سنا جب مین اسپر آمادہ ہوا قسم بخدا مین تجھسے کلام نکرونگا لیکن اُس بدبخت
نے پھر کہا ای ابراہیمؑ تم پیشوائے خلق ہو اور لوگ تمھاری اقتدا کرتے ہین پس اگر

تم نے اپنے فرزند کو ذبح کیا تو تمکو دیکھ کر ہر ایک اپنی اولاد کو ذبح کریگا پس اس
حرکت سے باز آؤ حضرت نے اُسکے کلام پر اعتنا نفرمائی اور فرمان خدا کے بجا لانے پر آمادہ
اور مستعد ہوئے اور جناب ہدایت مآب قدوۃ الابرار ناصر طریقۂ ائمۂ اطہار یعنی جناب سید العلما
دام ظلہ حدیقہ سلطانی مین اسطرح سے جواب ابلیس کا اور اُسکے متابعین کا فرماتے ہین
کہ جناب اقدس الٰہی نے اپنے مطیع اور فرمانبردار بندون کی آزمایش و امتحان کے
لئے تکالیف شاقہ فرمائی تھی تا ہر ایک پر انکے مدارج عالیہ و صبر ظاہر ہون جیسا کہ اس
معرکہ مین حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا صبر ظاہر ہوا اور کفعمی مین روایت
ہے جسوقت کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وآلہ وعلیہم السلام نے رویاء صادقہ مین دیکھا
کہ مین اپنے فرزند اسمٰعیل کو ذبح کرتا ہون پس اس خواب ہولناک سے بیدار ہوئے اور بعضے
روایت مین لکھا ہے کہ وہ شب ذی الحجہ کی آٹھوین تھی اور حضرت ابراہیم تمام روز
فکر اور تردد مین رہے کہ میننے یہ کیا خواب دیکھا ہے پس اسی سبب سے اُس روز کو روز ترویہ
کہتے ہین سو اسلئے کہ ترویہ کے معنے فکر کرنے کے ہین اور شب عرفہ کو پھر خواب دیکھا کہ اُس سے
یقین ہو گیا اور اسی جہت سے اُس روز کو روز عرفہ کہتے ہین اور روایت سابقہ
مین وارد ہے جسوقت کہ حضرت ابراہیم خواب سے بیدار ہوئے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل سے فرمایا کہ
اے بہترین اولاد انبیا مینے خواب دیکھا ہے کہ تمکو راہ خدا مین ذبح کرتا ہون آیا تم کیا
کہتے ہو حضرت اسمٰعیل نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار حقتعالی نے جو کچھ کہ آپ کو حکم
فرمایا ہو اسکو بجا لائیے انشاء اللہ مجھکو صابرون سے پائیگا اسوقت حضرت ابراہیم
اُن کو پہلو پر لٹا کے ذبح کرنے پر مستعد ہوئے اور اُن روزون مین حضرت اسمٰعیل کا سن ایسا
تھا کہ اُن کا صغر سن دیکھ کر ملائکہ کو حضرت ابراہیم کے صبر پر تعجب آیا اور رونے لگے اور
آسمانون اور زمینون مین ایسا شور ہوا کہ آسمان رونے لگے اور زمین اور پہاڑ ہلنے لگے
اور جانوران چرندہ اور پرندہ لگے اندوہناک اُن کے گرد جمع ہوئے پس جسوقت کہ

جناب باری نے حضرت ابراہیمؑ کی صدق نیت اور صبر کو مشاہدہ فرمایا
تو از راہ ترحم ایک گوسفند عنایت کیا کہ اسکو اپنے فرزند کی عوض ذبح کرو چنانچہ یہ
اُسکی عادت ہے جسوقت کہ کسی بندہ کو بلامین مبتلا کرتا ہے تو اُس امتحان کی
عوضمین اُسکے لئے اجر اور ثواب بیحساب مقرر کرتا ہے اور صاحب بلا اُس ثواب سے
راضی اور خوش ہوجاتا ہے جیسا کہ بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے
جسوقت کہ حقتعالی نے حضرت ابراہیمؑ کو گوسفند بھیجا کہ اسکو اپنے فرزند کی عوض
ذبح کرین جیسا کہ خود فرماتا ہے وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا
كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ
عَظِيمٍ یعنے ندا کی ہمنے اسکو یعنی ابراہیمؑ کو بتحقیق کہ سچا کیا تونے خواب کو بتحقیق کہ
اسی طرح جزا دیتے ہین ہم نیکوکارون کو بتحقیق کہ یہ آزمایش بڑی ہے پس عوض کیا
ہمنے اسکو ساتھ ذبح عظیم کے اور حضرت ابراہیمؑ نے آرزو کی کہ راہ خدا مین کاش
مین اپنے فرزند کو قربانی کرتا اور میرے دل کو ایذا پہونچتی کہ اہل مصائب کے درجات عالیہ
کا مستحق ہوتا اوسوقت حقتعالی نے وحی کی کہ اے ابراہیمؑ تیرے نزدیک کون محبوب
سب سے زیادہ ہے ابراہیمؑ نے عرض کی کہ تیرے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے
نزدیک کوئی محبوب زیادہ نہین ہے پھر حقتعالی نے وحی کی آیا تیرے نزدیک وہ محبوب زیادہ
ہین یا تیرا نفس ابراہیمؑ نے عرض کی کہ انکو مین اپنے جانسے زیادہ دوست رکھتا ہون
اور انکے فرزندون کو اپنے فرزندون سے پھر حقتعالی نے وحی کی آیا اُن کے
دشمنون کے ہاتھ سے اُنکے فرزند کا قتل ہونا تیرے دل کو رنج زیادہ دیتا یا اپنے
ہاتھ سے اپنے فرزند کا ذبح کرنا حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی بلکہ اُنکے فرزند کا
رنج زیادہ ہوتا پس حقتعالی نے فرمایا اے ابراہیم ایک گروہ ہوگی اور وہ
اُنکی اُمت مین ہونے کا دعویٰ کریگی باوجود اسکے کہ بعقوبت اُنکے فرزند حسینؑ کو

مثل گوسفند کے ذبح کر یگی اور یہ سنکے حضرت ابراہیمؑ کو کمال رنج ہوا اور گریان ہوئے حقتعالی نے ندا کی کہ اے ابراہیمؑ جو تو حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ پر رویا ہے ہمنے تیرے اس رونیکا عوض کیا اس سے کہ اگر تو اپنے ہاتھ سے اپنے فرزند اسمعیل کو قربانی کرکے روتا پس ہمنے تیرے لئے وہ درجات عالی واجب کئے کہ اہل مصائب کے لئے ہین اور پہر جناب سید العلما فرماتے ہین کہ کسی کو ناحق قتل کرنا قبیح ہے اسلئے کہ روز حساب وہ مقتول کی رضامندی کا کوئی عوض نہین رکھتا ہے اسکو راضی کرے پس اسکو اور اسکے ورثہ کو محض ایذا دینا ہے اور خدا کی نافرمانی کرنا ہے بخلاف مالک روز جزا کے کہ اسکی ایک نظر رحمت کے مقابل مین دنیا او مافیہا کچھ حقیقت نہین رکھتی پس بنا بر آزمایش اور امتحان کے اسکی طرف سے جہاد مین بندونکو رنج پہنچتا کچھ قباحت نہین اور انکو راہ خدا مین جان دینا اور مارا جانا سزاوار اور بجاہے چنانچہ جناب سید الشہدا علیہ السلام اور انکے اصحابون نے کسقدر راہ خدا مین جوانمردی اور جان نثاری کی اور وقت آزمایش کے کشادہ پیشانی اور ثابت قدم رہے جیسا کہ حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہین کہ معرکہ کربلا مین وقت حرب و وغا کے حضرت امام حسین علیہ السلام اور انکی بعضی مخصوصین کے چہرونکے رنگ سرخ اور روشن تھے اور دل انکے مطمئن تھے اور آپسمین کہتے تھے کہ حضرت کو دیکھو کہ موت سے کچھ پروا نہین رکھتے اور ہر ایک اصحاب ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا پہر حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہین کہ شب عاشور کو مین اپنے والد کے پاس تھا کہ وہ جناب اسکی صبح کو درجۂ شہادت سے فائز ہوئے پس اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہہ شب تار ہے تم سب چلے جاؤ کہ کوئی نہ دیکھیگا اور یہہ قوم میرے قتل کے درپے ہے اور جسوقت کہ انھون نے مجکو قتل کیا پہر کسی کے خواہان نہونگے اصحاب نے عرض کی کہ بخدا یہہ ہمسے نہوگا کہ ان دشمنون مین آپ کو تنہا چھوڑکے چلے جائین حضرت نے فرمایا کہ صبح کو تم سب قتل ہو جاؤگے کوئی باقی نہ رہیگا انھون نے

عرض کی کہ شکر ہے اُس خدا کا کہ ہمکو آپ کی نصرت مین قتل سے مشرف فرمائے اور جب کہ
حضرت نے اُنکی صدق نیّت دیکھی کہ یہہ راہ حق مین ہرگز اپنی جان سے دریغ نکرینگے
چاہا کہ یہہ اپنے مدارج عالیہ کو دیکھین پس اُنکے لئے دعا کرکے فرمایا کہ تم سب آسمان کیطرف
دیکھو اور اُنھون نے بہشت مین اپنے درجے دیکھے اور حضرت ہر ایک کو اُسکا درجہ بتلاتے
تھے اور وقت جنگ کے وہ سب سینہ سپر ہوگئے اور اعدا کے نیزہ اور شمشیرین کھانے
لگے تاکہ جلد بہشت مین اپنے درجون کو پہنچین پس اگر کوئی شخص نظر تامل سے دیکھے صاف
کھلجائے کہ حیات اور ممات خدا کے قبضۂ قدرت مین ہے جسکے لئے جو کچھ کہ مصلحت
جانتا ہے کرتا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ
یعنے کوئی اُسپر حاکم نہین ہے کہ اُس سے پرسش کرے بلکہ سب اُسکی تحت حکومت مین
ہین جسسے چاہے پرسش اور مواخذہ کرے لیکن انسان سے جو کہ رنج وقوع مین آتے ہین
وہ کئی صورتون سے خالی نہین چنانچہ ایک صورت یہ ہے کہ خداوند عالم کی اجازت
سے رنج وقوع مین آوے اور وہ محض مباح ہو مثل ذبح کرنے حیوانات کے واسطے
گوشت کھانے کے یا واجب یا سنت جیسا کہ مقام منیٰ مین واجب ہے کہ وہ حج مین ایک
مقام ہے اور تمام شہرونمین قربانی سنت موکدہ ہے لیکن بعضے کفار اہل تناسخ کہتے ہین
کہ حیوانات بے گناہ کا ذبح کرنا قبیح ہے پس یہ کلام اُنکا بیجا ہے اسلئے کہ یہہ اُس صورت
مین قبیح ہو کہ انکو اسکا عوض نملے اور جسوقت کہ خداوند عالم نے ہمکو اُنکے ذبح کرنے کا
حکم فرمایا تو مقتضا اُسکی عدل کا یہ ہے کہ انکے لئے بھی اسکا عوض کچھہ مقرر کیا ہو جیسا
کہ بعضی روایتون مین وارد ہے کہ حیوانات حلال جو کہ ذبح کئے جائین بہشت مین
داخل ہونگے اور اگر خداوند عالم نے انکے ذبح سے منع فرمایا ہوتا البتہ انکا ذبح کرنا
روا نہوتا اور جو کوئی اِسصورت مین ذبح کرتا ظالم ہوتا دوسری صورت یہ ہے کہ
جو آدمی بغیر حکم اور اجازت خداوند عالم کے کسی ذیحیات کو رنج اور ایذا دیوے خواہ

انسان ہو خواہ حیوان پس چاہیے کہ خدا مظلوم کی عوض ظالم سے انتقام لیگا جیسا
کہ نہج البلاغہ مین حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ظلم کی تین قسمین ہین
ایک شرک ہے کہ وہ لائق بخشش کے نہین دوسرا یہ کہ ایک دوسرے پر ظلم کرے پس جبتلک
کہ مظلوم راضی نہو ظالم کو اُس سے رہائی نہین تیسرا یہ کہ اپنے نفس پر ظلم کرے یعنے خدا کی
معصیت کرے البتہ امید بخشش کی ہی پس چاہیے کہ اُسکی درگاہ مین توبہ اور انابت کرے
کہ وہ رحیم ہی اگر اپنے فضل و کرم سے عفو کرے عجب نہین اور معلوم ہو کہ معنے توبہ کے یہ ہین
کہ بندہ اپنی تقصیر اور قصور پر نادم اور پشیمان ہو کے درگاہ جناب باری مین رجوع کرے
اور اپنے خدا سے عزم صادق اور عہد واثق کرے کہ پھر کبھی کوئی قصور نکریگا اور جو
کہ واجبات غفلت یا جہالت مین فوت کئے ہون اگر تلافی اور تدارک کی حاجت
ہو اُنکو بجا لائے پس اگر قصور خدا کا کیا ہو اور اسمین حق بندیکا شریک نہو مثل پینے
شراب اور زنا غیر شوہر دار عورت سے البتہ توبہ قبول ہوگی اور اسی طرح اگر گناہ کسی
واجب کی ترک کا ہو مثل نماز عیدین کی کہ اُسکی قضا نہووے تو ندامت اور پشیمانی کافی
ہے لیکن اگر نماز یومیہ ترک کی ہو یا خمس و زکوٰۃ ندی ہو تو اُنکی قضا کرے اور اگر روزہ
ماہ رمضان کا نرکھا ہو بدون عذر شرعی کے اُسکی بھی قضا کرے اور کفارہ بھی دے
اور اگر کسی کا مال چھین لیا ہو یا کسی کا حق ندیا ہو پس اگر مالک موجود ہو حوالے کردے
اور اگر زندہ نہو اُسکے ورثہ کو پہنچا دے والا اُن سے بخشوا لے اور اگر کسی کی چیز پڑی
پائی ہو پس اگر مالک کو جانتا ہو حوالے کرے اور اگر صرف ہوگئی ہو اُس سے مصالحہ
کرے اور اُسکو راضی کرے اور اگر مالک کو نجانتا ہو تو مجمع مشاہد اور مساجد مین اُس کا
ذکر کرے پس اگر مالک ملجائے اور اُسکی نشانیان اور پتے بتلادے اور ان نشانیون سے
حق اُسکا ثابت ہو حوالے کردے والا بعد ایک سال کے اُس مال کو اُسکی طرف سے
تصدق کردے اگر ایک درہم سے زیادہ ہو کہ درہم بیان کے حساب سے قریب سوا

... تین آنے کے ہوتا ہے اور اگر مقدار درہم سے کم ہو تو انتظار کچھ ضرور نہین اور یا
اگر بعد اسکے مالک پیدا ہو پس اگر تصدّق پر راضی ہوا فبہا والا اُسکی عوض مین اپنے مال
مین سے دے اور اگر مال حرام مال حلال مین ملجاوے اور صاحب اُسکا معلوم نہوا اور نہ
مقدار اُسکی معلوم ہوا اور نجانے کہ حرام کونسا ہے اور حلال کونسا ہے تو خمس اُسکا
نکال کے سادات کو دے اور باقی اُسکے لئے حلال ہے اور اگر مال لاوارث ہو پس
زمانہ حضور امام مین اُس مال کو امام کی خدمت مین حاضر کرے والا نائب امام کے پاس
پہنچادے اور اگر کسی مومن کا ناحق خون کیا ہو تو تین شخصون کے مواخذہ مین گرفتار ہوگا
ایک خداوند عالم کا اسلئے کہ اُسنے قتل مومن کو حرام کیا ہے اور یہ تہدید بلیغ فرمائی ہے کہ
مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا یعنے جو شخص کہ قتل کرے
کسی مومن کو دیدہ و دانستہ پس جزا اُسکی جہنم ہے پس اُسکی درگاہ مین تضرع اور زاری
کرے اور توبہ اور انابت کرے اور تینون کفارہ بھی دے یعنی ایک بندہ آزاد کرے
اور ساٹھ مسکین کو کھانا کھلاوے اور ساٹھ روزے متواتر رکھے دوسرا اُسکے
ورثا کا کہ اُنکے دلون کو رنج دیا ہے پس اُسکا عفو ورثا کے ہاتھ ہے خواہ قصاص لین خواہ
معاف کر دین تیسرے مقتول کا کہ اُسکو جان سے مارا ہے اور وہ زندگانی سے
محروم رہا دیکھئے کہ روز حساب عدل خدا سے اُسکے لئے کیا ہوا اور اسیطرح اگر کسی مومن کو زخمی
کیا ہو چاہئے کہ اُسکے پاس حاضر ہو یا قصاص لے یا خونبہا یا عفو کر دے اور اسی طرح زنائے
محصنہ ہے یعنے شوہر دار عورت سے مرتکب ہوا ہو یا کسی کا مال غصب کیا ہو
اور دنیا مین اُسکی تلافی نکی ہو کہ بدون عفو کے اُسکے مواخذہ سے رہائی نہین ہو سکتی
پس خداوند جبار مظلوم کی عوض ظالم کو تعذیر دیگا یا ظالم کے حسنات کو مظلوم کے حسنات
مین بڑھا دیگا تا وہ راضی ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ بہ نیت صادقہ توبہ اور
انابت کرے اور اپنے پروردگار کو اطاعت اور عبادت سے راضی اور خوشنود

رکھی تو البتہ خداوند کریم اپنے فضل اور رحمت سے صاحب حق کو راضی کر دیگا چنانچہ بعض
روایتوں مین وارد ہے کہ جناب باری نے واسطے عفو کرنیوالون کے درجے مقرر فرمائی
ہین اور اسکو وہ درجے دکھلاکے فرمائیگا کہ اگر تو فلانے مومن سے درگذر کرے تو مین تجھکو
اسکی عوض مین یہہ درجے عطا کرونگا پس وہ مظلوم کمال خوشی اور رضامندی سے
معاف کر دیگا اور اگر کسی کو گمراہ کیا ہو تو توبہ اسکی قبول نہوگی جبتک کہ اسکو ہدایت
نہ کرے اور راہ راست پر نہ لاوے جیسا کہ مواعظ حسنیہ مین جناب قدوۃ العلماء
نخبۃ الفضلاء زبدۃ الفقہاء جناب غفران مآب نور اللہ مرقدہ فرماتے ہین کہ بعض
احادیث مین وارد ہے کہ ایک شخص تھا کہ اسنے دنیا کے لئے مدت تک سعی کی کہ حلال سے
ہاتھ آئے اور وہ نہ آئی پھر اسنے حرام مین مدت تک کوشش اور جستجو کی جب بھی
محروم رہا پس ایک روز شیطان بصورت انسان اسکے پاس آکے کہنے لگا کہ تونے
دنیا کے لئے بہت جستجو کی اور تیرے ہاتھ نہ آئی پس اگر تو میرے کہنے پر عمل کرے تجھے
البتہ تیرا مقصد حاصل ہوگا اسنے پوچھا کہ وہ امر کیا ہے شیطان نے کہا کہ تو دین مین
ایک نیا طریقہ اختیار کر خلاف طریقہ پیغمبر کے اور اسطرف لوگون کو دعوت کر پس اس
فریفتۂ دنیا نے اسکے کہنے پر عمل کیا اور بہت لوگون کو گمراہ کر دیا اور بعد چند روز کے
دنیا نے اسکی طرف رجوع کی اور جو کہ اسکے دل کی تمنا تھی اس سے زیادہ مال اور اسباب دنیوی
ملا اور بعد ایک مدت مدید کے خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اسنے اپنے کردار بد پر
بہت نفرین اور ملامت کی اور ایک رسی اور میخ لیکر جا کے صحرا مین اپنے تئین باندھا اور
درگاہ جناب باری مین توبہ و استغفار کرنے لگا اسوقت ایک نبی کو وحی ہوئی
کہ اس سے کہدو کہ اگر چہ تو اپنے تئین اسقدر باندھیگا کہ تیرے استخوان سے گوشت اور
پوست جدا ہو جائین تو بھی جبتک کہ تو . . . ان لوگون کو ہدایت نہ کرے اور راہ راست
پر نہ لائے کہ جنکو گمراہ کیا ہے تیری توبہ ہرگز قبول نہین اور اس مقام مین مناسب ہے

کہ مسئلہ آجال کا بھی بیان ہو کہ اسمین اکثر لوگون کو توہم ہوتا ہے کہ حقتعالی فرماتا ہے
اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ یعنی
جسوقت کہ اجل آئیگی ایک ساعت بھی تاخیر و تقدیم نہین کر سکتی اور اس آیت سے
تعین وقت اجل کا مفہوم ہوا پس اگر موت مقتول کی وقت قتل قاتل کے مقدر تھی خواہ
قاتل اسکو قتل کرتا خواہ نکرتا زندگانی اسکی منقطع ہوگئی پس کس وجہ سے قاتل سے مواخذہ
ہوگا اور اگر موت اسکی ہنوز مقدر نتھی تو قبل اجل کے موت کا آنا اس آیت کے منافی
ہوتا ہے اور اسکے جواب مین جناب سید العلماء دام ظلہ حدیقہ سلطانی مین فرماتے
ہین کہ اکثر احادیث آئمہ معصومین علیہم السلام سے اور اقوال علماء دین سے ظاہر
ہوتا ہے کہ اجل کی دو قسمین ہین ایک یہہ کہ اسمین تقدیم اور تاخیر نہین ہوتی دوسرے
یہہ کہ اسمین تقدیم اور تاخیر متصور ہے جیسا کہ تفسیر عیاشی مین مصدق بن صدقہ نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اُن حضرت نے تفسیر آیہ ثُمَّ
قَضٰی اَجَلًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ مین فرمایا کہ اجل غیر مسمی مین
تقدیم اور تاخیر ہو سکتی ہے اور اجل مسمی وہ ہے کہ جناب اقدس الٰہی شب قدر
مین خبر دیتا ہے اور حکم کرتا ہے ساتھ اُن لوگون کے جسقدر کہ اس سال مین مرینگے اور
روایت حمران مین ہے کہ قول خدا اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ مین یہی اجل مراد ہے اور
بعضی روایت سے مستفاد ہوتا ہے کہ آیہ کریمہ ثُمَّ قَضٰی اَجَلًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّی مین پہلے
اجل یعنے اَجَلًا وہ ہے کہ اسکی خبر ملائکہ اور انبیا کو حاصل ہوتی ہی اور دوسری اجل یعنے
اَجَلٌ مُّسَمًّی وہ ہے کہ حقتعالی نے اس اجل کو اپنی خلق سے پوشیدہ کیا ہی
اور جناب غفران مآب علیہ الرحمہ مواعظ حسنیہ مین فرماتے ہین کہ بعضی احادیث سے
مستفاد ہوتا ہے کہ اجل مسمی مین تقدیم اور تاخیر ہوتی ہے اور اجل محتوم وہ ہے کہ
تقدیم و تاخیر اسکو نہو اور ظاہر ان احادیث سے وہ چیز ہے کہ علی بن ابراہیم نے

اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہی کہ اجل مقضی یا اجل محتوم ہے کہ جناب اقدس الٰہی نے اوسکو حتماً جاری
فرمایا ہے پس اوسمین تغیر نہین ہوتا اور اجل مسمیٰ وہ ہے کہ اسمین تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے
پس ان روایات سے دو اجل کا ہونا ثابت ہوا اگرچہ ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ایک اجل مسمےٰ اور دوسری غیر مسمےٰ ہے پس غیر مسمیٰ مین بسبب دعا و صدقات اور
اعمال خیر کے تبدیل ہوجاتی ہے اور بعض روایات سے کہ ایک اجل محتوم اور مقضی ہے
اور دوسری اجل مسمیٰ ہے اور قسم اول مین تغیر نہین ہے اور دوسرے مین تغیر ہوسکتا ہی
جیسا کہ سابق مین اسکا بیان ہوچکا **چھٹا امر** یہ ہے کہ خداوند عالم بندون کا رزاق
ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا یعنے
نہین کوئی راہ چلتا زمین پر مگر رزق اسکا خدا پر ہے اور ظاہر مین روزی دو قسم پر
ہے حلال اور حرام لیکن خداوند عالم روزی حرام نہین دیتا بنا بر مذہب امامیہ کے اور اشاعرہ
اہلسنت کہتے ہین کہ روزی وہی چیز ہے جسکو کہ بندہ کھالے خواہ حرام ہو خواہ حلال پس
نزدیک انکے حرام بھی روزی ہے اور یہ مذہب فاسد ہے اسلئے کہ اسمین خدا کا ظلم لازم آتا
ہے کہ خود بندون کو روزی حرام دے اور پھر انپر عذاب کرے پس جو کچھ کہ چاہتے ہین
خدا پر افترا کرتے ہین اور جو لوگ کہ خدا کو عادل جانتے ہین انکے نزدیک وہ روزی ہی
کہ حلال ہو اور اس سے بندے منتفع ہون اور انکو بحسب شرع کوئی منع نکر سکتا
ہو جیسا کہ جناب اقدس الٰہی فرماتا ہے وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ
یعنے رزق تمہارا آسمان پر ہے جسقدر کہ مقرر ہے اور پھر فرماتا ہے وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ
الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ
خَبِيرٌ بَصِيرٌ یعنے اگر زیادہ کرتا اللہ رزق کو واسطے اپنے بندون کے تو ہر آئینہ بغی
ہوجاتے اور سرکشی اختیار کرتے زمین مین لیکن حق سبحانہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسقدر
کہ چاہتا ہے اسلئے کہ اپنے بندون کے حال سے خوب آگاہ اور مطلع ہے پس

پوشیدہ نہین ہے کہ خداوند عالم اپنے بندون کو روزی حلال سے دیتا ہے حرام سے نہین دیتا
پس جو شخص کہ صبر کرے تو جناب باری اُسکو روزی حلال سے پہنچائیگا اور جو جلدی
کرکے روزی حرام سے لے لے تو روز حساب اُسکی محاسبہ مین گرفتار ہوگا اور
صفوان بن عمیر سے مروی ہے کہ مین ایک روز خدمت مین جناب سالت پناہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر تھا کہ ناگاہ عمر بن قرہ آیا اور اُسنے عرض کی کہ
یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اپنی روزی ڈف کے بجانے مین دیکھتا ہون
پس مجھکو اجازت دیجیے کہ لوگونکی شادیون مین گاؤن اور بجاؤن حضرت نے فرمایا
اے دشمن خدا مین تجھکو ہرگز اجازت ندونگا بتحقیق کہ اللہ نے تیرے واسطے روزی
پاک اور پاکیزہ مہیا کردی ہے اور تو نے اُسکو چھوڑکے حرام کو اختیار کیا پس
آگاہ ہو کہ اگر تو ایسا کلمہ پھر کہیگا تو مین تجھکو اتنا مارونگا کہ تو اُسکے درد مین
مبتلا رہیگا پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خدائے جلشانہ کو نہین کہہ سکتے کہ حرام سے
روزی دیتا ہے اسلئے کہ اُسکی صفت عدل ہے اور قبیح سے بری ہے پس کیونکر اپنے
بندون کو حرام سے روزی دیگا بلکہ آپ ہر ایک بندے کو حلال سے روزی تقسیم فرماتا
ہے اور مروی ہے کہ حضرت سلیمان با این شوکت و شان بعضی بندونکو بھی روزی
تقسیم نہ کرسکے لیکن شارح قوشچی کہ سُنیون کا عالم ہے کہتا ہے کہ اگر بندہ اپنی مشقت
سے روزی حلال پیدا کرے تو اس صورت مین خدا کو رزاق نہین کہہ سکتے اور اگر بدون
فعل بندے کے اور بدون اُسکی مشقت کے خدا دے تو البتہ اُسکو رزاق کہہ سکتے ہین اُسکے
جواب مین بعضی عالمون نے فرمایا ہے کہ یہہ کلام اُسکے مذہب کے خلاف ہے اسلئے
کہ اشاعرہ اہلسنت اسکے قائل ہین کہ بندہ اپنے فعل کا فاعل مختار نہین ہے پس کیونکر
وہ روزی حلال سے پیدا کریگا اس صورت مین صریح قول اُسکا باطل ہے ساتوان
امر طینت کے بیان مین ہے اور مراد طینت سے مٹی ہے جس سے کہ بندے پیدا ہوئے

پس پوشیدہ نرہے کہ اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ طینت مین اختلاف ہے کہ بندی نیک بھی
پیدا ہوتے ہین اور بد بھی جیسا کہ کافی مین حضرت امام زین العابدین سے منقول ہے کہ جناب
اقدس الہی نے اپنے پیغمبرونکو علیین کی مٹی سے پیدا کیا کہ وہ بہشت کا درجہ منتہا
ہے پس اس سے انکے دل اور بدن پیدا کئے اور اسی مٹی سے مومنین کے بھی دلونکو
پیدا کیا لیکن بدن انکے اور مٹی کے ہین اور کافرونکو سجین کی مٹی سے پیدا کیا کہ وہ
جہنم کا درجہ اسفل ہے اس سے انکے دل اور بدن ہین پس دونو مٹی کو ملا دیا اس جہت
سے کہ مومن سے کافر اور کافر سے مومن پیدا ہوتا ہے اور یہی سبب ہے کہ مومن کبھی
مرتکب گناہ کا ہوتا ہے اور کافر کبھی نیک کام کرتا ہے اسلئے کہ کافر کی مٹی مومن
مین آئی اور مومن کی مٹی کافر مین گئی اور کتاب علل الشرائع مین شیخ صدوق علیہ الرحمہ
نے باسناد خود ابی اسحاق ابراہیم لیثی سے زبانی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
کی ایک حدیث طولانی روایت کی ہے کہ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ابو اسحاق نے عرض کی
کہ مین آپکے شیعونمین سے ان لوگونکو دیکھتا ہون کہ شراب پیتے ہین اور زنا
کرتے ہین اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہین اسکا کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا
کہ تیرے دل مین سوا اسکے اور بھی کوئی خلجان ہے اس نے عرض کی البتہ اس سے زیادہ
یہ ہے کہ مین آپ کے دشمنون کو مصروف طاعت مین پاتا ہون اور گناہون
سے بری دیکھتا ہون پس امیدوار ہون کہ اسکی وجہ بدلیل واضح فرمائیے اس لئے
کہ میرا دل مدت سے تشویش مین رہتا ہے اور اب میرے بخت خفتہ بیدار ہوئے
حضرت نے ہنسکے فرمایا کہ تو مجھ سے بیان شافی لے اور علم مخفی کو کہ خزینہ علم الہی ہے
مجھ سے اخذ کر لیکن کہہ تو کہ ہمارا اعتقاد اہل حق سے اور اہل باطل سے کس طرح پاتا ہے
اوس نے عرض کی یا ابن رسول اللہ کہ مین حال آپ کے دوستون اور شیعونکا دیکھتا ہون
باوجود فسق و فجور کے کہ اگر انکو کوئی شخص تمام ربع مسکون کی دولت دے اور کہے کہ

آپ کی دوستی سے ہاتھ اٹھالین تو وہ ہرگز قبول نہ کرینگے اگرچہ انکے سرونپر تلوارین لگائی
یا مارڈالے اور آپکے دشمنونکا یہ حال سمجھتا ہون کہ اگر انکو کوئی تمام دنیا کی دولت سے مشرق
سے تا مغرب اور کہے کہ آپ کی دوستی قبول کرین اور ان ظالمونکی دوستی ترک کردین جنھون نے آپ
پر ظلم کیا اور آپکے حق کو چھین لیا ہی تو وہ راضی ہونگے اور انکی محبت چھوڑینگے اگرچہ کوئی
انکی ناک کاٹ لے یا انکو مارڈالے بلکہ مینے اکثر یہ حال انکا دیکھا ہی کہ اگر کوئی شخص انکے آگے آپکے
فضائل اور کمال کا ذکر کرے تو وہ چین بجبین ہوتے ہین اور انکے بشرہ پر آثار کراہت ظاہر
ہوتے ہین پس حضرت نے ہنسکے فرمایا کہ وہ اسی سبب سے ہلاکت مین پڑے ہین اور جہنم مین
جائینگے اور انکو چشمۂ گرم سے پانی دیا جائیگا جیسا کہ جناب قدس الٰہی فرماتا ہے وقدمنا
الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا یعنے ہم روز قیامت مین انکے اعمال
کیطرف متوجہ ہوکے ریزہ ریزہ کرکے پراگندہ کردینگے پھر حضرت نے فرمایا ای ابراہیم
خداوند عالم عالم اور دانا ہی اور اسکے لئے قدم ہی اور اسنے اپنی قدرت کاملہ سے سب
چیزونکو پیدا کیا اور کسی شے سے نہین پیدا کیا اور جو شخص کہ گمان کرے کہ خدا نے شے قدیم
سے اشیا کو پیدا کیا ہے جیسا کہ حکماء کہتے ہین کہ خدا نے مادہ قدیم سے اشیا کو پیدا کیا
پس وہ کافر ہے اسلئے کہ اگر خداوند عالم مادہ قدیم سے اشیاء کو پیدا کرتا تو مادہ ہر چیز کا
خدا کے وصف قدیم ہونے مین شریک ہوتا حالانکہ اسکا شریک صفت قدیم ہونے مین کوئی
نہین بلکہ اسنے تمام اشیاء کو بغیر مادہ اور سبب کے پیدا کیا ہے از انجملہ ایک زمین پاکیزہ
پیدا کی اور بعد اسکے اسمین سے آب شیرین کو پیدا کیا اور اسکو ہم اہلبیت کے ولایت
اور دوستی کا حکم دیا پس جسوقت کہ اسنے ہماری دوستی قبول کی تو اسکو سات روز
تک زمین پر جاری رکھا یہانتک کہ وہ پانی تمام زمین پر پہنچا بعد اسکے پھر اسکو زمین
مین جذب کردیا پس اس گل کی خاص الخاص کو ائمہ علیہم السلام کی طینت قرار دی
اور اسکی ثقل سے ہمارے شیعون کو پیدا کیا اور اگر یہ انتخاب نہوتا تو ہماری اور

تمھاری طینت ایک ہوتی ابراہیمؑ نے عرض کی پھر ہماری طینت کو کیا کیا حضرت نے
فرمایا کہ حقتعالی نے بعد اسکے ایک ور زمین پیدا کی کہ شورزار اور بدبو اور خبیث تھی
اُسمین سے ایک آب شور نکلا اور اُسکو بھی ہماری ولایت و دوستی کا حکم فرمایا اُسنے
قبول نکیا پس اُس پانی کو بھی سات روز تک اُس زمین پر جاری رکھا یہانتک
کہ وہ تمام زمین پر پھیل کے اُسمین جذب ہوگیا پس اُس گل سے اُن لوگون کو پیدا
کیا جو کہ سرکش و ربغی ہین اور اُنکی طینت کو تمھاری طینت کے ثقل مین ملا دیا اور
اگر نملا تا وہ گواہی شہادتین کی ندیتے اور نماز اور روزہ اور حج نہ بجا لاتے
اور امانت ادا نہ کرتے اور تمھاری صورت کے مشابہ نہوتے لیکن مومن کے لئے
کچھ بُرائی نہین کہ اپنے دشمن کی صورت کو مثل اپنی صورت کے دیکھے پھر ابراہیمؑ
نے عرض کی یا ابن رسول اللہ اُن دونو طینتون کو کیا کیا حضرت نے فرمایا کہ اُن دونو
طینتون کو پہلے پانی مین اور دوسرے پانی مین مخلوط کرکے ایک کو دوسرے مین
خوب ملا دیا بعد اسکے اُسمین سے ایک مشت قدرت الہی سے مٹی جدا کرکے فرمایا
کہ یہہ جنت مین جائیگی اور مین کچھ پروا نہین رکھتا بعد اسکے دوسری مٹی علیحدہ کرکے
فرمایا کہ یہہ جہنم مین جائیگی اور کچھ پروا نہین پھر دونو کو ملا دیا پس مومن کی کچھ مٹی
کافر کی مٹی مین گئی اور کافر کی مٹی مومن کی مٹی مین آئی پس اے ابراہیمؑ جو کہ
تو ہمارے شیعون کو مرتکب گناہ کبیرہ دیکھتا ہے مثل زنا اور لواطت اور ترک
نماز اور روزہ کے یہہ سبب ہماری دشمنونکی آب و گل کی شرکت کا ہے اور جو کہ
سُنیون مین نیکیان پاتا ہے وہ مومن کی آب و گل کا اثر ہے اور جسوقت کہ درگاہ
جناب اقدس الٰہی مین ہر ایک کے اعمال عرض ہونگے خداوند عالم فرمائیگا کہ مومن کے
اعمال بد کو سُنیونکی طینت مین ملحق کرو اور سُنیون کے اعمال نیک کو مومن کی
طینت کے ساتھ کردو کہ اُنھون نے اُنہین کی طینت سے حاصل کئے تھے اور اسی

طرح کی اور بھی روایتین باب طینت مین وارد ہین لیکن جناب علامی فہامی جناب
سید علماء دام ظلہ حدیقہ سلطانی مین فرماتے ہین چاہیئے کہ عوام اس مسئلہ مین خوض
نکرین ایسا نہو کہ مخالفین کے شبہون سے دھوکا کھا جائین بلکہ اسی جہت سے اکثر
احادیثون مین بھی منع وارد ہے لیکن چونکہ جواب اسکا واجب کفائی ہے لہذا واسطے دفع
شبہات مخالفین اور توہم عوام اسکے جواب کا فی الجملہ بیان ضرور ہوا پس پوشیدہ نرہے
کہ خداوند عالم قرآن مجید مین فرماتا ہے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ
یعنے بتحقیق کہ نفس شوم حکم کرتا ہے بدی کا لیکن جسوقت کہ حقتعالی اپنا رحم شامل حال
اسکے فرمائے تو بدی سے اسکی بچ جاتا پس ہی نوع انسان کے خمیر مین طینت سبب
تام نہین ہے کہ اسکے جہت سے بندہ مجبور ہو کہ اگر طینت اچھی ہو وہ بھی بے اختیاری سے
اچھا ہو اور اگر طینت بری ہے وہ بھی مجبوری سے برا ہو وگرنہ مطیع اور فرمانبردار
بندون کے لئے ثواب اور نافرمان بندون کے لئے عذاب ہوتا والا ظلم لازم آتا
اور خداتعالی ظلم اور جور سے مبرا ہے جیسا کہ حدیث قدسی مین خود فرماتا ہے ــــ
اَنَا اللّٰہُ عَدْلٌ لَا اَجُوْرُ وَ مُنْصِفٌ لَا اَظْلِمُ یعنے مین اللہ ہون صاحب
عدل کسی پر ظلم نہین کرتا پس کیونکر واسطے مجبور کے عذاب کریگا کہ یہ ظلم صریح ہی بلکہ
جناب باری بکمال عدل اور انصاف بدی کے ارادہ کا مواخذہ نہین کرتا ۔
جبتک اسکو اپنے اختیار سے نکرلے جیسا کہ کافی مین ابی بصیر روایت کی ہے کہ
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین جسوقت کہ مومن کسی نیک
کام کا قصد کرتا ہے اور اسکو عمل مین نہین لاتا پس اسکے لئے ایک حسنہ لکھا جاتا
ہے اور اگر اسکو عمل مین لایا تو اسکے لئے دس حسنہ لکھے جاتے ہین اور جسوقت کہ
کسی گناہ کا قصد کرتا ہے اور اسکو نہ کیا ہو تو اسکے لئے کچھ نہین لکھا جاتا ہی اور اگر
اسکو عمل مین لایا تو جزا اسکی برابر اسی گناہ کے دیتا ہے جیسا کہ حقتعالی خود فرماتا ہے

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا اور اسی طرح فضل بن عثمان سے مروی ہی جسوقت کہ بندہ عمل خیر کا ارادہ کرتا ہے پس اگر اُسکو نکیا ہو تو اُسکے لئے ایک حسنہ لکھا جاتا ہے اور اگر اُسکو بجالائے تو اُسکے لئے دس حسنہ لکھے جاتے ہین اور جسوقت کہ کسی بدی کا ارادہ کرتا ہے پس اگر اُسکو نکیا ہو تو اُسکے نامۂ عمل مین کچھ نہین لکھا جاتا ہے اور اگر اُسکا مرتکب ہوا ہو تو اُسکو سات ساعت تک مہلت دیتا ہے اور کاتب حسنات کاتب سیئات سے کہتا ہی کہ جلدی نہ کر شاید کہ اس شخص سے کوئی نیک عمل واقع ہو کہ وہ باعث اُسکے گناہ کے محو کا ہو جیسا کہ حقتعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ یعنے نیکیان دور کرتی ہین گناہون کو پھر کاتب حسنات کاتب سیئات سے کہتا ہے کہ تھوڑی دیر اور ٹھر جا شاید کہ یہ اپنے لئی طلب آمرزش کرے اور حقتعالیٰ اُسکو بخشدے پس اگر اُسکو کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ تو وہ گناہ نہین لکھا جاتا ہے اور اگر سات ساعت گذر جائین اور اُس سے کوئی عمل خیر نہوا اور استغفار بھی نکیا ہو تو صاحب حسنات صاحب سیئات سے کہتا ہے کہ لکھہ اس شقی محروم کے لئے پس خداوند عادل جب گناہ کے ارادہ کا مواخذہ نہین کرتا کیونکر اپنے بندون پر جبر اور ظلم کریگا لیکن اگر بنا بر آزمائش کے بنی آدم کے خمیر مین بُری طینت یا تشخص شخص مین اور اُسکی ذات مین داخل ہوئی ہو تو وہ باعث جبر کے نہوگی اسلئے کہ جناب اقدس الٰہی نے اپنے بندونکو قدرت اور اختیار اور عقل اور فہم کرامت فرمایا کہ نیک و بد مین تمیز کرین اور اپنی خواہش نفسانی سے باز رہین جیسا کہ خود فرماتا ہے فَاِذَا اَطَاعَ اللّٰهَ بِكَسْبِ

شہواتہ استحق ارفع درجات المطیعین یعنے جو وقت کہ بندہ
خدا کی طاعت کرے اور اپنی خواہش نفسانی کو موقوف رکھے تو وہ اون
درجون کا مستحق ہوتا ہی جو کہ واسطے مطیع و فرمانبردار بندون کے مقرر ہین اور اسی
سبب سے نفس سے مجاہدہ کو جہاد اکبر کہتے ہین اور یہی سبب ہے اسکا کہ مطیع بندے
فرشتون پر ترجیح رکھتے ہین اسلئے کہ ملائکہ کو خواہش نفسانی نہین بخلاف انسان کے کہ
انکی خلقت مین خواہش نفسانی موجود ہی پس جسوقت کہ اپنی خواہش نفس پر عمل نکرے
البتہ اسکا مرتبہ فرشتون سے زیادہ ہوگا پس سب اسکے حق مین اصلح اور بہتر ہوگا
ظلم اور قبیح نہوگا اور علل الشرایع کی روایت کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
سے گذری اس سے حقیقت اس قول مشہور کی کہ اہل خلاف کے اعمال نیک کا اجر
مومنونکو ملیگا معلوم ہوئی اسطور سے کہ عدالت سے کچھ منافات باقی نرہے —
حقتعالی البتہ ظلم سے بری ہی جیسا کہ فرماتا ہے وان اللہ لیس بظلام للعبید
بتحقیق کہ اللہ نہین ظلم کرنیوالا ہی واسطے بندون کے غرضکہ جب عدل حق سبحانہ تعالے
کا بدلائل یقینیہ ثابت ہوا پس جو کہ آیات اور روایات مین ہے کہ خلاف اسکے ہووے اسکی
تاویل کرنا لازم ہے نہ یہ کہ اسکو مبطل ثبوت عدل قرار دین

فصل تیسری

نبوت مین ہے اور اسمین کئی مطلب ہین مطلب پہلا بعثت انبیا مین ہے پس مخفی نرہے
کہ خداوند عالم پر پیغمبرونکا بھیجنا واجب ہے واسطے ہدایت خلق کے لیکن اشاعرہ
اہل سنت اسکا انکار کرتے ہین جیسا کہ عبد العزیز دہلوی کہتا ہے کہ خدائی عز و جل پر
کسی چیز کا واجب ہونا اسکے شایان نہین ہے ہان اگر اپنے فضل و کرم سے پیغمبرون کو
بھیجے عین عنایت ہے والا جائے شکایت نہین اور یہی مذہب تمام اہل سنت کا
ہے پس معلوم ہو کہ یہہ قول انکا بیجا ہے اور اسکے جواب مین جناب سید العلما
دام ظلہ حدیقہ سلطانی مین فرماتے ہین کہ کیونکر حکیم علی الاطلاق سے ہو سکتا کہ اپنے

بندونکو کہ اشرف مخلوقات ہین پیدا کرکے اُن سی غافل ہوجاتا اور اُنکی صلاح حال کی تدبیر
نہ کرتا اور اُنکا عمدہ اصلاح حال اُسکی رضامندی اور خوشنودی پر موقوف ہے اور جو کہ
اُنکے لئے قوانین شریعت اور تکالیف دنیا اور آخرت مین نافع ہین حاصل ہونیکے مگر انبیا کی آنے
سے اور اُنکی خبر دینے سے پس بنظر حکمت کے انبیا کا بھیجنا واجب ثابت ہوا جیسا کہ محمد بن
یعقوب کلینی نے منصور بن خازم سے روایت کی ہے کہ مینے حضرت امام جعفر صادقؑ
علیہ السلام کی خدمتمین عرض کی جس شخص نے کہ خدا کو پہچانا اور اُسکی معرفت کو حاصل کیا تو البتہ
خدا کی خوشنودی اور غضب کو بھی جاننے گا لیکن اُسکی خوشی اور ناراضی کا پہچاننا نہیں
ہوسکتا مگر یہ کہ اُسپر وحی آتی ہو اور یہہ مخصوص انبیا کے لئے ہے اور جو شخص کہ نبی نہو تو اُسکو
نبی کی جستجو کرنا واجب ہی اور جسوقت کہ اُنکی ملاقات سے مشرف ہو تو اُنکی طاعت اُسپر واجب
ہوگی کہ حجت خدا ہین اور حدیث طولانی ہے قدر حاجت پر اکتفا ہوئی اور اُسکی آخر
مین حضرت نے از راہ تحسین فرمایا رحمک اللہ اور اسی طرح جناب غفران مآب علیہ الرحمہ
بھی فرماتے ہین کہ عقل سلیم حکم کرتی ہے کہ خداوند عالم موجود ہی اور حکیم و دانا ہی فعل قبیح سی
راضی نہین ہوسکتا پس اُسکی خوشنودی اور رضامندی البتہ ترک قبایح مین ہوگی لیکن
بدون پیغمبرونکے اسکا پہچاننا ستقا مونمین غیر ممکن پس خداوند عالم پر پیغمبرونکا بھیجنا واسطے
رہنمائی خلق کے واجب ہوگا والا غرض اُسکی حاصل نہوگی یا یہ کہ جناب باری نے بندون
کے فعل قبیح اور بدہی پہ راضی ہوجاوے اور یہہ حکیم مطلق کی بنظر حکمت کے ممتنع ہی پس اگر
اُسکے پاس ملائکہ آتے ہون اور وحی لاتے ہون تو وہ خود نبی ہوگا والا نبی کی تلاش کریگا
اور اسی طرح ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہی کہ ان حضرت
نے ایک زندیق سے فرمایا کہ اُسنے سوال کیا تھا کہ آپنے نبوت انبیا کی کہان سے ثابت کی
فرمایا جسوقت کہ ہمنے ثابت کیا کہ ہمارا ایک خالق ہی صاحب صنعت اور حکمت اور وہ
ایسا صاحب حکمت اور صانع ہی کہ روا نہین کہ اُسکی خلق اُسکو مشاہدہ کرے اور اُس سے

معاشرت کیلیے ور باہم کلام کرے اور ایک دوسرے پر اپنی حجت تمام کرے پس لامحالہ کوئی واسطہ
ہو کہ اُسکے قول کو بیان کرے اور اُسکے پیام کو اُسکے بندون تک پہنچادے اور اُنکی رہنمائی کرے
جسمین کہ اُنکے لئی منفعت اور مصلحت ہو والا موجب اُنکی ہلاکت کا ہوگا پس ثابت ہوا
کہ حکیم و دانا کیطرف سے رسول ضرور آئے کہ بندونکو امر و نہی سے اُسکے آگاہ اور مطلع کرے اور جناب
سید العلماء دام ظلہ حدیقۂ سلطانی مین فرماتے ہین کہ شیعون کے اعتقادات مین سے ایک یہ بھی ہے
کہ ابتدای خلقت آدم سے روز زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہین ہوئی اور نہوگی خواہ نبی ہو
خواہ امام جیسا کہ حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہین کہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہین
ہوتی خواہ حجت ظاہر اور مشہور ہو خواہ پوشیدہ اور مستور ہو یعنی ہر وقت مین حجت
خدا خلق پر تمام ہوتی ہے لیکن بعضے مدعیان عقل کہ اسمین ایک شبہ کرتے ہین کہ حجت خدا
بعضی سرزمین مین تمام نہوئی یعنی پیغمبر نہین پہنچے خصوص اُس جزیرہ مین کہ نام اُسکا
نئی دُنیا رکھا ہے اور وہ زیر حکومت نصاری ہے کہ وہان حجت خدا کہان ہے پس اس
کلام سے معلوم ہوا کہ اُنکو عقل سے کچھ بہرہ نہین ہے اس لئے کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ
زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہوگی چنانچہ یہ اب بھی موجود ہے لیکن تمام زمین پر حجت خدا کا
ہونا کچھ ضرور نہین ہے بلکہ اگر ایک مقام مین ہو تو مصداق حدیث حاصل ہوگا پس لازم
یہ ہے کہ خود اُسکی جستجو کرے اُسکی خدمت مین حاضر ہو اور اگر بالفرض قبل زمانہ ہمارے پیغمبر حضرت
محمد مصطفیٰ کے بھی وہ زمین آباد تھی تو کیون نہین اُنھون نے کسی پیغمبر کی تلاش کی اس لئے
کہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہین ہے پس جس وقت کہ پیغمبر کی جستجو نکی تو تقصیر اُنکی لازم
آئی لیکن جو شخص کہ غفلت محض رکھتا ہو معذور ہوگا اور انشاء اللہ المستعان حال حجت
مستور کا یعنی غیبت حضرت امام صاحب الزمان کا بحث امامت مین مفصلاً بیان ہوگا
مطلب دوسرا نبی کی شرطون مین ہے اور اُنمین سے پہلے عمدہ شرط عصمت ہے جیسا کہ
کشف الحق مین علامۂ حلی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ شیعونکا اعتقاد یہ ہے کہ انبیا معصوم

ہین اور گناہان کبیرہ اور صغیرہ سے پاک اور منزہ ہین قبل نبوت کے اور بعد نبوت کے
پس اُن سے کبھی کوئی گناہ صغیرہ اور کبیرہ عمداً اور سہواً صادر نہین ہوتا اور اہلسنت اپنے
خلفار کی عیب پوشی کے لئے پیغمبرون پر خطا بلکہ گناہ روا جانتے ہین اور یہ محض انکا افترا
ہی اسلئے کہ انبیا کے وجوب عصمت پر دلیلین بیشمار ہین لیکن مترجم نے بنا بر اختصار کے چند
دلیلون پر اکتفا کیا جو کہ تجرید مین محقق طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین ایک یہ کہ انبیا کے آنے
سے کچھ فائدہ نہوتا جبتک کہ صاحب عصمت نہوتے پس انبیا کا صاحب عصمت ہونا
واجب ہی اسلئے کہ اگر انبیاؑ سے خطا اور گناہ روا ہو تو کیا عجب تھا کہ کذب اور دروغ
بھی صادر ہو پس اس احتمال سے کوئی اُنکی قول کا اعتماد نہ کرتا اور اُنکی حکم کو نہ بجالاتا پس بھیجنا
انکا عبث ہوتا دوسرے یہ کہ اگر انبیاؑ سے گناہ صادر ہو تو وجوب ضدین لازم آتا
ہے ایک یہہ کہ اُس گناہ مین اُنکی متابعت کرنا واجب ہو اسلئے کہ پیغمبرونکی ہر امر مین متابعت
واجب ہی دوسرے یہ کہ اُس گناہ مین اُنکی مخالفت کرنی واجب ہو اسلئے کہ گناہ سے
اجتناب کرنا واجب ہے اور جناب اقدس آلہی اُنکی متابعت کے لئے فرماتا ہی قُلْ اِنْ
كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنے کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و
سلم کہ اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو تا تمکو خدا دوست رکھے
پھر متابعت سے عاصیونکی منع فرماتا ہی اور کہتا ہی وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا یعنے جو کہ ظلم اور گناہ کرین اُنکی طرف میل نہ کرو اور پھر فرماتا ہے وَيَنْهٰى عَنِ
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ یعنے خدا منع کرتا ہی فعل بد اور حرام سی اور وجوب ضدین محال
ہی پس انبیاؑ کی عصمت واجب ہی تا محال لازم نہ آئے تیسرے یہ کہ اگر انبیاؑ سے گناہ
ہوتا تو رعیت پر اُنکا منع کرنا اُس گناہ سی اور تعزیر دینا واجب ہوتا اسلئے کہ جناب
اقدس آلہی نے خلق پر نہی عن المنکر کو واجب کیا ہی یعنی جو شخص مطلع ہو کہ کوئی مومن
گناہ کرتا ہے تو اُسکو لازم ہی کہ گناہ کرنیوالے کو منع کرے اور اسمین کسی کی تخصیص نہین

فرمائی ہی اور حال یہہ ہے کہ پیغمبرون کو تعذیر اور ایذا دینا بالاتفاق حرام ہی اسمین کچھ
خلاف نہین جیسا کہ حقتعالی فرماتا ہی وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ
اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنی جو کہ خدا اور رسول کو ایذا دیتے ہین خدا اُن لوگون پر
لعنت کرتا ہی دنیا اور دین مین پس کیونکر انبیاء سے گناہ روا ہوگا کہ انکو ایذا دینا خدا کو ایذا
دینا ہے فقط **مطلب تیسرا** نبی کے اور بقیۂ اوصاف مین ہی ایک یہ کہ انبیا بلکہ
انکے اوصیا بھی کمال عاقل اور دانا ہوتے ہین چنانچہ کافی مین محمد بن یعقوب کلینی نے
حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہی کہ ان حضرت نے فرمایا کہ
حقتعالی نے اپنے بندون کو کوئی چیز عقل سے افضل عطا نہین فرمائی اور یہہ حضرت
نے فرمایا کہ حقتعالی نے اپنی کسی پیغمبر کو نہین بھیجا جبتک کہ عقل کامل کو نہین پہنچا
اور اسکی امت کی عقلون سے اسکی عقل کاملتر ہوتی ہی اور تجرید مین محقق طوسی
علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ پیغمبر مین عقل کامل ہونا بھی واجب ہی اور اسی طرح حق الیقین
مین اخوند مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین چاہیئے کہ پیغمبر اپنی امت سی بہتر اور افضل ہو اور
سب سے زیادہ علم رکھتا ہو اسلیئے کہ اگر اسکی امت مین اس سی اور کوئی افضل اور عالم تر
ہو تو لازم آتا ہی کہ خدا یتعالی نے کم رتبہ اور ناقص جاہل کو افضل اور عالی رتبہ کامل پر
ترجیح دی ہو اور یہ امر قبیح ہے اور حقتعالی فرماتا ہے اَفَمَنْ یَّھْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ اَحَقُّ
اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَھِدِّیْٓ اِلَّآ اَنْ یُّھْدٰی فَمَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ آیا
وہ شخص کہ رہنمائی کرے حق کیطرف لائق تر ہے اس بات کے کہ لوگ اسکی متابعت
کرین یا وہ شخص کہ جو راہ نہین پاتا مگر اوسوقت کہ اور کوئی اسکو راہ بتلاوے
لائق متابعت کے ہی کیا ہی تمھین کہ فرق نہین سمجھتی اور اسکے خلاف حکم کرتے ہو کوئی
عاقل اسکو پسند نہ کریگا اور چاہیئے کہ پیغمبر جمیع علوم کا عالم اور جمیع صفات کاملہ
سے موصوف ہو مثل اسکی کہ کمال عاقل اور دانا ہو اور شجاع اور سخی اور رحیم ہو اور

صاحب حیا اور صاحب مروت اور حلیم ہو اور ہر ایک سی بخلق پیش آئے اور علما
اور صلحاء اہل دین کی عزت اور توقیر کرے اور اہل دنیا سے نفرت اور بیزاری رکھے
اور کینہ اور حسد اور بخل اور حرص اور محبت دنیا اور حب مال و جاہ اور کج خلقی اور
نامردی سی پاک اور منزہ ہو اور اُن امراض سی بھی بری ہو جو کہ موجب نفرت خلق
کے ہون مثل برص اور جذام اور اندھے اور بہرے اور گونگے ہونے کے اور چاہیے
کہ عالی نسب بھی ہو یعنے اُنکے آبا اور اجداد قوم رذیل سی نہون بلکہ پیشہ رذیل بھی
نکرتے ہون مثل جولاہی اور حجامی کے اور چاہیے کہ اُن سی ایسا کام بھی صادر نہوتا
ہو کہ منافی مروت اور عدالت کے ہو مثل راہ اور بازارون مین کھاتے ہوئے چلے جانے
کے چنانچہ بعضے علماء نے ان چیزون کا ذکر کیا ہے لیکن اِن مین سے بعض مین کچھ کلام ہے
اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے اجداد مین جو جو کہ پیغمبر ہوئے ہین اُنکے
بھی سب آبا اور اجداد مسلمان تھے چنانچہ بعد اسکے بیان اُنکا ہو گا لیکن باقی
اور پیغمبرون کے آبا اور اجداد مین اگرچہ بعضے علماء کے کلام سے ظاہر ہوتا ہی چاہیے کہ
اُنکے بھی آبا اور اجداد مسلمان ہون لیکن یہہ ہمارے نزدیک ثابت نہین ہوا اس پر
کوئی دلیل عقلی و نقلی قائم نہوئی بلکہ بعضے اخبار سی جو کہ حضرت خضر علیہ السلام کی
باب مین ظاہر ہوا برخلاف اسکے دلالت رکھتا ہی پس اسمین توقف اولی ہی پس یہان تک
آخوند صاحب کا کلام تمام ہوا حقتعالی اُنکے درجون کو بلند کرے اور معلوم ہو کہ
ہمارے پیغمبر کے آبا اور اجداد سب کے سب مسلمان اور صاحب ایمان تھے اور اس پر
علماء امامیہ کا اجماع ہی اور کسینے کچھ کلام نہین کیا اور جو کہ حقتعالی نے حضرت
ابراہیم کے باب مین فرمایا ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ الآیہ
یعنی جسوقت کہ ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے کہا کہ تم نے اپنا معبود بتون کو
بنایا ہے بتحقیق کہ مین دیکھتا ہون تمہین اور تمہاری قوم کو گمراہ پس علما اسکی اسطرح

تاویل کرتے ہین کہ حقیقت مین آذر باپ حضرت ابراہیم کا نتھا بلکہ چچا تھا اور انکے
والد ماجد تارخ تھے لیکن چونکہ رسم عرب مین چچا کو باپ کہتے ہین اس سبب سے حضرت ابراہیم
بھی آذر باپ کو کہتے تھے بلکہ علماء اہل سنت بھی اسکے قائل ہین چنانچہ فخر رازی نے اس آیہ
کی توجیہ کئی طرح سے ذکر کی ہی ازانجملہ ایک یہ ہی کہ کلام عرب مین اطلاق باپ کے لفظ کا چچا پر
کرتے ہین اور بعضے سنیون کے مفسرین نے لکھا ہی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا نور
مسلمانون مین منتقل ہوتا رہا یہانتک کہ وہ حضرت پیدا ہوے پس اس صورت مین حضرت کے جمیع آبا و
اجداد مسلمان تھے یس چاہی ہی کہ حضرت ابراہیم کے بھی باپ مسلمان ہونگے اس لئے کہ وہ بھی حضرت
رسول خدا کے اجداد سے ہین اور پھر اہل سنت جناب رسالت مآب سے روایت کرتے ہین کہ آن
جناب نے فرمایا کہ جناب قدس الہی ہمیشہ میری نور کو صلبہاے پاکیزہ سے پاک عورتون کے رحمون مین
نقل کرتا رہا یہانتک کہ مجھ کو تمھاری اس جہان مین لایا لیکن مگر پیغمبرون کے آبا و اجداد کے مسلمان
ہونیمین کلام ہے ہر چند کہ مجمع البیان مین مولانا ابو علی طبرسی نے تفسیر آیہ کریمہ مین کہا ہی
یَا اَبَتِ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطَانِ
وَلِیًّا یعنی ابراہیم نے کہا اے پدر بدرستیکہ ڈرتا ہون مین کہ پہنچے تجھے عذاب جانب رحمان سے پس ہو تو
واسطے شیطان کے دوست پس یہان مراد باپ سے آذر ہی کہ حضرت ابراہیم کا نانا یا چچا تھا
[illegible] پدر ماجد انکے تارخ تھے اسلئے کہ اسپر علماے امامیہ کا اجماع ہی کہ سب پیغمبرونکے آبا و اجداد
مسلمان تھے اور عماد الاسلام مین جناب مولانا مقتدانا غفران مآب علیہ الرحمہ نے اسلئے کہ کئی
روایتون سے پایا جاتا ہی کہ بعض پیغمبر کے باپ کافر تھے کلام مولانا طبرسی مین اشکال فرمائی
ہی اور کہا ہی کہ اسی جہت سے مولانا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے توقف فرمایا ہی لیکن بر تقدیر ثبوت
اجماع کے جیسا کہ کلام طبرسی علیہ الرحمہ سے مستفاد ہوتا ہی ضرور ہی کہ روایت مذکورہ کو
مثل آیت گذشتہ کی تاویل کرین یا اسکو طرح[1] کرین اینکہ اجماع مین تامل کو راہ دیوین اور
تجرید مین محقق طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین واجب ہے کہ انبیا سہو و نسیان سے بھی مبرا ہون پس حج

[1] طرح کردن حدیث در اصطلاح فقہا بہ معنے عمل نہ کردن بران حدیث است ۱۲

روایت کہ انکے خلاف ہی تقیہ پر محمول ہی اسلئے کہ اسپر علماء امامیہ کا اجماع ہی کہ انبیا گناہ اور خطا سے
عمداً او سہواً پاک اور مبرا ہین خواہ گناہ کبیرہ ہو خواہ صغیرہ خواہ قبل نبوت کے ہو خواہ بعد نبوت
کے بلکہ ایسے امراض بھی انکو لاحق نہین ہوتے کہ موجب لوگون کی نفرت کے ہون لیکن حضرت ایوب کے
قصہ مین کیا وجہ ہی کہ علی بن ابراہیم قمی وغیرہ نے اسکے خلاف حضرت صادق سے روایت کی ہی اور
خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جناب اقدس الٰہی نے جو کہ حضرت ایوب کو دنیا کی نعمتین عطا کی تھین اور
انھون نے اسکا شکر کیا اور یہ حال دیکھکر شیطان کو حسد آیا اور درگاہ الٰہی مین اسنے عرض کی کہ ایوب
تیرا شکر اس راہ سے کرتے ہین کیونکہ تونے انکو نعمای دنیا عنایت کی اور اگر انکو محروم فرمائی تو وہ تیرا
شکر نہ کرین اور اگر مجھکو انکے مال دنیا پر مسلط کرے تو دیکھون کہ وہ کیونکر تیرا شکر کرتے ہین پس
جسوقت کہ اسنے اپنا قابو پایا تو انکے مال اور اولاد کو ہلاک کیا اور انکی زراعتون کو جلا دیا اور
بعد اسکے پھر عرض کی خداوندا مجکو انکے بدن پر بھی مسلط کرے سوائے عقل اور چشم کے
اور وہ انکے بدن مین دم مارا کہ انکا تمام بدن ایک مضغہ گوشت ہو گیا اور اسی حال مین
انکا ایک زمانہ گذر گیا اور وہ شکر خدا سے غافل نہوئے بلکہ زیادہ شکر کیا یہانتک کہ انکے
جسم شریف مین کیڑے پڑ گئے اور جو کیڑا کہ انکے بدن مین سے باہر نکلتا تھا اسکو اسی جگہ مین
رکھ دیتے تھے یہانتک کہ انکے بدن سے بدبو پیدا ہوئی اور اس بستی کے لوگونکے دماغ منتشر
ہوئے آخر انکو وہان سے نکالکے باہر بستی کے ایک مزبلہ پر ڈالدیا اور دختر یوسف بن یعقوب کہ
نام اسکا رحمت تھا لوگون سے کچھ مانگکے انکو دے آتی تھین اور جسوقت کہ اس حال سے بھی
ایک زمانہ گذرا اور ابلیس نے انکے صبر کو مشاہدہ کیا تو انکے اصحاب کے پاس آیا کہ وہ کوہستان
پر عبادت خدا مین مشغول رہتے تھے کہنے لگا کہ تم میری ساتھ آؤ کہ ایک بندہ مصیبت زدہ سے
مصیبت کی وجہ پوچھو اور وہ استرون پر سوار ہو کر چلے اور جسوقت کہ انکے قریب پہنچے تو انکی
بدبو سے استر بھاگے اور وہ پیادہ ہو کے آئے اور کہنے لگے کہ یہ اس گناہ کا عوض ہے جو کہ تم نے ہم سے
پوشیدہ کیا تھا حضرت ایوب نے فرمایا کہ خدائے عزوجل جانتا ہی کہ مین اسکی رضا جوئی کا

مین رہتا ہون اور جو کہ عبادت نہایت دشوار ہوتی ہی اُسکو اختیار کرتا ہون اور آگ مین سے
ایک جوان بولا کہ تمنے اور پیغمبرون پر طعن کی کہ میری عبادت کی برابر کسی کی عبادت
نہین ہے حضرت ایوبؑ نے کہا خدا عالم الغیب ہی جسوقت کہ وہ عدل اور انصاف کریگا
مین اپنی حجت کو ظاہر کرونگا اُسوقت جناب اقدس آلہی نے ایک لکۂ ابر کو بھیجا اور اُس
مین سے آواز آئی کہ مین حاضر اور ناظر ہون جو کہ اپنی حجت ہو بیان کر حضرت ایوبؑ نے
جو کہ عبادت اور طاعت راہِ خدا مین کی تھی عرض کی انکے جواب مین حقتعالی نے فرمایا
کہ تجھکو طاقت اور توفیق کسنے دی حضرت ایوبؑ اپنی کہنے پر نادم ہوئے اور منہ پر خاک ڈالی
اور استغفار کیا پس حقتعالے نے اپنے لطف اور کرم سے اُنکو پھر صحت دی اور مال اور اولاد بھی
عنایت کی اور یہہ روایت ہی کہ جس سے مخالفت شرائط مذکورہ نبوت سے نکلتی ہی لیکن مقابل
مین اِس روایت کے اور روایت وارد ہی کہ خصال مین مروی ہی کہ حضرت ایوبؑ سات
برس تک بلا مین مبتلا رہی باوجود اسکے کہ انبیا بیگناہ ہین اور اُن سے کوئی گناہ صادر
نہین ہوتا خواہ صغیرہ ہو خواہ کبیرہ اور جناب اقدس آلہی اپنی پیغمبرون اور دوستون کو
اُس بلا مین گرفتار نہین کرتا جو کہ اُنکی صورت بدلجائی اور اُنکے بدن سی خون اور ریم جاری
ہووی اور کرم پیدا ہو اور بدبو آئے اور بسبب اِس کثافت کے لوگون کو وحشت ہو اور
اُن سی کنارہ کشی کرین مگر البتہ فقیر اور حاجتمند کرتا ہی کہ مبادا اُنکے معجزات اور خوارق عادات
سے کوئی اُنکو خدا نجانے جیسا کہ جناب رسالتمآب فرماتے ہین کہ خدائی عزوجل اپنی پیغمبرونکو اس لیے
بلائی عظیم مین مبتلا کرتا ہی کہ کوئی اُنکو خدا نہ کہی اور فقیر کو حقیر نہ سمجھے اور جانے کہ خدا مرض اور
شفا کا دینے والا ہے اور کبھی مرض واسطے عزت کے دیتا ہی اور کبھی واسطے شقاوت کے پس جسکی لئے
جو کچھ کہ مناسب جانتا ہی کرتا ہے کہ حکیم عادل ہی اور یہ حدیث دلیل عقلی کی مؤید ہی اور پہلی
روایت از راہ تقیہ کے اہل خلاف کی روایات کے موافق ہی مطلب جو تھا نبی کے پہچاننے مین
ہی پوشیدہ نہ ہے کہ نبی کا پہچاننا معجزات سے حاصل ہوتا ہی کہ قرین اپنے دعوی کے اُنکے

ہاتھ سے ایسی چیزین ظاہر ہوں جو کہ بشر کی طاقت اور قوت سے باہر ہوں مثلاً مردونکو زندہ کرنا یا عصا
کو اژدہا بنا دینا یا شق القمر کرنا اور جناب قدس آلہی نے اپنے انبیا کو اسلئے ان چیزونکی قدرت اور طاقت
عنایت کی کہ لوگونپر انکا صدق ظاہر ہو کہ خدا کی طرف سے خلق کی ہدایت کو آئے ہین پس اس طرحکی
دلیل نبی اور اماموں کے لئے کافی ہے اسلئے کہ اگر دعوی انکا صادق نہوتا تو جناب قدس آلہی
ایسے امور کو کہ بدون اسکی اعانت کی نہو سکین ظاہر نہ کرتا کہ یہ قبیح ہے اور قبیح اسکی ذات مقدس پر روا
نہین پس کیونکر ایسے امور کو کاذب کے ہاتھ پر جاری کرتا کہ باعث لوگونکی گمراہی کا ہوتا اور اگر بالفرض
مدعی کاذب حیلہ جو ہو اور از راہ مکر اور فریب کے ایسا شعبدہ کرے کہ کسی اور سے نہو سکے اور لوگونپر اسکا راز ظاہر
نہو تو پروردگار عالم پر لازم ہے کہ اسکے دعوی کی تکذیب اس طرح سے کرے کہ یا تو بھید اسکا اور اس
شعبدہ باز کا لوگون پر ظاہر کر دے کہ مکر اور فریب اسکا پیش رفت نہو اور یا تعارض ایسا پیدا کر دے
کہ جس سے دعوی اس شخص کا باطل ہو جاوے ورنہ انبیا کا آنا عبث ہو جائے پس یہی وجہ ہے کہ آج
تک انبیا کی معجزونکے آگے ساحرون کے سحر اور شعبدے نہ چلنے پائے اور وہ عاجز آگئے چنانچہ جسوقت کہ حضرت
موسی علی نبینا و آلہ و علیہ السلام نے بحکم خدا اپنی عصا کو اژدہا بنایا اور ید بیضا ظاہر کیا ہرچند
کہ فرعون اور اسکے لوگونے کوشش کرکے جادوگر بہت جمع کئے لیکن حضرت موسی کے آگے انکے سحر
باطل ہو گئے جیسا کہ اس مقام مین حق تعالی فرماتا ہے قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هٰذَا
لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ قَالُوا أَرْجِهْ
وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ وَجَاءَ
السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ قَالَ نَعَمْ
وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ یعنی فرعون نے اپنی قوم سے کہا کہ موسی بڑا جادوگر ہے چاہتا ہے
کہ تمکو تمھارے ملک سے نکالدے پس تمہاری کیا صلاح ہے لوگونے کہا کہ مقدمہ موسی اور برادر موسی کے
مین تامل کرو اور لوگونکو بھیجکر جادوگرونکو بلاؤ جو کہ اپنے فن مین یکتا ہین پس جسوقت کہ جادوگر
آئے اور انھون نے کہا کہ اگر ہم موسی پر غالب آئین تو ہمکو کچھ انعام ملیگا فرعون نے کہا البتہ اور تم

میری سقر لوہین سے ہو گئے قَالُوْا یٰمُوْسٰی اِمَّا اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّا اَنْ نَّکُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ
قَالَ اَلْقُوْا یعنے جادوگرون نے موسیٰ سے کہا کہ یا تو تم اپنی عصا کو پہینکو یا ہم اپنی عصاؤن کو
پہینکین موسیٰ نے کہا کہ تم اپنی عصاؤنکو پہینکو فَلَمَّا اَلْقَوْا سَحَرُوْا اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْھَبُوْ
ھُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ یعنی جسوقت کہ جادوگرون نے اپنے عصاؤن کو پہینکا اور لوگون کی
نظرونمین جادو کردیا اور وہ دہوکے مین آگئی اور انکے دلونمین خوف پیدا کیا اور بڑا سحر ظاہر کیا اور
منقول ہی کہ جادوگرون نے رسیان گندہ اور لکڑیان دراز پہینکین گویا کہ وہ سب بڑی بڑی اژدہا تہی
کہ ان سے تمام صحرا بہر گیا اور ایک دوسرے پر سوار ہوا وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ
فَاِذَا ھِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ اور جناب قدس الٰہی فرماتا ہے کہ وحی کی ہم نے طرف موسیٰ
کی کہ اپنی عصا کو پہینک جبکہ موسیٰ نے اپنا عصا پہینکا یکبصورت مار کی جلوہ گر ہوا اور جادوگرونکے
سب اژدہونکو کہا گیا اور منقول ہی کہ بعد اسکے حضرت موسیٰ کے اژدہی نے کفار پر حملہ کیا اور وہ
بہاگ گئی اور ایک دوسرے پر گرتا تہا اور بہت ہلاک ہوگئی فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوْا
یَعْمَلُوْنَ پس حق ظاہر ہوا اور ساحرون کا سحر اور انکا معارضہ باطل ہوا فَغُلِبُوْا ھُنَالِکَ
وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ اور فرعون کے لوگ مغلوب ہوئی اور ذلیل و خوار ہو بہاگے وَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ
سَاجِدِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ اور جادوگر واسطے
سجدے کے گر پڑی گویا کہ انکو کسی نے بے اختیار سجدے مین ڈال دیا اور کہنے لگے کہ ہم ایمان لائی ہین اس
خدا کا کہ پروردگار عالم کا ہے وہ پروردگار موسیٰ اور ہارون کا ہی اور مروی ہے کہ
انہین ساحرون نے کہا کہ اگر یہ فعل موسیٰ کا سحر ہوتا تو ہمارے عصا اور رسیان گم نہوتین اور قطب
راوندی فرماتے ہین کہ شعبدے بازون کے شعبدے خلاف واقع کے ہوتے ہین اور وہ اسکی کنہ کو چھپاتے
ہین چنانچہ جسوقت کہ حضرت موسیٰ کے زمانے مین سامری نے گوسالہ کو بنایا اور اسکے جسم مین
سوراخ رکھے کہ بسبب ورود ہوا کے اسمین سے آواز آتی لیکن قرآن مجید اور بعض روایات سے خلاف
انکے مستفاد ہوتا ہی کہ سامری نے گوسالہ مین خاک زیر قدم حضرت جبرئیل کی ڈالی تھی کہ بسبب

اوسکی تاثیر سے گوسالہ سے آواز آتی تھی اور وہ جو کئی طرح کی آوازین تھین احتمال ہی کہ کچھ بسبب سوراخون کے اور کچھ بسبب اُس خاک کے ہو اور بہر راوندی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ شعبدہ بازونکے شعبدون مین سے ایک یہ ہی کہ اپنے شعبدے سے کسی حیوان یا انسان کو ظاہر مین مار ڈالتے ہین اور حقیقت مین اُسکو نہین مارتے لیکن بسبب پھرتی اور چالاکی کے لوگون کو دھوکا دیتے ہین پس جو لوگ کہ ظاہر بین ہین گمان کرتے ہین کہ اس شخص نے بعد ذبح کے اُسکو زندہ کیا ہی مگر اس قبیل سے انبیا کے معجزے نہین ہین اسلئے کہ واقع مین شعبدہ بازون کے کلام کی کچھ حقیقت نہین ہے اور معجزے موافق واقع کے ہوتے ہین اور اسکو ہر عاقل جانتا ہی کہ اسمین گنجایش مکر و حیلہ کی نہین ہے اگرچہ کفار ظاہر مین انکار کرتے ہین لیکن انکی دلون کو بھی یقین ہے کہ وہ موافق واقع کے ہوتے ہین اور بعضی روایتون سے مستفاد ہوتا ہی کہ جناب اقدس الٰہی نے جس زمانہ مین کہ پیغمبر کو مبعوث کیا تو انکے معجزون کو اُس چیز پر غالب کیا جو کہ اُس زمانے مین شائع تھی تا اُنپر حجت خدا تمام ہو جیسا کہ حضرت موسیٰ کے زمانے مین سحر ساحرونکی دھوم تھی پس حقتعالی نے حضرت موسیٰ کو معجزہ عصا اور ید بیضا اور مثل اسکی کرامت فرمائی کہ انکے معجزونکے آگے ساحرونکی سحر نہ چلنے پائے اور وہ عاجز ہوگئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُس زمانہ مین مبعوث ہوئے کہ امراض کی کثرت تھی اور اطبا حاذق مثل جالینوس وغیرہ کے موجود تھے لہذا جناب اقدس الٰہی نے انکو وہ معجزے عنایت فرمائے کہ مُردون کا زندہ کرنا اور نابینا کو بینائی دینا اور مبروص کو شفا اور اسیطرح ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین چونکہ عرب کا فصاحت اور بلاغت پر مدار تھا پس جناب باری نے انکے معجزون مین سے ایک معجزہ قرآن مجید کو بھی قرار دیا کہ اُسکی فصاحت و بلاغت دیکھکر فصیحان عرب حیرت مین آگئے اور اُسکے معارضہ مین ہرچند کمال کوشش و جستجو کی لیکن اُسکی ایک سورہ کے بھی مقابل مین کچھ حرف نہ لاسکے پس مدار تصدیق انبیا کا معجزون پر ہے کہ اپنے معجزے لوگون کو دکھاوین اور سحر اور شعبدون سے کچھ مناسبت نہین ہی اور حق الیقین مین آخوند علیہ الرحمہ فرماتے ہین جو شخص کہ دعوے

کسی مرتبہ عالی کا کری تو محض اُسکی دعوے با ور نہین کر سکتے جیسا کہ کہتی ہین

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ✤ پس بہر دستی نباید داد دست ✤ اور مثال اسکی یہہ ہے کہ

اگر کوئی شخص آکر کہی کہ مین بادشاہ کیطرف سی تمپر حاکم آیا ہون چاہیئے کہ تم میری اطاعت

کرو تو محض اُسکے کہنے سے کوئی اُسکی اطاعت قبول نہ کریگا جبتک کہ وہ بادشاہ کا

نوشتہ یا نشانی کہ مخصوص اُس بادشاہ کی ہو نہ دکھاوے اور معجزہ مثل نشانی بادشاہ کی ہین

اسلئے کہ معجزے وہ فعل ہین کہ بشر اُن سی عاجز ہین اور وہ خلاف عادت کی چیزین ہوں مقارن

دعوی پیغمبری کے ظاہر ہووین اور ظاہر اس کلام سی یہہ مستفاد ہوتا ہی کہ معجزون سے پیغمبر

پہچانا جاتا ہی اور یہان تخصیص پیغمبر کی بیوجہ ہے بلکہ معجزون سے پیغمبر اور امام دونو پہچانے

جاتے ہین لیکن جناب اخوند علیہ الرحمہ نے اس مقام مین فقط ذکر پیغمبر کا بلحاظ مبحث نبوت کے لکھا ہے

اور جناب اخوند علیہ الرحمہ پھر فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص شعبدہ سے کار عجیب و غریب کرے تو وہ معجزہ

نہین ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص قریب طلوع آفتاب کے کہے کہ میرا معجزہ یہ ہی کہ اسوقت

آفتاب طلوع کریگا یہ بھی معجزہ نہین ہے اسلئے کہ موافق عادت کے آفتاب خود بخود طلوع کریگا

اور اگر آسمان سے کسی صاحب مرتبہ کے لئے کچھ چیز آئی اور وہ مقارن دعوے پیغمبری نہو جیسا کہ

حضرت مریم کے لئے آسمان سے خوان کھانے کا آیا تھا یہہ بھی معجزہ نہین ہے البتہ اُسکو کرامت

کہتے ہین لیکن جسوقت کہ کوئی شخص پیغمبری کا دعوی کرے اور اپنے دعوی پر یہہ دلیل لائے

کہ مین چاند کے دو ٹکڑے کر دیتا ہون یا اُس مُردیکو زندہ کرتا ہون اور پھر اُسی ساعت مین اُسکو

دکھا دے البتہ اُسے معجزہ کہینگے اور اُسکا صدق ظاہر ہوگا اسلئے کہ خداوند عالم ہر چیز پر

قادر ہی اُسکے علم سی کوئی چیز باہر نہین پس اگر یہ شخص کاذب ہوتا تو دعوی اُسکا دروغ

ہوتا اور تصدیق دروغگو کی قبیح ہی اور ہمکو اُسکی اطاعت بھی قبیح ہوتی پس خدای عز و جل

پر لازم ہی کہ اُسکے دعوی کو باطل کر دے کہ لوگون پر اُسکا مکر و فریب ظاہر ہو جاے یا کوئی ایسا

معارض پیدا کرے کہ جس سے دعوی اُسکا باطل ہو جاے والا اغرا بالقبیح لازم آئیگا

✱ اغرا بالفتح بمعنی بُرے فعل پر حوصلہ دلانا ۱۲

اور خدای جلشانہ پر قبیح عائد ہوگا اور اُسکی ذات مقدس سے قبیح روا نہین پس چاہیے کہ معجزے
موافق سوال مدعی کے ہون تا لوگونپر اُسکی پیغمبری کا یقین آجاے اور اگر خلاف ہون تو وہ
جھوٹا ہی اور پیغمبر نہین چنانچہ نقل ہی کہ ایک شخص تھا مسیلمہ کذاب اُسنے پیغمبری کا جھوٹا دعوی
کیا تھا لوگون نے اُس سے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نابینا کے لئے دُعا کی تھی
اُسکی دونو آنکھین روشن ہوگئین اُسنے بھی ایک شخص کو بلایا کہ وہ ایک چشم تھا اُسکے لئے دعا کی
اُسکی دوسری آنکھ جو کہ صحیح تھی اُسکی بصارت بھی جاتی رہی پھر لوگون نے کہا کہ حضرت
محمد مصطفی نے ایک چاہ خشک مین اپنا لعاب دہن مبارک ڈالدیا تھا اور وہ پانی سے بھر
گیا تھا اُس ملعون نے آپ بھی ایک کنوئین مین اپنا لعاب دہن نجس ڈالا کہ اُسمین پانی
کم تھا اور وہ سب خشک ہوگیا پس اسکو معجزہ مکذبہ یعنی جھوٹا کرنیوالا کہتے ہین **مطلب**
پانچوان ہمارے پیغمبر کے ذکر نبوت مین ہی پس پوشیدہ نرہے کہ حضرت ابوالقاسم
محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر برحق ہین بلکہ سب
پیغمبرون سے بہتر اور افضل ہین اور جناب اقدس الہی نے انپر پیغمبری کو ختم کیا یعنے بعد انکے اور
پیغمبر نہوگا اور اس مقام مین کئی فائدے ہین کہ ذکر انکا ضرور ہے **پہلا فائدہ** حضرت
کے آبا و اجداد کے بیان مین ہے پس پوشیدہ نرہے کہ صاحب مواہب کہ علمای اہل سنت سے ہے
نسب مین اُس جناب کی اسطرحسے بیان کرتا ہی کہ محمد بن عبداللہ بیٹے عبدالمطلب کے
اور وہ پسر ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب
بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس ہین اور یہ سب
پیغمبر خدا کے آبا اور اجداد ہین اور عبدالحق دہلوی کہتا ہے کہ الیاس بن مضر بن نزار
بن معد بن عدنان تک حضرت کا نسب شریف بالاتفاق ہی اور آگے اختلاف ہے
اور حیات القلوب مین مولانا مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ حضرت کے اجداد عدنان
تک سابقہ تو مین بنا بر مشہور کے اور بعد عدنان کے اُد بن اُدد بن الیسع بن الہمیسع بن سلامان بن النبت

بن حمل بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام بن تارخ بن ناخور بن شروغ بن ارغو بن فالغ
بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ بن الیارد
بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم اور یہہ سب اجداد پیغمبر خدا کے یگانہ پرست
تھے اور دل انکے نور ایمان سے منور اور روشن تھے اور نجاست کفر سے پاک و منزہ تھے لیکن مواہب لدنیہ
سے ظاہر ہوتا ہی کہ اہل سنت کے محققین کے نزدیک عیاذًا باللہ پیغمبر خدا کے باپ عبداللہ اور دادا
عبدالمطلب جد قریب ہین کافر تھے جد جاسے ورا اجداد بعید ورنہ یہ قول انکا باطل ہی اس لئے
کہ اہلسنت خود روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ حقتعالی نے میری نور کو ہمیشہ صلبہائے پاکیزہ
مین رکھا اور انہین سے نقل کرتا رہا یہانتک کہ مجھکو تمھاری جہان مین پیدا کیا اور بعد اس روایت کے
فخر رازی کہ یہہ بھی علمای نامی اہل سنت سے ہی کہتا ہی کہ مشرکین کافر ہین پس اگر حضرت کے آبا اور
اجداد مشرک ہوتے تو پاک اور طاہر نہوتے اور یہان سے کلام اسکا تمام ہوا اور اس پر
امامیہ کی روایتین بہت دلالت کرتے ہین جیسا کہ اصول کافی مین حضرت امام جعفر صادق ع
سے منقول ہی کہ جناب قدس الٰہی نے حضرت محمد اور علی کے نور کو اسوقتین پیدا کیا تھا کہ کسی چیز کو پیدا
نکیا تھا اور پھر اس نور کو صلبہائے پاکیزہ مین جاری فرمایا یہانتک کہ اس نور کو حضرت عبداللہ
اور حضرت ابیطالب مین قرار دیا اور عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ نے فرمایا کہ حقتعالے نے مجکو نور پیدا کیا اور زیر عرش جاگہ دی قبل اسکے کہ آدم کو پیدا
کرے بارہ ہزار برس کے پس جب آدم کو پیدا کیا تو انکی صلب مین اس نور کو ڈالدیا پس وہ
نور ایک صلب سے دوسری صلب مین منتقل ہوتا رہا یہانتک کہ بین صلب عبداللہ اور
ابو طالب مین جدا ہوا پس حقتعالی نے مجھ کو اس نور سے پیدا کیا اور بسند معتبر ابوذر
رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ مین و علی
ایک نور سے پیدا ہوئی اور ہم عرش کے دہنی طرف حمد خدا کرتے تھے قبل اسکے کہ حقتعالے
آدم کو پیدا کرے دو ہزار برس کے پس جب کہ حقتعالی نے آدم کو پیدا کیا ہمارے نور کو انکی

پشت مین قرار دیا اور جب وہ بہشت مین رہی ہم اُنکی پشت مین تھی اور جبکہ نوح کشتی پر سوار
ہوئے ہم اُنکی پشت مین تھے اور جبکہ ابراہیم کو آگ مین ڈالا ہم اُنکی بھی پشت مین تھے پس ہم ہمیشہ
صلبہای پاکیزہ اور رحمہای طاہرہ مین پھرتے رہے یہانتک کہ ہم صلب عبدالمطلب مین پہنچی اسوقت
جناب اقدس الٰہی نے اُس نور کو دو حصہ کیا مجکو عبداللہ کی صلب مین رکھا اور علی کو ابو طالب
کی صلب مین رکھا اور معاذ بن جبل سی منقول ہی کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا بتحقیق
کہ جناب اقدس الٰہی نے مجہکو اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو پیدا کیا قبل اسکے کہ دنیا کو پیدا
کرے سات ہزار برس کے معاذ نے عرض کی ای رسول خدا آپ کہان تشریف رکھتے تھے
حضرت نے فرمایا کہ ہم عرش الٰہی کے آگے تھے اور حمد خدا کرتے تھے اور جبکہ خدا نے چاہا کہ ہماری صورت
کو پیدا کری تو ہماری نور کو علم کیا اور صلب آدم علیہ السلام مین جگہہ دی اور پھر ہمکو مان باپکی
رحمون اور صلبون سی باہر لایا اور زمانہ کفر مین ہمکو نجاست شرک کی نہین پہنچی اور ابن بابویہ
علیہ الرحمہ نے اصبغ بن نباتہ سی روایت کی ہی کہ وہ کہتی ہین مینے جناب امیر المؤمنین سی سنا
کہ فرماتے تھے کہ میری باپ اور دادا عبدالمطلب اور ہاشم اور عبد مناف نے کبھی بتونکی پرستش نہین
کی اور دوسری روایت مین یون ہی کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا واللہ میری باپ
دادا عبدالمطلب اور ہاشم اور عبد مناف نے کبھی بتونکی عبادت نہین کی بلکہ یہہ سب بزرگوار حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی شریعت پر تھے اور نماز پڑھتے تھے اور حدیث معتبر مین حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سی منقول ہی کہ ایک روز جبرئیل علیہ السلام نے آکے جناب رسالتپناہ
صلی اللہ علیہ وآلہ سی عرض کی کہ جناب اقدس الٰہی نے تمکو سلام فرمایا ہی اور یہہ ارشاد کیا ہے کہ
مینی تمہاری باپ عبداللہ اور مان آمنہ پر آتش کو حرام کیا ہی اور تمہاری چچا ابو طالب پر کہ
انہون نے تمکو پرورش کیا ہی پس اسی طرح کی روایتین بہت ہین اور اہلسنت اگرچہ پناہ بخدا
اکثر اس بات کے قائل ہین کہ جناب رسالتپناہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے آباء کرام کافر
تھے لیکن بعضی اہلسنت مثل صاحب احکام بیان اُن حضرت کے کہتا ہے کہ ہم کو اُمید ہے

کہ عبدالمطلب بہشت مین جائین اور نجات پائین لیکن عیاذاً باللہ ابو طالب کی نجات ہوگی اسلئے کہ زمانہ بعثت جناب رسول خدا تک موجود تھے اور انکی نبوت کا ایمان نہ لائے اور یہ انکی عین نافہمی ہی اسلئے کہ کافی مین کلینی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ مثال ابوطالب کی مثال اصحاب کہف کی ہی کہ انھون نے خوف اعدا سے اپنی ایمان کو پوشیدہ کیا اور شرک کو ظاہر کیا تھا اور جناب قدس الٰہی نے انکو دو چند ثواب دیا تھا اور صافی مین فاضل کاشانی نے لکھا ہی کہ ابو طالب نے اس لئی اپنا ایمان چھپایا اور شرک کو ظاہر کیا تھا کہ اسکے پردہ مین نبی کی بخوبی نصرت اور یاری کرین اور انکو شر اعدا سے بچائین جیسا کہ صاحب مواہب کہ علمای اہل سنت سے ہے ابن عساکر سے روایت کرتا ہی اور وہ جلیمہ سے اور وہ عرفطہ سے کہ مین ایکروز مکہ مین گیا کہ اہل مکہ بسبب خشک سالی کے ہراسان ہو کے ابو طالب کے پاس آئے اور عرض کی آب باران کے لئی دعا کرین کہ ہم اور ہمارے اہل و عیال ہلاکت سی بچ جائین اور ابو طالب ایک لڑکے کو لیکر باہر تشریف لائے کہ چہرہ اس لڑکے کا مثل آفتاب کے روشن و چمکتا تھا اور گرد انکے غلام جلو مین تھے اور ابو طالب نے اس لڑکے کو گود مین لیکر اپنی پشت کو کعبہ کی دیوار سی لگا دیا اور اس لڑکے کا واسطہ دیکر دعا کی اور اپنی انگشت سی اشارہ کیا پس دفعۃً چارونطرف سی ابر نے آکے آسمان کو گھیر لیا اور اسقدر پانی برسا کہ زمین پر بہنے لگا اسوقت ابو طالب نے پیغمبر خدا کی مدح مین یہ اشعار کہے ؎ وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ✦ ثمال الیتامی عصمۃ لارامل پس یہ دیکھکر کفار کو ایک ورحسد پیدا ہوا اور چاہا کہ ابو طالب سے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ کو چھین لین ابو طالب نے کہا کہ ہم نہ دینگے جبتک کہ بہت سر نہ کٹجائین اور لاش پر لاش نہ گری اور کوئی اپنی فرزند کو کسی کو دیدیتا ہی اور صاحب مواہب کہ علمای اہلسنت سی ہی کہتا ہی کہ ابن التین نے کہا کہ ابو طالب کے ان اشعار سے صاف انکا اسلام ظاہر ہوتا ہی کہ وہ پیشتر سے پیغمبر خدا کی نبوت سے واقف تھے اور پھر صاحب مواہب کہتا ہی کہ ابو طالب نے البتہ پیغمبر خدا کی کفالت کی تھی اور

اور اُنکو عبد مناف بھی کہتے تھے اور اُنکو عبدالمطلب نے وصیت کی تھی کہ اُنکی محافظت سے کبھی
غافل نہونا اور صاحب عمدۃ الطالب لکھتا ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ نام ابو طالب کا عبد مناف تھا اور
بعضے عمران کہتے ہین اور یہ روایت نزدیک صاحب کتاب مذکور کے ضعیف ہے اور منقول ہی کہ ایک روز
جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام رحبہ مین تشریف رکھتے تھے اور گرد اُس جناب کے
لوگ بیٹھے تھے پس ایک شخص مخالفین سے کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ تم تو اس مرتبہ عالی پر ہو اور
باپ تمھارے آتش جہنم مین معذب ہین حضرت نے فرمایا خدا تیرے مُنھ کو توڑے قسم اُس خدا کی کہ حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو اُس نے بحق رسالت مبعوث کیا کہ میرے والد ماجد ایسے ہین کہ اگر
گنہگارون کی شفاعت کرین تو حق تعالی اُنکی شفاعت کو قبول فرمائیگا اور مین قسیم
جنت و نار کا ہون پس کیونکر میرے والد نار مین ہونگے قسم بخدا کہ روز قیامت مین ابو طالب کا چہرہ نور سے
ایسا چمکتا ہوگا کہ اور کے چہرونکے نور پست ہو جائینگے سوا اُن نورون کے جو کہ خمسہ اہلبیت علیہم السلام کو
ہین پس اِن روایات فریقین سے حضرت ابو طالب کا اسلام ثابت ہوا اور قطع نظر اِن روایات و اشعار
کے جو کہ حضرت ابو طالب نے حضرت پیغمبر خدا کی کفالت و حمایت مین کہے اور آن حضرت کو شر اعدا
سے بچاتے رہتے تھے تو یہ دلیل اُنکی اسلام پر کیا کم ہی اور حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے
جس وقت کہ ابو طالب نے وفات فرمائی حضرت جبرئیل پیغمبر خدا کے پاس آئے اور عرض کی کہ
پروردگار عالم نے آپ کو سلام فرمایا ہی اور یہ حکم دیا ہی کہ تم مکہ سے باہر کوہ حجون کیطرف چلے جاؤ
کہ اب یہان تمھارا ناصر و کفیل باقی نرہا اور پھر حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ
جبرئیل نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اِنَّ اللہَ یَقرءُکَ السَّلامُ وَ یَقُولُ اِنّی قَد حَرَّمتُ
النَّارَ علی صُلبٍ اَنزَلَکَ وَ عَلی بَطنٍ حَمَلَکَ وَ حِجرٍ کَفَلَکَ فَالصُّلبُ صُلبُ اَبِیہِ
عَبدُ اللہِ وَ البَطنُ الَّذی حَمَلَکَ فَآمِنَۃُ بِنتُ وَھبٍ وَ اَمَّا حِجرٌ کَفَلَکَ فَحِجرُ ابیطالب
یعنے اے محمد درستیکہ حقتعالے نے تمکو سلام فرمایا ہے و یہ ارشاد کیا ہی بتحقیق کہ ہم نے حرام کیا ہی آتش
کو اوپر اُس صلب کے کہ تو نطفہ اُس کا ہی اور اوپر اُس شکم کے کہ حمل مین لیا اُس نے تجکو اور اوپر اُس حجر

یعنی گود کی کفیل ہوا پتر اُسی وہ صلب صلب اُن حضرت کی باپ عبد اللہ کا ہے اور شکم کہ حامل ہوا
پتر وہ آمنہ بیٹی وہب کی ماں تمہاری ہی اور حجر کہ کفیل ہوا وہ گود ابطالب کی ہی لیکن
جس وقت کہ اہلسنت عیاذاً باللہ جناب رسول مختار کی والد ماجد پر کفر کا افترا کرین تو اُنکے چچا
ابوطالب پر بھی کفر کا افترا کرنا کیا مستبعد ہی اور سوا اُن کے اور بھی روایتین جنسے یقین ہین کہ حضرت
ابوطالب کے اسلام پر دلالت کرتی ہین لیکن مترجم نے بنا بر اختصار کے انہین چند روایات پر اکتفا
کیا کہ واسطے عاقل کے کافی ہین دوسرا فائدہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت
مین ہی بیچ شید نہ ہی کہ ولادت باسعادت اُس سرور کائنات کی سترہوین ربیع الاول روز
جمعہ کو واقع ہوئی لیکن روز مین اختلاف ہوا اور سترہوین مین علماء امامیہ کا اتفاق ہی سوائے شیخ محمد
بن یعقوب کلینی کے کہ وہ کہتے ہین جس وقت کہ ربیع الاول کی بارہوین شب گذر گئی تو حضرت
پیدا ہوئے اور مولانا مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ کلینی کی یہ روایت تقیہ پر محمول ہی اسلئے کہ اکثر
اہلسنت بھی بارہوین کہتے ہین اور بعضے آٹھوین یا دسوین اور پھر حق الیقین مین جناب آخوند ملا محمد باقر
مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ وقت ولادت باسعادت اُس جناب کے اکثر معجزے ظاہر ہوئے چنانچہ اُسی
شب شیاطین کا آسمان پر جانا موقوف ہوا اور کاہنون کا علم جاتا رہا اور ساحرون کا سحر ضعیف ہوا اور عالم مین
جہانتک کہ بت تھے منہ کے بھل گر پڑے اور طاق کسریٰ کہ اسکو بادشاہ عجم نے بکمال استحکام و استواری
بنایا تھا چنانچہ وہ ابتک موجود ہی ہلگیا اور اُسکے چودہ کنگورے گر پڑے اور درمیان سے شق ہو گیا اور آتشکدہ
فارس اُس آتش کی فارسیان ہزار برس سے پرستش کرتے تھے سرد اور خاموش ہو گیا اور جانب حجاز
سے ایک نور ایسا پیدا ہوا کہ تمام عالم مین پھیل گیا اور بادشاہون کے تخت جھک گئے اور بادشاہ
بھی گونگے ہو گئے کہ اُس وقت کوئی بات نکر سکتا تھا اور وقت ولادت کے ملائکہ مقربین اور ارواح پیغمبران
مرسلین حاضر ہوئے اور رضوان بھی کہ خزینہ دار بہشت ہی طشت اور آفتابہ طلائی اور نقرئی لیکر معہ حوران
حاضر ہوا اور حضرت آمنہ علیہا السلام کو شربت بہشت لاکے پلایا اور بعد ولادت کے حضرت کو آب بہشت سے
غسل دیا اور عطر فردوس سے معطر کرکے اُنکی پشت مبارک پر مہر نبوت کی نقش ہو گیا اور یہ بھی

ایک پارچہ حریر میں کہ بہشت سے لائے تھے لپیٹ دیا اور بہ روز سحیات کو حضرت کے پیدا ہونے کی خبر ہوئی تو آسمانوں سے سب ملائکہ نے آکے سلام کیا اور وقت ولادت کعبہ معظمہ کے چاروں رکن میں سے جدا ہو کے حجرۂ مقدس کی طرف سجدے میں جھک گئی اور اسی طرح حیات القلوب میں بھی کئی معجزوں کا ذکر ہے کہ وقت ولادت کے ہوئی اور معارج النبوۃ میں ملا معین کہ علمائے اہلسنت سے ہے لکھتا ہے کہ صفیہ بنت عبدالمطلب کہتی ہیں کہ میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی شب ولادت سے بجا قابلہ کے تھی کہ عین وقت ولادت اس جناب سے ایک ایسی روشنی ہوئی کہ چراغ کی روشنی پر غالب تھی اور پھر میں نے اسی شب میں چھ چیزیں اور عجیب دیکھیں ایک یہ ہے کہ اس حضرت نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا دوسرے یہ کہ سر اٹھا کے کمال فصاحت اور بلاغت سے فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ تیسرے یہ کہ ان کے نور سے تمام مکان روشن ہو گیا چوتھے یہ کہ جس وقت میں نے چاہا کہ اس جناب کو غسل دوں ہاتف نے ایک آواز دی کہ اے صفیہ تکلیف نہ کر کہ یہ پاک اور پاکیزہ ہیں پانچویں یہ کہ ختنہ کئے ہوئے اور ناف بریدہ تھے چھٹے یہ کہ جس وقت میں نے چاہا کہ اس جناب کو کپڑے میں لپیٹ دوں ان کی پشت مبارک پر مہر نبوت نظر آئی کہ دونوں شانوں کے درمیان میں تھی اور اس پر یہ لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور پھر ملا معین کہتا ہے کہ ان چھ علامتوں میں صاحبان اشارت نے چھ لطیفے بیان فرمائے ہیں پہلا لطیفہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت نے سجدہ کیا تو آہستہ آہستہ کچھ فرمایا صفیہ کہتی ہیں کہ میں نے جو کان رکھ کے سنا معلوم ہوا کہ حضرت فرماتے ہیں امتی امتی بس اے دل یہ تجھے ہے اس بات کا کہ جب حضرت نے پیدا ہوتے ہی تجھ کو فراموش نہ فرمایا تو روز قیامت وقت شفاعت بھی فراموش نہ فرمائینگے اور جناب مستطاب معلی القاب امام انام مرکز دائرۂ اسلام ہادی دوران مجتہد العصر والزمان جناب سید العلماء دام ظلہ نے حدیقۂ سلطانی میں فرمایا ہے کہ میں عوض لطیفۂ ملا معین کی ور لطیفہ بیان کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ لطیف ہے یعنی ان حضرت کی شفقت امت کے حال پر ایسی ہے کہ

جسقدر بیان کیجئے اُس سے زیادہ تہی یہانتک کہ روایت مین آیا ہے کہ وقت وفات بھی اِس طرح کے کلمات
فرمائے تھے بلکہ ایک روایت مین وارد ہی کہ روز محشر مین پل صراط پر اور ہر عقبہ پر امتی امتی فرماینگے اور
کلمات شفقت اور شفاعت ظہور مین آینگے لیکن مراد امت سے شیعیان علی بن ابیطالب ہین کہ
اُنھون نے تمسک کیا کلام الٰہی اور امامان اہلبیت رسالت پناہ سے نہ اہلسنت کہ اصحابی کالنجوم سمجھے اور
سعد و نحس مین تمیز نہ کیا جیسا کہ حقتعالی فرماتا ہے اَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ یعنی وفا کرو
ساتھ عہد و پیمان میرے کے تا کہ وفا کرون مین تم سے وعدہ اپنے کا اور عہد خدا اور عہد پیغمبر خدا کا ایک
حکم مین ہے پس اس سے یہ معلوم ہوا کہ جن لوگون نے کہ عہد و میثاق پیغمبر کو کہ عہد و میثاق خداوند عالم کا ہے
بمجرد وفات اُن حضرت کے توڑ ڈالا اور اُنکے وصی برحق کو مخذول کیا تو وہ اُن حضرت کے وعدہ شفاعت
سے محروم ہین **دوسرا لطیفہ** ملا معین یہ کہتا ہی کہ جسوقت حضرت نے ساتھ فصاحت اور بلاغت کے فرمایا
اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بزرگون نے فرمایا ہی کہ گواہی اُن
حضرت کی گواہی حضرت عیسیٰ سے زیادہ تھی کہ حضرت عیسیٰ نے گہوارے مین پاکدامنی پر اپنی والدہ کی گواہی
دی اور حضرت رسالتپناہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے وحدانیت جناب کبریائی کی گواہی دی اور یہ شہادت اُس
گواہی سے بہتر ہی اسلئے کہ وہ پاکدامنی پر حضرت مریم کے تھی اور یہ وحدانیت پر خدائے یکتا کی ہے
تیسرا لطیفہ یہ ہے کہ نور اُن حضرت کا ایسا تھا کہ چراغ کی روشنی پر غالب آئے پس اگر ہمارا بھی نور معرفت
آتش جہنم پر غالب آئے تو کچھ عجب نہین اور جناب سید العلماء دام ظلہ فرماتے ہین کہ یہ کلام ملا معین کا مخدوش
ہی اسواسطے کہ اہلسنت نے جو کہ اہلبیت سے انحراف کیا اسلئے اُنکو نور ایمان سے بہرہ نہین اور وہ اہل معرفت مین
داخل نہین ہین مصداق آیہ کریمہ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّاۤ اَضَآءَتْ
مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَکَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ یعنی مثال اُن
لوگون کی مثل اُس شخص کی ہی کہ اُسنے آگ جلائی پس جسوقت کہ روشن ہوئی آگ گرداگرد اُسکے
لیگیا اللہ نور اُنکا اور چھوڑ دیا اُنکو تاریکی مین کہ وہ دیکھ نہین سکتے **چوتھا لطیفہ** یہ ہے جو اُسنے بیان کیا
ہے کہ وہ جناب آب جنت سے غسل دئے گئے پس اگر اُنکی امت بھی آب جنت سے غسل دیجاتی تو دنیا سے چلی جاوے

توخداکے کرم سے کچھ عجب نہین اور جناب سید العلما دام ظلہ فرماتے ہین لیکن البتہ ایسا ہی ہے لیکن مراد امت سے شیعیان
علی ابن ابیطالب ہین بمفاد آیہ کریمہ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ یعنی نا امید نہو تم رحمت خدا سے
پس وہ امیدوار رحمت الٰہی کے ہین نہ اہلسنت کہ راہ راست سے یعنے متابعت اہلبیت علیہم السلام سے باہر ہوگئے
اور حدیث تمسک ثقلین سے منحرف ہوئے ہو **پانچوان لطیفہ** یہ ہے کہ حضرت ختنہ کئے ہوئے خوش و خرم
پیدا ہوئے ہو اگر انکی امت بھی دنیا سے مسرور اور مغفور جاوے تو عجب نہین اور جناب سید العلما دام ظلہ فرماتے ہین یہان
بھی مراد امت سے شیعیان آئمہ اطہار علیہم السلام ہین نہ مخالفین **چھٹا لطیفہ** یہ ہے کہ حضرت کے
درمیان دونوں شانون کے مہر نبوت نقش تھی اور کلمۂ توحید اسمین لکھا تھا ہرچند کہ کفار و مشرکین قریش
نے چاہا کہ اسکو بہ کید و مکر مٹا دین نہ مٹا سکے پس اسیطرح حقتعالے نے انکی امت کے لوگون کے دلون پر خاتم معرفت اپنی سے
مہر فرمائی ہے اُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ یعنی لکھا گیا ان کے دلون پر ایمان
پس اگر شیطان لعین بھی اسکو نہ مٹا سکے تو کرم الٰہی سے کیا عجب ہے اور جناب سید العلما دام ظلہ و فیوضہ
فرماتے ہین کہ یہ بھی واسطے شیعون کے درست آتا ہے نہ واسطے اہلسنت کے کہ کشتی اہلبیت نبوت سے منحرف ہوئے
اور دریاے ضلالت مین غرق ہوئے پس وہ مصداق آیہ کریمہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَعَلٰى
سَمْعِهِمْ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ یعنی مہر کی اللہ نے اوپر دلون ان کے اور اوپر
کانون ان کے اور اوپر آنکھون انکی کے پردہ ہے کہ نور ایمان سے بے بہرہ ہین پس پوشیدہ نہ رہی کہ مومنان
بایقان کے دلون پر ایمان کا لکھا جانا اور کفار و منافقون کے دلون پر مہر کا ہونا عبارت ہے توفیق و خذلان
سے جسکو تائید الٰہی شامل حال ہوئی اور دل اسکا موافق علم الٰہی کے نور ایمان سے باختیار اسکے منور ہوا
اُولٰئِكَ كَتَبَ عَلَيْهِمُ الْإِيمَانَ مین داخل ہوا اور جو شخص کہ بسبب سوء اختیار کے ہدایت سے باز رہا
اور خدا نے اپنی توفیق سے محروم رکھا تو وہ ختم اللہ کا مصداق ہوا جیسا کہ حقتعالی نے سورہ
کہف مین فرمایا ہے مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ خدا تعالی کسی پر جبر نہین کرتا
اور تفصیل اسکی فریقین کی تفسیرون مین موجود ہے اور کتاب روضۃ الواعظین وغیرہ مین مروی ہے کہ وقت
ولادت باسعادت حضرت رسول خدا کے ابلیس نے گھبرا کر اپنی اولاد کو پکارا اور وہ سب آکے

اُس کے گرد جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اے سردار ہمارے تجھ پر کیا حادثہ ہوا کہ تو مضطرب ہے
ابلیس لا و لایم نے کہا کہ میں شام سے اب تک حال آسمان کو متغیر دیکھ رہا ہوں جانتا ہے کہ کوئی امر عظیم تازہ واقع ہوا ہو
کہ جب سے حضرت عیسےٰ آسمان پر گئے ایسا امر واقع نہیں ہوا پس تم جا کے دریافت کرو کہ کونسا امر عجیب واقع ہوا
اپس وہ گئے اور پھر آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے بہت تلاش و جستجو کی کوئی چیز نہیں دیکھی اُس ملعون نے کہا کہ یہ
کام میرا ہے میں خود جا کے دریافت کرتا ہوں پس وہ لعین دنیا میں آیا اور جا بجا تفحص کرنے لگا یہانتک کہ قریب حرم
کے پہنچا دیکھا کہ حرم کے گرد ملائکہ کھڑے ہیں ابلیس نے چاہا کہ حرم میں جاوے ملائکہ نے اسکو گھڑکے کہ اے ملعون
کہاں آتا ہے اور وہ وہاں سے بھاگ کر مثل ایک گنجشک کی ہو گیا اور کوہ حری کی طرف سے حرم
میں آیا حضرت جبرئیل نے فرمایا اے ملعون پھر جا ابلیس نے کہا ای جبرئیل میں تمسے ایک بات پوچھتا
ہوں کہ آجکی شب کیا واقع ہوا ہے حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ حضرت محمد صلعم کہ سب پیغمبروں سے بہتر ہیں
پیدا ہوئے ہیں ابلیس نے کہا آیا میں اُن پر دست یاب ہونگا حضرت جبرئیل نے کہا نہیں پھر ابلیس نے پوچھا
آیا میں انکی اُمت پر دستیاب ہونگا حضرت جبرئیل نے فرمایا البتہ ابلیس نے کہا بس میں اتنی ہی
بات پر راضی ہوا ہیں جس وقت کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے دنیا سے رحلت فرمائی ابلیس نے
اُسی روز سے انکی اُمت کو گمراہ کیا اور سقیفہ بنی ساعدہ میں بنا فساد کی ڈالدی کہ کسی عاقل پر پوشیدہ
نہیں اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بسند معتبر منقول ہی کہ ابلیس ساتوں آسمان تک جاتا تھا
اور جو کچھ کہ وہاں کی خبر ہوتی تھی سنتا تھا لیکن جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تین
آسمانوں سے منع کیا گیا مگر چوتھے آسمان تک جاتا تھا اور جس وقت کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ پیدا ہوئی تو وہ ساتوں آسمانوں سے منع کیا گیا اور جبکہ شیاطین قصد آسمان پر جانے کا کرتے ہیں تو
آسمان کے دروازوں سے اونپر تیر آتشین پڑتے ہیں پس جب تک حال حضرت کی ولادت باسعادت
کا تھا اور ظاہر ہو کہ کچھ حال حضرت کی ایام رضاعت یعنی ایام شیر خواری کا ذکر ہو بس پوشیدہ
نرہی کہ حیات القلوب میں روایت ہے کہ جس وقت کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی عمر شریف چار مہینے
گذرہی تو انکی والدہ حضرت آمنہ نے رحلت فرمائی اور قبل انکے والد ماجد حضرت عبد اللہ انتقال فرما چکے تھے

یعنی وہ جناب بے پدر اور مادر ہو گئی اور اپنی والدہ کے غم میں تین روز تک کچھ تناول نفرمایا اور گریان تھے
اور حضرت عبدالمطلب کہ دادا اُن جناب کے تھے حال دیکھکر گھبرا گئے اور اپنی بیٹیون عاتکہ اور صفیہ سے فرمایا
کہ میرے اس فرزند کو خاموش کرو کہ اسکے رونے سے مجھکو کمال رنج ہوتا ہی اور عاتکہ اُن جناب کو شہد چٹا دیتی تھیں
اور پھر بنی ہاشم کی عورتون کو طلب فرمایا جنکے دودھ تھا کہ شاید انہین سے کسی کا دودھ پئین لیکن آن
جناب نے کسی کا دودھ قبول نفرمایا یہان تک بزرگان قریش سے چار سو ساٹھ عورتین جمع ہوئین
آخر حضرت عبدالمطلب محزون و مغموم ہوکر خانہ کعبہ مین آئے کہ ناگاہ قریش مین سے ایک مرد پیر نام اُس کا عقیل
بن وقاص تھا حاضر ہوا اور اُس نے حضرت عبدالمطلب کے چہرۂ انور پر آثار حزن و اندوہ کے مشاہدہ کئے اور اُس کی وجہ
پوچھی حضرت عبدالمطلب نے جو کہ حال تھا بیان فرمایا عقیل نے عرض کی بالفعل حلیمہ دختر عبداللہ بن
حارث صاحب شیر ہے قریش مین مثل اُسکی کوئی عورت شرافت اور نجابت مین نہین ہے اور کمال عاقلہ
اور فہیمہ ہے حضرت عبدالمطلب سنکے بہت خوش ہوئے اور عبداللہ بن حارث کو بلا کے فرمایا کہ مینے
تم کو اسلئے بلایا ہی کہ میرا پوتا محمد کہ چار مہینے کا ہی اور اُنکی مان نے انتقال کیا ہی وہ اپنی مان کے غم میں
گریہ و زاری کرتے ہین اور کسی کا دودھ نہین پیتے اور مینے سنا ہی کہ تمھاری بیٹی صاحب شیر ہی اگر مناسب ہو اُن کو
بلاؤ اگر میرا فرزند اُنکا دودھ پئے گا تو مین تم کو اور تمہاری عزیزون کو مال دنیا سے غنی کرونگا
عبداللہ بن حارث یہ سنکے بہت خوش ہوئے اور جاکے اپنی بیٹی سے کہا وہ بھی بہت خوش ہوئین اور
اُنہون نے غسل کیا اور کپڑے پاک و پاکیزہ پہنکے عطر لگایا اور اپنے باپ عبداللہ اور شوہر بکر بن سعد کو
ہمراہ لیکے حضرت عبدالمطلب کی خدمت مین حاضر ہوئین حضرت عبدالمطلب اُنکو اپنی بیٹی عاتکہ
کے گھر میں لے آئے اور حضرت محمد کو اُنکی گود مین دیا حلیمہ نے اپنی پستان چپ اُنکے لئے حاضر کیا
حضرت نے اُس طرف سے مُنہ پھیرا اُنکی پستان راست کی طرف میل فرمایا کہ وہ ہمیشہ سے خشک تھی
اور اُسمین کبھی دودھ نہین پیدا ہوا تھا اور کسی لڑکے نے نہین پیا تھا بلکہ اسی سبب سے حلیمہ نے اُسکے
دینے مین تامل کیا تھا اور چاہا کہ پستان چپ کو پلاوین حضرت ہر مرتبہ اُنکی پستان راست کی
طرف میل کرتے تھے آخر حلیمہ لاچار ہوکے اپنی پستان خشک کو بروے دہن مبارک کے لے گئین

اور جبکہ حضرت نے اسکو اپنے دہن مطہر مین لیا اسی قدر اسمین سے دودھ پیدا ہوا کہ حضرت کی باچھون کی
راہ سے بہنے لگا اور یہ دیکھ کر حلیمہ کو کمال تعجب آیا اور کہنے لگین اے فرزند قسم بخدا کہ مین نے اپنی پستان چپ سے بارہ
لڑکون کو دودھ پلایا اور پستان راست سے کبھی ایک قطرہ بھی دودھ کا نہ نکلا اور حضرت عبدالمطلب بہت
خوش ہوئے اور حلیمہ سے فرمایا کہ اگر تم میرے پاس رہو تو مین تم کو ایک مکان دون اور بہت سلوک کرون لیکن جبکہ
حضرت عبدالمطلب نے انکی مرضی نہ پائی پھر فرمایا اے حلیمہ مین دو شرط سے اپنے فرزند کو تمھارے سپرد کرتا ہون
ایک یہ انکی تعظیم و تکریم مین قصور نہ کرنا اور کبھی انکی محافظت سے غافل نہ ہونا حلیمہ نے عرض کی جس وقت سے مین نے
انکے نور جمال کو دیکھا ہے انکی محبت میرے دل مین ایسی پیدا ہوئی کہ آپکے فرمانے کی کچھ احتیاج نہین ہے پھر حضرت
عبدالمطلب نے فرمایا اے حلیمہ دوسری شرط یہ ہے کہ میرے اس فرزند کو ہر جمعہ کو میرے پاس لانا کہ میرے دل کو انکی
مفارقت کی زیادہ تاب نہین ہے پس حلیمہ نے قبول کیا اور جناب رسول خدا کو لیکر اپنے گھر رخصت ہوئین اور اس جناب
سے ہمیشہ امور عجائب و غرائب دیکھتی تھین اور اُن پر روز بروز اُن جناب کے معجزے ظاہر ہوتے تھے چنانچہ ایک روز
حلیمہ نے دریافت کیا کہ حضرت کو صحرا کی جانے کی رغبت بہت ہے اور انکو پوشاک فاخرہ پہنا کے اپنے بیٹون
سے کہا کہ تم اپنی ساتھ انکو بھی صحرا مین لیے جاؤ اور انکی محافظت سے غافل نہ ہونا پس جس وقت کہ حضرت سید
انبیاء نے قدم مبارک صحرا مین رکھا تو انکے نور جمال سے تمام صحرا اور پہاڑ روشن و منور ہو گئے اور ہر سنگ و کلوخ
سے آواز آتی تھی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَحْمَدُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَامِدُ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الْقَوْلِ الْعَدْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خوشا حال ان لوگون کا جو کہ آپکا ایمان لائین اور عذاب الٰہی ان لوگون کے
لئے ہے جو کہ آپکا حکم نہ مانین اور حضرت ہر ایک کا جواب سلام دیتے ہوئے چلے جاتے تھے اور یہ حدیث طولانی
ہے اور اسمین بہت معجزے ہین لیکن بقدر حاجت کے اکتفا کیا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مکہ معظمہ مین
حضرت عبدالمطلب کے لئے مسند بچھتی تھی اور وہ آکے اسپر بیٹھتے تھے اور یہ مرتبہ کسی کا نہ تھا بلکہ انکے
فرزندون مین کوئی مسند پر نہ بیٹھ سکتا تھا لیکن جس وقت کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ تشریف لاتے
تھے اور چاہتے تھے کہ مسند پر بیٹھین انکے چچا ارادہ منع کرنے کا کرتے تھے حضرت عبدالمطلب فرماتے تھے کہ میرے

اس فرزند کو منع نہ کرو کہ یہ مرتبہ عالی رکھتا ہے اور عنقریب ہے کہ یہ تمہارا سردار ہووے اور مین انکے چہرہ سے نور
سیادت اور بزرگی کا دیکھتا ہون اور جلد جمیع خلق کے پیشوا ہونگے پس کہہ عبد المطلب انکو اپنی گود
مین بٹھا لیتے تھے اور انکی پشت پر ہاتھ پھیرتے تھے اور انکے بوسہ مکرر لیکر فرماتے تھے کہ مینے اس سے بہتر بوسہ پاک
و پاکیزہ نہین چکھا اور کوئی ایسا بدن پاک و پاکیزہ نہین پایا پس اسی طرح کا حال حضرت عبد المطلب کا
تھا چنانچہ جسوقتکہ انکا وقت وفات قریب پہنچا پیغمبر خدا کو اپنے سینہ پر بٹھا لیا اور انکا بوسہ لیکر روئے
اور حضرت ابو طالب کی طرف منہ کرکے فرمایا کہ اے ابو طالب انکی محافظت کر کہ انھونے بوئے پدر نہین
سونگھی اور مزہ شفقت مادری نہین چکھا چاہئے کہ تم انکو اپنا پارہ جگر سمجھو اسلئے کہ تم اور انکا باپ ایک
ماں سے ہین اے ابو طالب اگر تم انکے ایام جلالت اور رفعت کو پایا تو جہانتک ہو سکے ہاتھ اور زبان و مال سے
انکی یاری اور مددگاری کرنا واللہ یہ جلد تمہارے سرگروہ ہونگے اور انکو بادشاہی نصیب ہوگی پس اے فرزند تو نے
میری وصیت قبول کی حضرت ابو طالب نے عرض کی جو کچھ آپنے فرمایا مینے قبول کیا اور مین حق خدا
کو گواہ کرتا ہون اسوقت حضرت عبد المطلب نے حضرت ابو طالب کا ہاتھ پکڑکے عہد و پیمان محکم لیا اور
فرمایا کہ اب مجھکو مرگ آسان ہوئی اور جناب رسول خدا کا بوسہ لیکر فرمایا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ مین نے اپنے
کسی فرزند کا بوسہ نہین لیا کہ تم سے بہتر ہو پس کہہ کر طائر روح مقدس انکا باغ جنان کو پرواز کر گیا
اور حضرت عبد المطلب کی عمر شریف مین اختلاف ہے بعضے علما فرماتے ہین کہ انکا سن ایک سو دس برس کا تھا
اور بعضے فرماتے ہین ایک سو چالیس برس کا تھا اور اسوقت جناب رسول خدا کی عمر شریف آٹھ برس سے
کچھ زیادہ گذر گئے تھے اور بعضے علما چھہ برس کہتے ہین اور بعضے نو برس پس حضرت ابو طالب نے اس
جناب کو اپنے سینے سے لگا لیا اور ایکساعت بھی جدا نہ کیا اور ہمیشہ انکے کفیل و معین رہے چنانچہ صاحب
مواہب کہ علماء اہل سنت سے ہے کہتا ہے کہ ابو طالب نے پیغمبر خدا کی کفالت کی اور عبد المطلب نے انکو وصیت
کی تھی کہ کبھی انکی یاری و مددگاری سے ہاتھ نہ اٹھانا پس حال جناب رسول خدا کی رضاعت اور خورد سالی
کا تھا اور اس مقام مین مناسب ہے کہ اس جناب کی کچھ مختصر شمائل مبارک کا بھی بیان ہو پس پوشیدہ نہ رہے کہ
روضۃ الواعظین مین ابو علی محمد بن احمد بن علی قتال نے حضرت امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ

ایک روز حضرت مسجد کوفہ مین اپنی شمشیر کو تکیہ کیے دونو زانوون پر عرض شمشیر رکھکے ہاتھون سے اسکو
سنبھالے ہوئے بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکے عرض کی کہ آپ جناب رسول خدا کی صورت کی تعریف کیجیے
کہ کیسی تھی حضرت نے فرمایا کہ اُس جناب کا چہرہ مبارک سرخ و سفید تھا اور آنکھون کی پتلیان سیاہ
تھین اور بال سیدھے تھے اور درمیان سینہ سے ناف تک بالون کا ایک خط باریک سیاہ تھا اور رخسار
ہموار اور نرم تھے اور ہاتھون کی ہتھیلیون اور پاؤن کے تلوون مین گڑھا نتھا بلکہ بھری تھے اور جسوقت کہ
حضرت راہ چلتے تھے تو پاؤن کو زمین پر گھسیٹتے نہ تھے بلکہ قدم مبارک زمین سے جدا ہو جاتا تھا اور
جسوقت کہ دہنے یا بائین کو ملتفت ہوتے تھے تو اُسطرف تمام بدن شریف سے پھر جاتے تھے اور اُس جناب کا
قد میانہ تھا اور جب آنکی پیشانی نورانی پر پسینا آتا تھا تو وہ قطرے مثل موتی کی نمایان ہوتے تھے اور
اُس جناب کے پسینے مین ایسی خوشبو آتی تھی کہ مشک کی خوشبو سے زیادہ تھی اور مینے مثل آنکی کسی اور کو
نہین دیکھا نہ قبل اُنکے نہ بعد اُنکے اور ظاہر امراد حضرت کی یہ تھی کہ مثل اُس جناب کی نہ کوئی پیدا
ہوا ہے نہ کوئی پیدا ہوگا اور حدیث معتبر مین حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ
صلوات اللہ علیہما سے منقول ہے کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ لوگون کی نظرون مین
ساتھ عظمت اور جلال کے دکھائی دیتے تھے اور اُس جناب کا رعب اور دبدبہ انکے دلون پر چھایا تھا اور اُس جناب
کا چہرہ مبارک نور سے مثل ماہ شب چہاردہ کی روشن اور چمکتا تھا اور سر مبارک بزرگ تھا اور بال
نہ بہت گھونگروالے تھے نہ بہت سیدھے تھے اور اکثر بال مبارک کے کان کی لو تک رہتے تھے
اور اگر اس سے زیادہ ہو جاتے تھے تو مانگ نکال لیتے تھے اور اُس جناب کا چہرہ مبارک سفید اور نورانی اور
کشادہ پیشانی تھا اور ابروے مقدس باریک اور رخسار مثل کمان کے تھی اور ملی ہوئی نہ تھی اور بعضی
روایت مین ہے کہ دونو ابروے مبارک ملے ہوئے تھے اور اُس جناب کی بینی مقدس باریک تھی اور
درمیان سے قدرے اونچی تھی اور ریش مبارک گھنی اور برابر تھی اور دہان معجز بیان متوسط تھا
بہت چھوٹا نتھا اور دندان مبارک سفید اور براق اور نازک اور کشادہ تھے اور گردن
مبارک صراحی دار تھی اور اسی طرح اور بھی اعضائے مقدس تمامی اور خوشنما تھے اور سینے سے شکم مبارک برابر تھا

اور دونو شانون کا بیچ کشادہ تھا اور ہر ایک جوڑ اور استخوان مبارک قوی اور پرکار تھا اور علامت شجاعت اور قوت کی ہی اور عرب مین اسکی نہایت تعریف ہے اور اس جناب کا تمام جسم شریف نورانی تھا اور درمیان سینہ ناف سے تلک بالون کا ایک خط سیاہ باریک تھا اور باقی تمام سینہ اور پیٹ بالون سے صاف تھا اور کہنی سے ہاتھون پر بال تھے اور بیند دست مبارک چوڑی تھے اور کف دست کشادہ تھی اور قد مبارک میانہ تھا اور جبین شریف طولانی ہی اور اسی طرح اور بھی روایتوں مین لکھا ہے چنانچہ عبد اللہ بن سلمان سے روایت کی ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مینی انجیل مین پڑھا کہ حق تعالی نے حضرت عیسی کو وحی فرمائی کہ اے عیسی اے فرزند زن پاک و پاکیزہ ہمارا حکم اہل سوریہ کو پہنچا کہ مین خداوند عالم ہون اور مجھکو زوال نہین ہے پس تم اس پیغمبر کی تصدیق کرو کہ اسکی سواری شتر کی ہوگی اور اسکی سر پر عمامہ اور ہاتھ مین عصا ہوگا اور اسکی آنکھین بڑی ہونگی اور پیشانی چوڑی اور ناک سوتوان اور دندان کشادہ ہونگے اور گردن اسکی مانند نقرہ جلائی گئی کے ہوگی اور زیر گردن بال اسکی اس طرح سی چمکتی ہونگی کہ جسطرح طلا کا لمع ہوتا ہی اور سینہ سی ناف تک بالون کا ایک خط باریک ہوگا اور باقی سینہ اور پیٹ پر بال نہونگے اور رنگ اس کا گندم گون ہوگا اور جسوقت کہ وہ مجمع مین آئیگا تو سب سے بلند اور نمایان ہوگا اور اسکے چہرہ مبارک کا پسینہ مثل موتیون کی جاری ہوگا اور ہمیشہ اس سے بوئے مشک آئیگی اور قبل اسکے کسی مثل اسکی نہ دیکھا ہوا اور نہ بعد اسکے دیکھیگا اور عورتون سے نکاح بہت کریگا لیکن اولاد کم ہوگی اور اسکی آل مین ایک بیٹی صاحب برکت ہوگی کہ اسکا گھر بہشت مین ہوگا کہ وہان کوئی آزار اور محنت نہین ہے اور وہ آخر زمانے مین اس دختر کی کفالت کریگا جیسا کہ ذکریا نے تیری ماں کی کفالت کی ہی اور اس دختر سی دو فرزند پیدا ہونگے اور وہ شہید ہونگے اور اس پیغمبر کہ سخن قرآن اور دین اسلام ہوگا پس طوبی اس کے لئے ہی جو کہ اس زمانے مین موجود ہوا اور اسکا دین قبول کری اور اسکی بات سنی عیسی نے عرض کی اے پروردگار طوبی کیا چیز ہی خداوند عالم نے وحی کی ای عیسی طوبی بہشت مین ایک درخت ہی کہ ہم نے اپنی قدرت سے اسکو ایسا بلند کیا ہی کہ سایہ اسکا تمام بہشتون تک پہنچتا ہی اور اصل اسکی باغ رضوان سے ہی اور پانی اسکا چشمۂ تسنیم سی ہی اور وہ سردی مین مثل کافور ہی اور ذائقہ مین مثل زنجبیل ہے پس جو کہ اس چشمہ سی ایک مرتبہ پانی پئے تو اسکو کبھی پیاس

پینے لگے گی حضرت عیسیٰؑ نے عرض کی خداوندا مجھ کو اُس چشمہ سے پانی عطا فرما اُن کے جواب مین حق تعالیٰ
نے فرمایا اے عیسیٰؑ اُس چشمہ کا پانی سب خلایق پر حرام ہی جبتک وہ پیغمبر اور اُسکی اُمت نہ پی لین اے عیسیٰ
مین تجھ کو آسمان پر لیجاؤنگا پس جسوقت کہ زمانہ آخر ہوگا مین تجھ کو پھر زمین پر بھیجونگا کہ اُس پیغمبر
کی اُمت سے عجائب مشاہدہ کرے اور دجال العین کو قتل کرے اور مین تجھ کو اُنکے وقت نماز کے بھیجونگا کہ تو اُنکے
ساتھ نماز پڑھے بتحقیق کہ اُمت اُنکی رحم کی گئی ہی پس حضرت رسالت پناہؐ کی شمائل مبارک کا بیان تھا
اور اب چاہئی کہ اُن حضرت کی جسم شریف کے کچھ معجزون کا بھی ذکر ہو پس پوشیدہ نہ رہی کہ حق الیقین
مین جناب مولانا مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ حضرت رسالت پناہؐ کی جسم شریف سی جو بیس معجزہ ظاہر
ہوئے ایک یہ کہ اُن حضرت کی پیشانی پر ایسا نور چمکتا تھا کہ عکس اُسکا در و دیوار پر جاتا تھا اور جسوقت کہ
اپنے دست مبارک کو بلند کرتے تھے تو دسون انگلیان مثل دس شمع کی روشن ہو جاتی تھین اور حیات القلوب
مین پھر فرماتے ہین کہ حدیث معتبر مین حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہی کہ جناب رسول خداؐ کو
جو شخص کہ شب تار مین دیکھتا تھا تو اُنکی نور پیشانی سے مشاہدہ کر لیتا تھا کہ مثل ماہتاب کے روشن اور چمکتی
تھی چنانچہ نقل ہی کہ ایک شب عائشہ کی سوئی گم ہو گئی اور جسوقت کہ حضرت تشریف لائی اُنکے چہرہ اقدس
کے نور سے مل گئی اور پھر فرماتے ہین کہ روایت ہی جسوقت کہ حضرت شب تار مین تشریف لے جاتے تھے
اپنے دست مبارک کو بلند کر لیتی تھے تو انگلیون سے ایسا نور چمکتا تھا کہ اُسکی روشنی مین چلے جاتے تھے
دوسرے یہ کہ حضرت کے جسم شریف سی ایسی بوی خوش آتی تھی کہ جس راہ سی تشریف لیجاتے تھے وہ
راہ خوشبو ہو جاتی تھی اور لوگون کو معلوم ہوتا تھا کہ حضرت ادھر سی تشریف لے گئی ہین اور خوشبوے
حضرت کے پسینہ کے عطر کی خوشبوئی سی زیادہ تھی بلکہ اُسکو عطر مین ملا دیتی تھی اور جسوقت کہ حضرت کے
آگے ڈول پانی کا لائی حضرت نے اُسمین سے ایک چلو پانی لیا اور کُلی کر کے اُسی ڈول مین ڈالدی اور وہ سب
پانی مشک کی خوشبو سی زیادہ خوشبو ہو گیا تیسرے یہ کہ جسوقت حضرت دھوپ مین کھڑے ہوتے
تھے یا چلتے تھے تو اُنکا سایہ نہوتا تھا چوتھے یہ کہ جسوقت حضرت کسی شخص کے ساتھ چلتے تھے کیسا
ہی وہ طویل القامت ہو حضرت کا سر اور گردن مبارک اُس سی بلند رہتا تھا پانچوین یہ کہ جسوقت

حضرت دھوپ مین چلتے تھے ابر آکے اُنپر سایہ کیا تھا اور آنکے ساتھ چلتا تھا چھٹے یہ کہ حضرت کے سر
مبارک اور جسم سے پر کوئی جانور پرواز نہ کرتا تھا بلکہ جسم شریف پر مکسی و پشہ وغیرہ بھی نہین بیٹھتا تھا
ساتوین یہ وہ حضرت جس طرح کہ پیش رو ملاحظہ فرماتے تھے اسی طرح عقب سے بھی ملاحظہ فرماتے تھے اور
اسمین کسیکو توہم نہو کہ جناب قدس الٰہی نے اُس سرور کے تمام جسم شریف مین قوت باصرہ عنایت فرمائی تھی آٹھوین
یہ کہ حضرت کا حال خواب و بیداری مین یکسان تھا اور ملائکہ کو دیکھتے تھے اور اُن کی آواز سنتے تھے
بلکہ ہر ایک کے دل کی بھی خبر رکھتے تھے نوین یہ حضرت کے مشام مبارک مین کبھی بدبو نہین آئی دسوین یہ
حضرت اپنی آب دہن جس کنوئین مین ڈالدیتے تھے اُسکی برکت سے وہ کنوان پانی سے بھر جاتا تھا اور
جو صاحب مرض کہ اُسکو پیتا تھا شفا پاتا تھا اور جس کھانے مین اپنا دست مبارک لگا دیتے تھے اُسکی برکت
سے تھوڑی کھانی مین بہت لوگ سیر ہو جاتے تھے چنانچہ جابر انصاری نے ایک بچہ گوسفند اور
یعنے تین سیر جو کی روٹیون سے سات سو آدمیون کو سیر کیا۔ گیارھوین یہ حضرت ہر ایک زبان
کو سمجھتے تھے اور اُسمین کلام کرتے تھے چنانچہ بسند معتبر منقول ہی کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد تقی
علیہ السلام سے عرض کی کہ حق تعالی نے پیغمبر خدا کا نام کس لئیے امی رکھا تھا حضرت نے فرمایا کہ لوگ کیا
کہتے ہین اُس نے عرض کی کہ وہ کہتے ہین کہ پیغمبر خدا کو لکھنا پڑھنا نہ آتا تھا حضرت نے فرمایا دروغ
ہے خدا اُن پر لعنت کرے اللہ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ بہتر زبانون کو پڑھتے اور لکھتے تھے
مگر خدا نے انکو اس لئیے امی فرمایا کہ اہل مکہ مین سے تھے اور مکہ کا ایک نام ام القریٰ ہی بارھوین یہ حضرت
کی ریش مبارک مین سات بال سفید تھے کہ مانند آفتاب کی درخشان تھے تیرھوین یہ کہ حضرت کی
پشت مبارک پر مہر نبوت کا نقش تھا اور نور اُسکا آفتاب کے نور سے زیادہ تھا چودھوین یہ
کہ حضرت کی انگلیون سے پانی لطیف اسقدر نکلتا تھا کہ جماعت کثیر سیراب ہو جاتی تھی پندرھوین
یہ کہ حضرت نے اپنی انگشت مبارک کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دئے انشاء اللہ عنقریب بیان
اسکا بالتفصیل ہوگا سولھوین یہ حضرت کے ہاتھ مین سنگریزہ تسبیح پڑھتے تھے اور لوگ سنتے تھے
سترھوین یہ وقت ولادت پانون کی طرف سے زمین پر تشریف لائے اور جمیع نجاستون سے پاک اور

صاف تھے اور ختنہ کیا ہوا اور ناف بریدہ تھے اور بدن شریف سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ تمام
مکان معطر ہوگیا اور کعبہ کی طرف منہ کرکے سجدہ مین چلے گئے اور جب سجدہ سے سر اُٹھایا آسمان کی طرف
ہاتھون کو بلند کرکے خداوند عالم کی وحدانیت اور اپنی رسالت کا اقرار کیا اور ایک نور ایسا ظاہر ہوا کہ تمام عالم کو
مشرق سے مغرب تک اُس نے روشن کردیا اٹھارو ین یہ کہ حضرت کبھی محتلم نہوئے اور خواب شیطانی کو
نہین دیکھا اُنیسوین یہ کہ حضرت کے فضلہ سے بوئے مشک آتی تھی اور کسی نے اسکو نہین دیکھا بلکہ زمین اسکو
کھا جاتی تھی بیسوین یہ کہ حضرت جس چارپائے جانور پر سوار ہوتے تھے وہ ہمیشہ جوان رہتا تھا اور کبھی
ضعیف اور پیر نہ ہوتا تھا اکیسوین یہ کہ حضرت سے قوت مین کوئی زیادہ نہ تھا بائیسوین یہ کہ حضرت
کی جمیع مخلوقات تعظیم و تکریم کرتی تھی حتی کہ سنگ اور درخت بھی واسطے تعظیم کے جھک جاتے تھے اور
سلام کرتے تھے اور اُن حضرت کے عہد طفلی مین جھولے کو انکے ماہتاب جھلاتا تھا تئیسوین یہ کہ حضرت زمین
نرم پر راہ چلتے تھے پاؤن کا نشان نہ ہوتا تھا اور جب کبھی سنگ سخت پر چلتے تھے پاؤن کا اثر ہو جاتا تھا
چوبیسوین یہ کہ حق تعالیٰ نے حضرت کے رعب کو لوگون کے دلون پر اسقدر غالب کیا تھا کہ باوجود تواضع و
فروتنی کے کوئی اُن حضرت کو نگاہ بھر کے نہ دیکھ سکتا تھا اور جس وقت کہ حضرت کو کوئی کافر یا منافق
دیکھتا تھا تو حضرت کے خوف سے دل اُس کا کانپ جاتا تھا بلکہ حضرت کا رعب اور دبدبہ مہینے کی راہ تک فرقون کے
دلون مین اثر کر جاتا تھا **تیسرا فائدہ** حضرت کے وقت بعثت کے بیان مین پس پوشیدہ نہ رہے
کہ جناب اقدس الٰہی نے اُن حضرت کے نور کو ابتدائے خلقت مین پیدا کیا تھا لیکن بنابر مصلحت اور حکمت کے
بعثت ظاہری اور حکم تبلیغ رسالت بعد گذرنے چالیس برس کے عمر شریف سے ظہور مین آیا جیسا کہ حیات القلوب
مین جناب مولانا آخوند علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ جناب رسالت پناہ کا روز بعثت ماہ رجب کی ستائیسوین تھی
اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہے اور ائمہ سے اس مضمون کی بہت حدیثین معتبر وارد ہین لیکن اہل سنت نے
اختلاف کیا ہے بعضے ماہ مبارک رمضان کی سترہوین کہتے ہین اور بعضے اٹھارہوین اور بعضے
چوبیسوین اور بعضے ربیع الاول کی بارہوین غرض اسی طرح انکے اقوال اور بھی ہین کہ جنکی کچھ سند
نہین اور حدیث معتبر مین حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جبرئیل روز نوروز کو وحی

پیغمبر خدا کے پاس آئے تھے لیکن قبل بعثت ظاہری کے حضرت کی عبادت مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ
حضرت نوحؑ کی شریعت پر عمل کرتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت ابراہیمؑ کی اور بعضے کہتے ہین
کہ حضرت موسیؑ کی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰؑ کے اور جناب ہدایت مآب قدوۃ الاسلام ناصر
طریقۂ ائمۂ اطہار یعنی جناب سید العلماء دام ظلہ حدیقۂ سلطانی مین فرماتے ہین کہ حضرت قبل بعثت
ظاہری کے بھی پیغمبر تھے اور کسی کی شریعت پر انبیاء سابق سے نہ تھے بلکہ اپنی شرع پر عمل فرماتے تھے جو کہ
وحی ملائکہ کرام اور الہام سے اُن کو حاصل ہوتی تھی اگرچہ اُسکی تبلیغ کا حکم نہ تھا اسلئے کہ حضرت
کی شرع کے آگے سب انبیاء کی شرع کا حکم جاتا رہا چنانچہ حدیث صحیح مین حضرت امام محمد باقرؑ
علیہ السلام سے منقول ہی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل آنے جبرئیل کے بھی اپنی نبوت کے
آثار مشاہدہ فرماتے تھے اور ملائکہ کے کلام سنتے تھے یہانتک کہ چالیس برس گذر گئے اور بعد اسکے جبرئیل
وحی لائے اور اُنکو بصورت انسان کی ملاحظہ فرمایا اور حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہین جسوقت
کہ جبرئیل بصورت دحیہ کلبی کے جناب رسالت پناہ کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے کمال ادب کے لحاظ سے
بیٹھتے تھے بلکہ جبتک آنیکا اذن نہ ہوتا تھا در دولت پر کھڑے رہتے تھے اور ابن شہر آشوب نے
شیعہ اور سنی دونون سے روایت کی ہی کہ جسوقت حضرت جبرئیل یہ آیہ لائے وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ
الْأَقْرَبِينَ و بروایت اہلبیتؑ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ و
آلہ اپنے اقربای قریب کو ڈرا اور خوف دلا اسوقت حضرت نے جناب امیر المومنین کو بلا کے فرمایا
کہ عبد المطلب کے فرزندون سے کہہ دو کہ کل صبح کو ابوطالب کے مکان مین حاضر ہون اور انکے لئے
ایک صاع گندم یعنی پونے تین سیر کی روٹیان اور ایک ران گوسفند کا شوربا اور ایک کاسہ
دودھ کا تیار کرنا اور جسوقت کہ حضرت نے اُن کو طلب فرمایا وہ چالیس آدمی تھے اور ایک
روایت مین ہی کہ تیس تھے اور ایک روایت مین ہی کہ دس تھے اور ابولہب کہنے لگا کہ محمد گمان
کرتے ہین کہ ہم کو سیر کر دین ہم مین سے ہر ایک شخص ایک گوسفند کھا جاتا ہی اور سیر نہین ہوتا
اور ایک کاسہ بڑا دودھ کا پی جاتا ہی اور سیراب نہین ہوتا پس جسوقت کہ صبح ہوئی

اور وہ سب ابو طالب کے گھر مین جمع ہوے اور حضرت کے چچا عباس و حمزہ اور ابو طالب و ابولہب بھی آئے اُس
وقت جناب امیر نے انکے لئے وہ کھانا حاضر کیا اور روٹیون کو توڑ کے شوربے مین ڈبویا اور دودھ کے
کاسہ کو انکے آگے رکھ دیا پس پہلے حضرت رسول خدا نے اپنا دست مبارک اُس شوربے پر رکھ کر فرمایا بسم اللہ
کھاؤ یہ کلمہ اُن کو کمال ناگوار ہوا لیکن از بسکہ گرسنہ تھے کھانے لگے یہان تک کہ سیر ہو گئے اور اُس مین سے کچھ
کم نہ ہوا بعد اسکے دودھ پیا اور اُس سے بھی سب سیراب ہو گئے اور وہ بھی کم نہ ہوا بعد اسکے حضرت نے
چاہا کہ اُن سے کچھ فرمائین کہ پہلے ابولہب بولا تمہارے سحر نے عجب کام کیا کہ اس قلیل کھانے مین سبکو سیر کر دیا
اور کچھ کم نہ ہوا پس اُسوقت حضرت نے اُس ملعون کے اس کلام بیہودہ سے اُن سے کچھ نہ فرمایا اور جناب
امیر المومنین علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ کل پھر انکو جمع کرنا اور اسی قدر کھانا بھی پکوانا کہ مین پیغام
خدا ان کو پہنچا دون جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین جب دوسرے دن بھی اُن سبھون نے کھانا
کھایا اور سیر ہو گئے اُسوقت حضرت نے فرمایا ای فرزندان عبد المطلب تمھارے لئے وہ چیز لایا ہون
کہ اُس سے بہتر کوئی عرب اپنے قوم کے لئے نہ لایا ہو بتحقیق کہ مین تمہارے لئے دُنیا و دین کی خیر
لایا ہون پس اگر مین تم سے کہون کہ تمہارا دشمن صبح یا شام کو آئیگا آیا تم میری کہنے کا باور
کروگے اُنھون نے کہا البتہ ہم تمہین راست گو جانتے ہین حضرت نے فرمایا کہ تم اس کو سمجھو کہ کسی کا خیر خواہ
اُس سے دروغ نہین کہتا ہی اور مین تمھارا خیر خواہ ہون چاہیے کہ جو کچھ مین تم سے کہون اُسکو یقین جانو
کہ مجھکو خداوند عالم نے اپنا رسول کرکے تمام عالم پر بھیجا ہے اور یہ حکم دیا ہی کہ مین پہلے اپنے اقربای قریب سے
کہون اور اُنکو عذاب آخرت سے ڈراؤن اور تم میری عزیز اور اقربای قریب ہو اور تم نے میرا معجزہ اس
کھانے مین دیکھا ہی پس جو کہ اس کھانے کو کھاکے ایمان نہ لائیگا خدا اُسکو عذاب شدید مین گرفتار کریگا
کہ ایسا کسی کو گرفتار نہ کیا ہو ای فرزندان عبد المطلب آگاہ ہو کہ خدا نے ہر پیغمبر کا ایک وزیر اور وصی
مقرر کیا ہی کہ وہ اُن کے عزیزون مین سے ہو پس تم مین سے جو کہ پہلے ایمان لائے وہی میرا وزیر اور وارث
اور وصی و خلیفہ ہوگا اور وہ کون ہی کہ سب سے پہلے میری بیعت کرے اور میرا بھائی ہو کہ میری
یاری اور مددگاری کرے تا مین اُسکو اپنا وزیر اور وصی اور خلیفہ کرون اور میری حکم کو جاری

کردوے بعد میرے میرا قرض ادا کرے جبونکہ حضرت نے یہ ارشاد کیا اور کسی نے جواب دیا اسوقت جناب
امیر علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ جو کچھ آپنے ارشاد فرمایا اسکو مینے قبول کیا اور مین آپکی بیعت
کرتا ہون اور جو کچھ کہ فرمائیگا اسکو بھی بجالاؤنگا حضرت نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ جو کہ تم سے بڑے ہین
شاید کہ کوئی انمین سے کھڑا ہو اور حضرت نے پھر ان کلمات کو ارشاد کیا اور کسی نے جواب دیا تو
پھر علی ابن ابی طالب علیہ السلام اٹھے کھڑے ہوکے بعتقاد صادق عرض کی کہ مین آپ کی طاعت مین
دل سے حاضر ہون آخر مرتبہ سوم مین حضرت نے انکو اپنے پاس بلایا اور انھون نے بیعت کی
پس حضرت نے اپنا آب دہن مبارک انکی دہن اطہر مین ڈال دیا اور کچھ سینے پر ڈالدیا اسوقت ابولہب علیہ اللعنة
نے کہا کہ تم نے اپنے چچا کے بیٹے کو خوب جزا دی کہ اسنے تمہاری اطاعت کی اور تم نے اسکے منہ
اور سینے پر تھوک لگایا حضرت نے فرمایا کہ مینے انکو علم اور حلم اور فہم سے مملو کردیا اور وہ باہر کے ہنسنے
لگے اور ابوطالب سے کہا کہ اب محمد تم سے کہینگے کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کرو **فائدہ چوتھا**
حضرت رسالت پناہ کے معجزے بہت ہین اور وہ بیشمار ہین لیکن انمین سے کچھ مختصر معجزون کا بیان ہوتا ہے جو کہ
مشہور ہین پس مخفی نرہے کہ پہلا معجزہ قرآن مجید ہے کہ اسکو ہر شخص جانتا ہے دوسرا معجزہ شق القمر ہے
کہ اسکو بھی ہر شخص جانتا ہے جیسا کہ حدیث یونس مین وارد ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ ماہ ذی الحجہ کی چودھوین شب مین اہل عقبہ کے چودہ آدمی جمع ہوکے حضرت رسالتپناہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آئے اور عرض کی کہ ہر پیغمبر کے لئے ایک معجزہ ہے پس آپکا
اعجاز کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ تم کس معجزے کے طلبگار ہو انھون نے کہا کہ اگر پیش خدا تمہاری
قدر و منزلت ہے تو چاند کے دو ٹکڑے کردو اور اسیوقت حضرت جبرئیل نے آکے عرض کی کہ
خدا ے جلشانہ نے سلام فرمایا ہے اور یہ ارشاد کیا ہے کہ مینے ہر چیز کو تمہاری تابع کیا اسوقت حضرت نے
اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کرکے چاند سے فرمایا کہ دو ٹکڑے ہوجا پس وہین چاند کے دو ٹکڑے
ہوگئے حضرت نے سجدۂ شکر کیا اور ہمارے شیعون نے بھی سجدۂ شکر کیا اور بعد اسکے پھر ان لوگون نے
کہا کہ چاند بصورت اصلی ہو جاے حضرت نے اسکو بدستور سابق کردیا یہ دیکھ کر کفار کہنے لگے جسوقت کہ

ہمارے مسافر ملک شام و زمین سے پھر اوین ہم ان سے پوچھین کہ آیا تم نے بھی شق قمر دیکھا یا نہین پس اگر
انھون نے بھی دیکھا ہی تو البتہ یہ تمہارے پروردگار کی جانب سے ہی ورنہ جادو ہی اور جبیر نے
روایت کی ہی جسوقت کہ انکے مسافر شام او زمین سے آئے اور انھون نے کہا کہ ہم نے بھی اسی شب
مین چاند کو دو نیم ہوتے دیکھا تھا اور پھر اسکو ملجاتے بھی دیکھا اور ضحاک نے روایت کی ہی کہ ابوجہل نے کہا
کہ یہ بھی جادو ہی لیکن چاہیے کہ اور شہرون سے بھی خبر منگا لو جب خبر آئی کہ یہان بھی اسی شب مین
چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھے تھے اور پھر ایک ہو گئے تو کافرون نے کہا کہ یہ بھی ایک جادو ہی کہ تمام شہرون مین
منتشر ہو گیا **تیسرا معجزہ** یہ ہی کہ آفتاب غروب ہو کے نیچے سے پھر آیا چنانچہ حق الیقین مین آخوند علیہ الرحمہ
فرماتے ہین شیعہ و سنی دونو نے اسما بنت عمیس وغیرہ سے روایت کی ہی کہ ایک روز حضرت رسول خدا نے
جناب امیر کو کسی کام پر بھیجا تھا اور آپ نماز عصر پڑھ چکے تھے بعد اسکے جناب امیر آئے حضرت نے
انکی گود مین اپنا سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا اور اسی حال مین وحی آئی یہان تک کہ قریب تھا کہ آفتاب
غروب ہو اور بعد وحی کے حضرت نے فرمایا ای علی تم نے نماز پڑھی جناب امیر نے عرض کی کہ مجھسے
نہو سکا کہ آپکے سر مبارک کو زمین پر رکھکر نماز پڑھتا اسوقت حضرت رسول خدا صلعم نے
دعا کی کہ خداوندا علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت مین تھا پس اسکے لئے آفتاب کو پھیر دے اسمانے
کہا واللہ مینے دیکھا کہ آفتاب پھر بلند ہوا اور اسجگہ پہنچا کہ وقت فضیلت نماز عصر کا تھا اور جب
جناب امیر المومنین علیہ السلام نماز عصر پڑھ چکے پس دفعۃً آفتاب غروب ہو گیا **چوتھا معجزہ**
یہ ہے کہ حضرت کے اور آپکے اہلبیت کے لئے بہشت سے خوان کھانے اور میوون کے آتے تھے جیسا
کہ بسند معتبر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہی کہ ایکروز حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا
ہریسہ تیار کرکے حضرت رسول خدا کی خدمت مین لائین اور اپنے دونو فرزند امام حسن و امام حسین
علیہما السلام کو بھی گود مین لائین اسوقت حضرت نے فرمایا کہ میرے ابن عم کو بلا لو جسوقت کہ جناب
امیر المومنین حاضر ہوئے حضرت نے امام حسن کو اپنے دہنی طرف بٹھایا اور حضرت امام حسین کو بائین
طرف اور علی و فاطمہ علیہم السلام کو سامنے اور پیچھے بٹھایا اور انپر ایک عبا اڑھا دی اور

تین مرتبہ فرمایا خداوندا یہ سب میرے اہلبیت ہین پس ان سے شک اور گناہ کو دور کر اور ان کو
پاک کر جو حق پاک کرنیکا ہی ام سلمہ کہتی ہین کہ مین چوکھٹ پر کھڑی تھی مینے عرض کی اے رسول
خدا ان مین مین بھی ہون حضرت نے فرمایا تمھارا انجام بخیر ہی لیکن تم ان مین داخل نہین ہو
اور اُسوقت جبرئیلؑ بہشت سے ایک طبق انار و انگور کا لائے اور جب حضرت نے اپنے دست مبارک
مین انار اور انگور لئے تو وہ دونو تسبیح خدا پڑھتے تھے پس حضرت نے انکو تناول فرمایا اور پھر
حسنؑ و حسینؑ کو دئے تو وہ اُنکے بھی ہاتھ مین سبحان اللہ کہتے تھے اور اُنھون نے بھی اُنکو تناول کیا
اور پھر علیؑ کو دئے اور اُنکے بھی ہاتھ مین تسبیح پڑھتے تھے پس اُنھون نے بھی تناول فرمایا اُس
وقت اصحاب مین سے ایک شخص آیا اور اُسنے چاہا کہ انار اور انگور کو کھاے جبرئیلؑ نے کہا کہ کوئی
ان میوون کو نہین کھا سکتا ہی مگر پیغمبر یا وصی پیغمبر یا فرزند پیغمبر اور دوسری روایت عائشہ
سے ہی کہ ایک روز پیغمبر خدا نے علی کو کسی کام پر بھیجا تھا اور جب علی آئے حضرت میرے حجرے مین سے
کھڑے ہو گئے اور صحن تک چلے آئے اور اپنا ہاتھ اُنکی گردن مین ڈالدیا ناگاہ ایک ابر آیا اور
یہ دونو صاحب اُسمین غائب ہو گئے اور جب ابر چلا گیا مینے دیکھا کہ حضرت کے ہاتھ مین ایک خوشہ
انگور سفید تھا اور اُسکو تناول فرماتے تھے اور علیؑ کو بھی دیتے تھے اور وہ بھی کھاتے تھے اُسوقت مینے
کہا اے رسول خدا تم آپ کھاتے ہو اور علیؑ کو بھی کھلاتے ہو اور مجھکو نہین دیتے حضرت نے فرمایا کہ
یہ میوہ بہشت ہی اسکو کوئی دُنیا مین نہین کھاتا ہی مگر پیغمبر یا وصی پیغمبر اور بسند معتبر کتب شیعہ
اور سنی دونو مین انس سے روایت ہی کہ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سوار ہوئے
اور ایک پہاڑ پر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ تو اُس مقام پر جا کہ وہان علی بیٹھے ہین اور
سنگریزون سے تسبیح خدا مین مشغول ہین اُنکو میرا سلام کہنا اور اس شتر پر سوار کر کے لے آ پس
مین گیا اور اُنکو سوار کر کے لے آیا اور اُنھون نے آکے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کو سلام
کیا حضرت نے جواب سلام دیکر فرمایا اے ابوالحسن بیٹھ جاؤ کہ یہان ستر پیغمبر اور بھی بیٹھے ہین
اور مین سب سے بہتر ہون اور ہر پیغمبر کے پاس اُنکا بھائی بھی بیٹھا ہی اور تم اُن سے بہتر ہو بعد

اسکے انس کہتا ہی مینے دیکھا کہ ایک ابر آیا اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے اُسکی طرف اپنا دست مبارک بڑھا کر ایک خوشۂ انگور توڑ لیا اور اپنے اور علیؑ کے بیچ مین رکھکر فرمایا ای بھائی اسکو کھاؤ کہ خدا نے ہمارے اور تمہارے لئے ہدیہ بھیجا ہی اور دوسری روایت مین یون ہی کہ انس کہتا ہے کہ حضرت نے اُس ابر سے طعام لیکر نوش فرمایا اور پانی بھی پیا اور پھر وہ غائب ہوگیا بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ اسی ابر سے تین ہزار تیرہ پیغمبرون نے کھایا اور پیا تھا بلکہ اُن کے وصیون نے بھی اور مین سب پیغمبرون سے بہتر ہون اور اے علیؑ تم سب وصیون سے بہتر ہو **پانچوان معجزہ** حضرت کا یہ ہے کہ جمادات اور نباتات سے ظاہر ہوتا تھا چنانچہ جابر انصاری وغیرہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی جسوقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ مکہ کے پہاڑون پر تشریف لیجاتے تھے تو واسطے تعظیم اُس جناب کے ہر سنگ اور درخت جھک جاتا تھا اور سجدہ کرتا تھا اور کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بلکہ اس معجزہ شریف مین ایک حکایت لطیف ہی کہ شرح تجرید مین علامہ حلی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ شیعہ و سنی دونون نے روایت کی ہی جسوقت کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہان ایک مسجد طیار کی تو اُس مسجد کی محراب کی طرف ایک درخت خرمے کا تھا کہ حضرت اُس پر تکیہ دیکے خطبہ فرماتے تھے کہ ایک مرد رومی آیا اور اُس نے عرض کی اگر حکم ہو تو مین آپکے لئے ایک منبر تیار کرون چنانچہ اُسنے تین زینے کا منبر حاضر کیا اور حضرت نے اُس پر قدم رنجہ فرمایا اور وہ درخت نالہ و فریاد کرنے لگا پس حضرت منبر سے اُترکے اسکے پاس تشریف لائے اور اسکو اپنی آغوش مین لیا تا خاموش ہوا اور فرمایا کہ اگر مین اسکو اپنی آغوش مین نہ لیتا تو یہ قیامت تک فریاد کرتا رہتا اور دوسری روایت مین یون ہی جسوقت کہ حضرت منبر پر تشریف لائے اور وہ درخت فریاد کرنے لگا تو حضرت نے اُسکو اپنے پاس بلایا او زمین کو شگافتہ کرکے حاضر ہوا حضرت نے اُسکو اپنی آغوش مبارک مین لیا جب اُسکی تسکین ہوئی لیکن بنی اُمیہ نے بعد وفات سید کائنات کے اُس مسجد کو گرا کر پھر تیار کیا اور اُس درخت کو بھی کاٹ ڈالا اور ایک روایت مین یون ہی کہ اسکو کھود کے زیر منبر دفن

کر دیا **چھٹا معجزہ** یہ ہے کہ حضرت کی انگشتان معجز نشان سے ایک ایسا چشمہ پانی کا
جاری ہوتا تھا کہ اُسکو پیاسی پیکر سیراب ہو جاتی تھے چنانچہ حیات القلوب مین اخوند مجلسی علیہ الرحمہ
فرماتے ہین کہ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
روایت کی ہی کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین ہمراہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و
آلہ کی ایک سفر مین گیا اور ایک منزل مین پہنچا کہ اُس منزل مین پانی نہ ملا اور تمام لشکر پیاسا تھا پس
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے ایک ظرف منگایا کہ اُسمین تھوڑا پانی تھا اُسکے اندر اپنا
دست مبارک رکھ دیا اور حضرت کی گھائیون سے پانی اسقدر جاری ہوا کہ تمام لشکر نے پیا
اور اپنی گھوڑون کو اور اشترون کو بھی پلایا اور ظروف بھی پانی سے بھر لئے اور اُس لشکر مین
تیس ہزار آدمی اور بارہ ہزار گھوڑے اور بارہ ہزار شتر تھے اور پھر حیات القلوب مین اخوند
مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ طبرسی اور راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے
کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی خدمت مین ایک جماعت نے عرض کی کہ ہمارے کنوئین کا پانی
کم ہو گیا اور شور بھی ہو گیا ہی اور حضرت اُنکے کنوئین پر تشریف لائے اور اُسمین اپنا آب دہن مبارک
ڈالدیا پس وہ کنوان پانی سی بھر گیا اور شیرین بھی ہو گیا چنانچہ وہ ابتک مکہ کے باہر مشہور
اور معروف ہی اور اسکو عسیلہ کہتی ہین اور اہل مکہ اُسپر فخر و مباہات کرتے ہین اور جب مسلیمہ کی قوم نے سنا
اُس سی جاکر کہا کہ تو بھی ایک ایسا ہی معجزہ کر اور وہ بیچارا ایک کنوئین پر آیا کہ اُسمین پانی نہایت شیرین
تھا اپنا لعاب دہن نجس اُس پانی مین ڈالدیا پس وہ پانی شور اور تلخ ہو کر خشک ہو گیا چنانچہ وہ
کنوان ابتک یمن مین مشہور ہے اور اسی قبیل سی کلینی نے حضرت امام جعفر صادق سی روایت
کی ہی کہ اُن حضرت نے اپنی اصحابون مین سی ایک شخص سے فرمایا کہ تو چاہتا ہی کہ مین تجھکو کیفیت
سلمان اور ابوذر کے اسلام لانے کی بتاؤن اُسنے عرض کی کہ مین سلمان کے اسلام لانے سی واقف
ہون لیکن آپ کیفیت ابوذر کے اسلام لانے کی فرمائین پس حضرت نے فرمایا کہ ابوذر مکہ معظمہ سے ایک
مقام بطن مر ہی اُسجا اپنی گوسفندون کو چراتے تھے کہ ناگاہ ایک بھیڑیا دہنی طرف سے آیا

ابو ذر نے اُسکو اپنے عصا سے بھگا دیا پھر وہ بائین طرف سے آیا ابو ذر نے اُسکو ایک عصا مارا اور
کہا کہ مین نے تجھ سا بھیڑیا خبیث نہین دیکھا اور وہ بھیڑیا خبابِ رسالت پناہ صلعم کے اعجاز سے گویا
ہوا اور اُس نے کہا واللہ اہل مکہ مجھ سے بدتر ہین کہ خداوند عالم نے اُن پر اپنا پیغمبر بھیجا
اور وہ لوگ اُنکی طرف نسبت دروغ کی کرتے ہین اور اُنکی شان مین کلمات بیہودہ کہتے ہین
پس ابو ذر نے یہ سنکے اپنی عورت سے کہا کہ میرا توشہ اور لوٹا اور عصا لے آ اور یہ لیکر مکہ کی طرف
روانہ ہوے کہ جو بھیڑیے نے کہا ہی اُسکو دریافت کرون اور بعد طے مسافت کے اُسوقت مکہ مین پہنچے کہ ہوا
بہت گرم تھی اور بسبب زحمت راہ کے اُنپر تشنگی غالب تھی کہ نزدیک چاہ زمزم کے آئے اور اُس مین سے
ایک لوٹا پانی کا نکالا دیکھا تو وہ دودھ سے بھرا ہوا تھا اُسوقت ابو ذر کے دل مین آیا کہ یہ اُس
پیغمبر کا معجزہ ہی جسکی مجھکو بھیڑیے نے خبر دی تھی اور اُسکو پی کر مسجد مین آئے دیکھا کہ کچھ لوگ قریش سے
حلقہ باندھے بیٹھے ہین یہ بھی اُنکے پاس بیٹھ گئے دیکھا کہ وہ لوگ اُس پیغمبر کو برا کہتے ہین جیسا کہ اُس
بھیڑیے نے کہا تھا یہانتک کہ آخر روز ہوا کہ ناگاہ حضرت ابو طالب تشریف لائے اور وہ لوگ اُنکو
دیکھکر آپسمین کہنے لگے کہ چپکے ہو اُنکا چچا آتا ہی اُسوقت اُن لوگون نے حضرت کی مذمت سے اپنی زبان
بند کی اور حضرت ابو طالب سے باتین کرنے لگے ابو ذر کہتے ہین جسوقت کہ حضرت ابو طالب اُن
لوگون سے اُٹھے مین اُنکے ساتھ ہوا اُنھون نے پھر کر میری طرف فرمایا کہ تیری کیا حاجت ہے
مینے عرض کی کہ مین اُس پیغمبر کی تلاش مین آیا ہون کہ جو تم مین مبعوث ہوا ہی حضرت ابو طالب
نے فرمایا کہ تجھکو اُن سے کیا کام ہی مینے عرض کی کہ مین چاہتا ہون کہ اُنکی نبوت پر ایمان لاؤن اور
جو کچھ کہ وہ فرمائین اُسکا اقرار کرون حضرت ابو طالب نے فرمایا کہ تو اپنے اس قول پر ثابت رہیگا مینے
عرض کی البتہ پھر حضرت ابو طالب نے فرمایا کہ تو کل اسی وقت میرے پاس آ تا کہ مین تجھکو اُنکی
خدمت مین پہنچا دونگا اور مین اُسی مسجد مین تمام شب رہا جب صبح ہوئی اور مین اُنکا فرون مین بیٹھا
دیکھا کہ پھر وہ حضرت کی مذمت کرنے لگے اور جب ابو طالب تشریف لائے اُن سے اور باتین کرنے
لگے جب حضرت ابو طالب وہان سے اُٹھے مین اُنکی ہمراہ ہوا اُنھون نے مجھ سے فرمایا جو کل تم نے مجھ سے

کہا تھا اسپر عمل کریگا مین نے عرض کی البتہ اور وہ مجکو حضرت حمزہ کے گھر لیگئے مین نے انکو سلام
کیا انھون نے مجھسے فرمایا کہ تو پیغمبر کو کسلیئے پوچھتا ہے مین نے عرض کی کہ مین انکی رسالت کا ایمان
لاؤنگا اور انکے حکم کو بجالاؤنگا پھر انھون نے مجھسے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ خداوند عالم
واحد ہے اور حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ اسکے رسول ہین مین نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ
وان محمداً رسول اللہ اور حضرت حمزہ مجھکو جعفر طیار کے گھر لیگئے اور مینے انکو بھی سلام کیا اور اپنی
حاجت بیان کی وہ مجکو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے دولتسرا پر لیگئے مین نے ان حضرت
کو بھی سلام کیا اور اپنی حاجت عرض کی اور کلمہ شہادتین پڑھا اور وہ حضرت مجکو جناب
رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت مین لائے مینے اس جناب کو سلام کیا اور بیٹھ گیا
مجھسے فرمایا کہ تیری کیا حاجت ہے مینے عرض کی کہ مین آپکی رسالت کا ایمان لایا ہون
پس جو حکم ہو اسکو بجالاؤن حضرت نے فرمایا کہ تو کلمہ شہادتین کو پڑھ جب مینے پڑھا مجھسے
فرمایا اے ابوذر تو ابھی اپنے وطن کو جا کہ تیری جاتے جاتے تیرے چچا کا بیٹا فوت ہوگا
اور تیرے سوا اسکا کوئی وارث نہین ہے تو اسکا مال لینا اور اپنے اہل وعیال مین رہنا جبتک
کہ میری نبوت ظاہر ہو پھر میرے پاس آنا پس ابوذر رخصت ہوکر اپنے گھر آئے کہ ان کے
چچا کا بیٹا مرچکا تھا ابوذر نے اسکے مال کو لیا اور اپنے صرف مین لائے اور اپنے گھر مین رہے
یہانتک کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے مدینے مین ہجرت فرمائی اور اسلام نے
رواج پایا اسوقت ابوذر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے پس حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ یہ صورت ابوذر کے اسلام لانیکی ہے اور تو نے خبر سلمان
کے اسلام لانے کی تو سنی ہے چونکہ اسنے خطا کی تھی کہ حضرت سے دونونکے احوال کو نہ پوچھا اسوقت
وہ کمال پشیمان ہوا اور حضرت سے التماس کیا کہ کیفیت سلمان کے بھی اسلام لانیکی فرمایئے
حضرت نے کچھ نہ فرمایا اور معلوم ہو کہ جناب قدس الہی نے بواسطہ حضرت سید الانام
صلی اللہ علیہ وآلہ الکرام کے ابوذر کو بسبب مشرف ہونے اسلام کے کرامات جلیل کرامت فرمائی جیساکہ

راوندی اور ابن شہر آشوب نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ ابوذر نے کہا کہ مین ایکروز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی خدمت مین گیا حضرت نے مجھسے فرمایا کہ ای ابوذر تیری گوسفندونکا کیا ماجرا تھا مین نے عرض کیا کہ اُنکا قصہ عجیب ہے کہ مین ایکروز نماز پڑھتا تھا کہ ناگاہ ایک بھیڑئے نے میری گوسفندون پر حملہ کیا اور انمین سے ایک کو پکڑ لیا مگر مین نے نماز نہ توڑی اور ارشاد القلوب مین بعین روایت ہی کہ ابوذر نے عرض کی کہ مین نے نماز نہ توڑی ہر چند کہ شیطان نے میرے دل مین وسوسہ ڈالا کہ تو مال دُنیا سے کچھ نہین رکھتا پس اگر تو نے نماز قطع نہ کی تو یہ بھیڑیا تیری گوسفند کو زندہ نہ چھوڑیگا پھر تیری ہاتھہ مین کوئی چیز باقی نہ رہیگی لیکن اُسوقت میری دل مین آیا کہ اگر میری ہاتھہ سے مال دُنیا جاتا ہی جائی مگر الحمد للہ کہ میرے ہاتھہ مین ایمان نبی برحق کا اور محبت اُنکے اہلبیتؑ کی موجود ہی کہ یہ مال دُنیا سے بہتر ہے پس مین نماز مین مشغول رہا کہ ناگاہ ایک شیر آیا اور اُس نے بھیڑئے سے گوسفند کو چھڑا کر کسیطرف روانہ کیا اور مجھسے کہا ای ابوذر اپنے دل کو نماز کی طرف رجوع رکھ کہ خداوند عالم نے مجکو تیری گوسفندون پر موکل کیا ہی اور جب مین نماز سے فارغ ہوا اُس شیر نے مجھسے کہا کہ ای ابوذر جناب رسول خدا کی خدمت مین جا کے عرض کر کہ خدائے عزوجل نے آپکی اصحاب کے گوسفندون پر ایک شیر مقرر کیا ہی کہ اُنکی محافظت کرے اور اسی طرح ایک اور روایت مین منقول ہی کہ حضرت رسالت پناہؐ نے سفینہ آزاد کردہ اپنے کو نامہ دیا کہ مین معاذ کے پاس لیجا اُس نے اثناء راہ مین ایک شیر کو دیکھا کہ وہ درمیان رستے کے بیٹھا ہی اور وہ خوف مین آکے شیر سے کہنے لگا کہ مین جناب رسول خدا کا قاصد ہون اور اُس جناب کا نامہ معاذ کے پاس لئیے جاتا ہون اور وہ شیر یہ سُنکے بقدر ایک تیر پرتاب کے آگے سے ہٹ گیا اور وہان ایک آواز بلند کر کے راہ سے دور چلا گیا اور جسوقت کہ سفینہ اُس طرف سے پھرا اور اُس نے پھر اُسی جا پر اُس شیر کو دیکھا اور پھر اُس نے راہ سے دور جا کر ایک آواز بلند کی پس سفینہ جب حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور یہ نقل بیان کی حضرت نے فرمایا کہ ای سفینہ اُسکی پہلی صدا یہ تھی کہ اُس نے تجھسے پوچھا کہ حضرت رسول خدا کس طرح سے ہین اور دوسری صدا یہ تھی جسوقت کہ تو پھرا اُس نے کہا کہ رسول خدا کو میرا اسلام پہنچا دینا اور اسی طرح راوندی وغیرہ نے شیعہ اور سنی دونو نے

محدثون سے روایت کی ہی کہ سفینہ نامی آزاد کردہ جناب رسول خدا کہتا ہی کہ حضرت نے مجکو
ایک جنگ مین کہین بھیجا تھا اور مین کشتی پر سوار ہوا اتفاقاً بیچ دریا مین وہ کشتی ٹوٹ گئی اور
میرے سب رفیق اور اسباب غرق ہوگیا اور مین ایک تختہ پر تنہا رہ گیا کہ ناگہان ایک ایسی موج
آئی کہ اُسنے مجھکو پہاڑ پر پھینک دیا جب مین پہاڑ پر آیا دوسری موج نے آکے مجکو پھر دریا مین
ڈال دیا الغرض اسی طرح کئی مرتبہ ایک موج آکے پہاڑ کے اوپر پھینک دیتی تھی اور دوسری موج
آکے مجکو دریا مین ڈالدیتی تھی آخر ایک موج نے مجھکو خشکی مین پھینکا اور مینے شکر خدا کیا پھر مین کنارہ
دریا کے سرگردان اور حیران پھرتا تھا کہ ناگہان مینے دیکھا کہ جنگل سے ایک شیر نکلا اور وہ مجکو
دیکھکر میری طرف چلا اُسوقت مینے اپنی جان سے ہاتھ دھوکے درگاہ جناب باری مین دعا کی
کہ خداوندا مین تیرا بندہ ہون اور آزاد کردہ تیرے پیغمبر کا ہون اور تونے مجکو غرق ہونے سے نجات دی
آیا اب تونے مجھپر شیر کو مسلط کیا ہے کہ ناگہان میری دل مین آیا اور مینے شیر سے کہا کہ اے شیر میرا نام
سفینہ ہی اور میرے مولا جناب رسول خدا ہین پس بحرمت اُس جناب کی مجکو ہلاک نکر واللہ جب مینے
یہ کہا وہ شیر مثل گربہ ہوکے میری پاس آیا اور اپنا منہ میرے کبھی پاؤن پر اور کبھی بائین پر ملتا تھا اور بعد
اسکے میری منہ کی طرف دیکھکر بیٹھ گیا اور مجکو اشارہ کیا کہ مجھپر سوار ہو جب مین اُس پر سوار ہوا اور وہ
مجکو بسرعت تمام ایک جزیرہ مین لیگیا کہ وہان درخت میوہ دار بہت تھے اور پانی بھی شیرین تھا اُسنے
مجکو اشارہ کیا اور مین اُس پر سے اُترا اور مینے پانی پیا اور اُنمین سے کچھ میوی کھائی اور کچھ پتے توڑکے
اپنی عورتین کو چھپایا اور کپڑون کو پانی مین غوطہ دیا جب مین اُس سے فارغ ہوا پھر وہ شیر بیٹھ گیا اور مجکو اشارہ
کیا کہ سوار ہو جب پھر مین اُسپر سوار ہوا اور وہ مجکو دریا کے کنارے لیگیا مینے دیکھا کہ ایک کشتی چلی جاتی ہی اُس
وقت مینے کپڑی کو ہلایا اور اُنھونے دیکھا اور کشتی کو پھیر کے میری پاس آئے اور مجکو شیر پر سوار پایا
اور اُنکو نہایت تعجب ہوا اور کہا لا الہ الا اللہ تو کون ہی جن یا انسان مینے کہا مین سفینہ ہون اور میرے
مولا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہین و اُنہین جناب کے واسطے سے یہ شیر میرا مطیع ہوا جبکہ اُنھونے
حضرت کا نام مبارک سُنا کشتی ٹھیرائی اور اسکے بادبان اُتارکے لنگر ڈالدیا اور ایک چھوٹی

کشتی پر دو شخصون کو سوار کرکے میری لئے کپڑی بھیجی مین شیر سی نیچے اترا اور وہ شیر مجھہ سے دور کھڑا ہوکے مجکو دیکھنے لگا جب مین کپڑی پہن چکا آمین سے ایک شخص نے کہا کہ تم میری کاندھی پر سوار ہوتا مین تمکو کشتی پر پہنچاؤن اسوقت مین شیر کے پاس گیا اور مین نے اس سی کہا کہ خدا تجکو جزائے خیر دے اللہ نے دیکھا کہ یہ سنکے اسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور وہ اسی جگہہ کھڑا رہا یہان تک مین کشتی پر سوار ہوا اور مجکو دیکھتا رہا جبتک کہ مین اسکی نظر سی غائب ہوگیا **ساتوان معجزہ** حضرت کا یہ ہے کہ نابینا کو بینائی اور مبروص کو شفا بخشتی تھی اور امور غیب کی خبر دی تھی جیسا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہی کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مکی مین تشریف رکھتی تھے کہ ایکروز حضرت کاسے فران قریش نے کہا اے محمدؐ ہمارا پروردگار ہبل کہ بڑا بت ہی اور وہ بیمارون کو شفا دیتا ہی اور ہم کو بلاکت سے نجات بخشتا ہے حضرت نے فرمایا کہ یہہ دروغ کہتی ہو وہ کسی چیز پر قادر نہین وہ پروردگار عالم ہر چیز پر قادر ہی کافرون نے کہا ای محمدؐ ہم ڈرتے ہین کہ ہبل تمکو اندھا کردے اور مرض فالج اور لقوے مین مبتلا کردے اس لئے کہ تم اسکی پرستش سی لوگون کو منع کرتے ہو حضرت نے فرمایا کہ مرض اور شفا کا دینے والا خداوند عالم ہی کافرون نے کہا اے محمدؐ اگر تم سچ کہتے ہو تو اپنی خدا سے کہو کہ ہم کو ان بلاؤن مین گرفتار اور مبتلا کری تا ہم ہبل سی سوال کرین وہ ہمکو شفا دے تمکو بھی معلوم ہو کہ ہبل تمھارے پروردگار کا شریک ہے اسوقت جبرئیل نے آکے عرض کی ای محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ جناب اقدس الہی نے فرمایا ہی کہ تم کچھہ لوگون پر نفرین کرو اور کچھہ لوگون پر علیؑ نفرین کرین تا مین انکو بلاؤن مین گرفتار کرون اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے انمین سے بیس آدمیون پر نفرین فرمائی اور دس آدمیون پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اسی وقت وہ سب اندھے ہوگئی اور فالج اور لقوے مین مبتلا ہوگئے اور بال انکے گر پڑے اور بدن مین سفید داغ ہوگئے اور ہاتھہ اور پاؤن جدا ہوگئی اور انکا کوئی عضو صحیح نہ رہا سوائے زبان اور کان کے جب یہ حال ان لوگون کا پہنچا اور ان کے اقربا آکے انکو ہبل کے پاس لے گئی اور اس سے کہا کہ ان پر محمدؐ اور علیؑ نے نفرین کی ہی اور انکا یہ حال پہنچا ہی اب تو انکو شفا دی اور اچھا کردے اسوقت قدرت خدا سے ہبل گویا ہوا اور کہنے لگا کہ ای دشمنان خدا این

کسی امر پر قدرت نہیں رکھتا اور مین اُسی خدا کی قسم کھاتا ہون کہ جسنے محمدؐ کو اپنی تمام خلق پر بھیجا ہی اور اُنکو تمام پیغمبرون سے بہتر اور افضل کیا ہی کہ اگر مجکو بھی وہ لعنت کرین تو میرے سب اعضا اور جوارح جُدا ہو جائین اور گر پڑین پھر میری اجزا کو ہوا مین اُڑا دین میرا کچھ اثر باقی نرہی اور وہ کفار ہُبل سے ناامید ہو گئے حضرتؐ کی خدمت مین پھر آئے اور فریاد کی ای محمدؐ ہماری امید قطع ہوئی اور تم ہماری فریادرسی کرو اور اپنے خدا سے کہو کہ ہمکو ان بلاؤن سے نجات دے اور اب ہم عہد کرتے ہین کہ تمکو کوئی پھر ایذا نہ دیو یگا اور اُن بیس آدمیون کو کہ جن پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے نفرین کی تھی حضرتؐ کے سامنے حاضر کیا اور اُن دس آدمیون کو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے حاضر کیا اور اُن دونو بزرگون نے اُن سے فرمایا کہ تم اپنی اپنی آنکھین بند کر کے کہو کہ خداوندا ہم تجکو قسم دیتے ہین محمدؐ اور اُنکی آل اطہار کی کہ ہمکو صحت عنایت فرما پس جسوقت کہ یہ اُن سبھون نے کہا صحیح اور سالم ہو گئے اور ایمان لائے اور باقی کفار قریش اپنی شقاوت پر رہے حضرتؐ نے اُن سے فرمایا جو کہ ایمان لائے تھے کہ تم چاہتے ہو کہ مین تمہارے اعتقاد کو زیادہ کرون اُنھون نے عرض کی البتہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مین تمکو وہ چیز بتا دون جو کہ تم کھاکے اور چھوڑ کے آئے ہو اُسوقت حضرتؐ نے ملائکہ سے فرمایا کہ اُن کے کھانے کو معہ دسترخوان اُٹھا لاؤ دیکھا کہ ہنوز اُنکا کھانا معہ دسترخوان کے آیا حضرتؐ نے اُس کھانے سے فرمایا ای طعام بامر خدا کہہ کہ اُنھون نے تجھ سے کسقدر کھایا اور کسقدر چھوڑ دیا تھا پس وہ طعام گویا ہوا اور ہر ایک شخص کی مقدار غذا کو بتا دیا حضرتؐ نے پھر فرمایا ای طعام کہہ مین کون ہون طعام نے کہا کہ آپ پیغمبر خدا ہین پھر حضرتؐ نے جناب امیر علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ کون ہین طعام نے کہا کہ یہ آپ کے بھائی اور وزیر اور خلیفہ ہین اور سب خلفاؤن سے بہتر ہین راوی نے حضرت امام حسن عسکریؑ سے پوچھا آیا حضرت رسول خدا کے معجزہ اور جناب امیر علیہ السلام کے معجزے مثل معجزہ حضرت موسیٰؑ کے تھے حضرتؐ نے فرمایا کہ علیؑ بمنزلہ جان رسولؐ تھے اور علیؑ کے معجزے رسول خدا کے معجزے تھے اور رسولؐ خدا کے معجزے علیؑ کے معجزے تھے اور جناب قدس الٰہی نے کسی پیغمبر کو جو معجزہ دیا تھا وہ سب معجزے بلکہ اُن سے زیادہ پیغمبر آخر الزمانؐ کو عنایت فرمائے تھے **آٹھوان معجزہ** معجزہ حضرتؐ کا

حضرت موسٰی کے معجزی سے بہتر تھا جیسا کہ احتجاج طبرسی مین حدیث طولانی مین منقول ہی کہ حضرت
امیر المومنین علیہ السلام سی ایک یہودی نے کہا کہ حق تعالی نے حضرت موسی کو ایک عصا دیا تھا
کہ وہ وقت اظہار معجزی کے بصورت اژدہا ہو جاتا تھا حضرت نے فرمایا کہ خدا نے ہمارے
پیغمبر کو اس سے بہتر معجزہ کرامت فرمایا تھا چنانچہ ابوجہل بن ہشام نے ایک شخص سے ایک اونٹ مول
لیا تھا اور اسکی قیمت نہ دیتا تھا اور شراب و کباب مین مشغول رہتا تھا اور جب وہ اونٹ بیچنے والا
اسکی حیلہ سازی سی مایوس ہوا تو ایک کافر نے اس سے کہا کہ اگر تو کہی تو مین تجھکو اس شخص کو بتا دون
کہ جو سرکشون سے لوگون کے حقوق کو دلوا دیتا ہی اس نے حال اضطرار مین پوچھا وہ کون ہی
اس کافر نے بقصد فساد حضرت کو بتا دیا اس لئے کہ ابوجہل آرزو کرتا تھا کہ کوئی سبب ایسا ہو کہ محمد میرے
پاس کسی کام کو آئین اور مین پناہ بخدا مین ان سی استہزا کرون اور انکی حاجت روا نہ کرون غرض وہ اونٹ
کا بیچنے والا حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ مینے سنا ہے کہ آپ کو عمر بن ہشام سے
راہ و رسم زیادہ ہی اس نے میرا اونٹ مول لیا ہے اور اسکی قیمت نہین دیتا آپ اس سے میری سفارش
کرین حضرت نے راہ حسن خلق کے اٹھ کھڑے ہوے اور اسکی ساتھ عمر بن ہشام کے پاس تشریف
لائے اور اس سے فرمایا کہ ای ابوجہل اس شخص کے حق کو ادا کر اور جبتک کہ نیت اسکی کوئی نہ جانتا
تھا وہ فورًا اٹھ کھڑا ہوا اور قیمت اس اونٹ کی اسکے حوالہ کر دی اور جب وہ اپنی محفل سے
چلا اسکے یارون نے اس سے کہا کہ تو محمد سے ڈر گیا ابوجہل نے کہا وائے تمپر چاہیے کہ تم میرا
عذر سنو اور اسکو قبول کرو جسوقت کہ مینے حضرت کو دیکھا انکے دہنی طرف کچھ لوگ کھڑے تھے
اور انکے ہاتھون مین حربے چمکتے تھے اور بائین طرف انکے دو اژدہے تھے کہ وہ اپنے دانتونکو
چباتے تھے پس انکی تند و تیز نگاہون سے مجھکو نہایت خوف آیا اگر مین شتر کی قیمت نہ دیتا
تو وہ دونو اژدہی مجھکو کاٹ کھاتے اور میرے شکم کو چاک کرتے اور حضرت امیر المومنین نے
یہودی سے فرمایا کہ یہ معجزہ حضرت رسول خدا کا حضرت موسٰی کے معجزے سے زیادہ ہے

نوان معجزہ حضرت کا یہ ہی کہ ان سی گوشت بریان بھی کلام کرتا تھا جیسا کہ

حضرت امیرالمومنین نے ایک یہودی سے فرمایا کہ اگر تو حضرت عیسیٰ کا اعتقاد رکھتا ہی کہ وہ مردون سے
کلام کرتے تھے پس جناب رسالت پناہ کا معجزہ انکے معجزہ سی زیادہ ہی کہ جس وقت اس جناب نے اہل طائف
کو محاصرہ فرمایا انھون نے ایک بکری کو ذبح کر کے اسکے گوشت مین زہر ملایا اور اسکو کباب کر کے حضرت
کی خدمت مین لے گئے اور وہ گوشت بریان قدرت خدا سے گویا ہوا اور اس نے کہا لا تاکلنی
فانی مسمومۃ یعنی نہ کھائیے آپ مجھے بتحقیق کہ مجھ مین زہر ملایا گیا ہی پس گویا ہونا حیوانات
بیزبان کا اس جناب سے خود برہان قاطع تھا چہ جا کہ گوشت بریان **دسوان معجزہ**
یہ ہی کہ حضرت سے درخت بھی کلام کرتے تھے جیسا کہ نہج البلاغۃ مین جناب امیرالمومنین علیہ السلام
فرماتے ہین کہ ایک روز مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے پاس حاضر تھا کہ ان حضرت کی
خدمت مین کچھ لوگ اشراف قریش سے آئے اور انھون نے کہا ای محمد تم دعوی پیغمبری کا کرتے ہو
اور تمہارے کسی عزیز نے یہ دعوی نہین کیا پس ہم تم سے ایک امر کا سوال کرتے ہین اگر تم
اسکا جواب دوگے تو ہم جانینگے کہ تم پیغمبر ہو اور اگر تم نے جواب باصواب نہ دیا تو ہم جانینگے کہ تم
ساحر ہو اور دروغ گو حیات القلوب مین اخوند علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ اس وقت حضرت نے فرمایا
کہ تمہارا کیا سوال ہی انھون نے کہا کہ اس درخت کو ہمارے پاس بلاؤ اور یہ اپنی جڑ سے اکھڑ کے آئے
اور تمہارے پاس کھڑا ہو حضرت نے فرمایا کہ خدا سب چیز پر قادر و توانا ہی پس اگر مین اس درخت کو
بلاؤن تو تم ایمان لاؤگے انھون نے کہا البتہ حضرت نے فرمایا جو کچھ کہ تم نے سوال کیا مین تم کو دکھا
دیتا ہون لیکن مین جانتا ہون کہ تم ایمان نہ لاؤگے کہ تم مین سے ایک جماعت ہے کہ جنگ بدر مین کشتہ
ہوگی اور چاہ بدر مین گریگی اور تم مین سے ایک جماعت ہی کہ وہ لشکرون کو تیار و آراستہ کر کے
مجھ سے لڑنے کو آئیگی پس یہ کہہ کے حضرت نے اس درخت سے فرمایا کہ ای درخت اگر تو خدا اور رسول خدا
اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہی اور یہ جانتا ہے کہ مین پیغمبر رسول خدا ہون تو باذن خدا جڑ سے
اکھڑ کے میرے پاس آ اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہین کہ قسم اس خداوند جلیل کی کہ اس
نے جناب رسول خدا کو برسالت بھیجا ہی وہ درخت زمین سے اکھڑ کے حضرت کی طرف روانہ ہوا

اور اسمین سے ایک آواز آتی تھی مانند آواز مرغون کی اور وہ درخت حضرت کے پاس آکے ایستادہ ہوا
اور بنا سایہ حضرت کے سر مطہر پر ڈالا اور اپنی ایک شاخ کا حضرت کے سر مبارک پر چتر کیا اور دوسری شاخ
سے میری سر پر سایہ کیا اور مین حضرت کے داہنی طرف کھڑا تھا اور یہ معجزہ دیکھ کر کافرون نے کہا کہ اے
محمد اس سے کہو کہ دو نیم ہو کر نصف قائم رہی اور نصف اپنی جگہہ پر چلا جائے جسوقت حضرت نے اُس
درخت سے فرمایا اور وہ دو نیم ہو کر نصف اپنی جگہہ پر چلا گیا پھر اُن کافرون نے کہا کہ اس نصف کو بھی
کہو کہ اُسمین جا کے ملجائے جب حضرت نے فرمایا یہ نصف اُس نصف مین جاکے مل گیا و حالت اصلی پر ہو گیا
اُسوقت مینے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جو کہ پہلے ایمان لایا ہی وہ مین ہون پس اُن کافرون نے
کہا کہ تم بڑے ساحر ہو اور تمہارا جادو عجیب ہے اور ہم تمہاری تصدیق نہین کرتے مگر یہ شخص جو کہ تمہارے
پہلو مین کھڑا ہے **گیارہوان معجزہ** یہ ہے کہ حضرت کے اثبات دعوی پر پہاڑ بھی گواہی دیتے تھے
جیسا کہ تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہی کہ جب خداوند عالم نے یہ آیہ یہودیونکی
حق مین نازل فرمایا ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً الآیہ
یعنی اے یہود سخت ہین دل تمہارے پس وہ مثال پتھر کی ہین بلکہ شدید ہین سختی مین سو سطح کہ بعضی پتھر
ایسے ہین کہ اُن سے نہرین جاری ہوتی ہین اُسوقت یہودیون نے کہا اے محمد تم دعوی کرتے ہو کہ ہمارے
دلون مین الفت نہین ہے اور ہم اپنی مال کو راہ خدا مین فقرا اور مساکین کو نہین دیتے ہین اور تم ہمکو کہتے ہو کہ
ہمارے دلون سے پتھر زیادہ نرم ہی پس تم کسی پہاڑ کے پاس چلو اگر وہ تمہارے اس قول کی گواہی دے تو ہم
پر لازم ہی کہ ہم تمہاری متابعت کرین اور اگر وہ تمہاری تکذیب کرے یا تم کو جواب نہ دے تو ہم جانینگے
کہ تم نے جھوٹ کہا حضرت نے فرمایا بہتر ہے تم جس پہاڑ کو تجویز کرو مین اُسکے پاس چلون یہودیون
نے ایک پہاڑ کو تجویز کیا کہ وہ وہان سے دور تھا اُسکے پاس حضرت کو لے گئے حضرت نے اُس پہاڑ سے
فرمایا کہ مین تجھ سے پوچھتا ہون بحق محمد و اُنکے آل اطہار کے کہ خداوند عالم نے اُنکے نامون کے وسیلے
سے توبہ آدم قبول فرمائی اور اُنہین نامون کی برکت سے عرش کو ساکن کیا اور آٹھ فرشتون کے
دوش پر قرار دیا سچ کہہ تو کہ یہودیون کے دل مین کس قدر قساوت ہی پس وہ پہاڑ ہلگیا

اور اسمین سے پانی جاری ہی اور ایک آواز بلند ہوئی کہ ای محمد مین گواہی دیتا ہون کہ آپ رسول خدا ہین بر حق ہین
اور تمامی عالم کے پیشوا اور سردار ہین اور مین اسکی بھی گواہی دیتا ہون کہ ان یہودیون کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت
ہین اسلئے کہ کبھی پتھر سے بھی پانی نکلتا ہی لیکن انکے دل نہین پسیجتے ہین اور مین اسکی بھی گواہی دیتا ہون جو
یہ آپکی طرف نسبت دروغ کی کرتے ہین یہ خود کاذب اور دروغگو ہین اور پروردگار عالم پر افترا اور بہتان کرتے ہین پھر
حضرت نے فرمایا اے کوہ مین تجھسے پوچھتا ہون کہ خداوند عالم نے تجکو میری اطاعت کا حکم دیا ہی پس مین جو کچھ
تجھسے کہون اور پوچھون اسکو بیان کر کہ خدا عز وجل نے محمد اور انکی آل طاہر کی برکت سے نوح کو طوفان سے
نجات بخشی اور ابراہیم پر آتش سرد کی اور انکو اس آتش مین سلامت رکھا اور تخت مزین پر متمکن فرمایا اور
اس پر فرش ایسا رنگین بچھا تھا کہ مثل اسکے کسی بادشاہ نے نہ دیکھا نہ سنا ہو اور اس تخت پر انواع اور اقسام
کے درخت تھے کہ اسمین ہر ایک فصل کے میوے اور ہر طرح کے پھول لگے ہوے تھے کوہ نے کہا جو کچھ کہ آپنے فرمایا راست
اور حق ہی اور مین گواہی دیتا ہون کہ اگر آپ خدا سے سوال کرین کہ دنیا کے تمام آدمیون کو خوک اور میمون کردے تو
وہ سب کو سور اور بندر کر دیگا اور اگر آپ خدا سے چاہین کہ سب آدمیون کو فرشتہ کر دیوے تو وہ سبکو فرشتہ کر دیوے اور اگر آپ
خدا سے دعا کرین کہ آتش کو یخ کر دیوے اور یخ کو آتش کر دیوے تو وہ اسیطرح کر دیگا اور اگر آپ خدا سے کہین کہ آسمان کو زمین پر
لاوے اور زمین کو آسمان پر لیجاوے تو وہ اسی طرح کر دیگا اور مین اسکی بھی گواہی دیتا ہون کہ خداوند عالم نے آپکی فرمانبرداری
مین آسمانون کو اور زمینون کو اور پہاڑون کو اور دریاؤن کو دیا ہی پس جو کچھ کہ آپ حکم فرمائین ہم اسکو بجا لائین اور
بعد مشاہدہ اس معجزہ کے یہودیون نے کہا ای محمد تم نے اپنے کسی اصحاب کو اس پہاڑ کے پیچھے بٹھایا ہی کہ وہ یہ باتین کرتا ہی
اور تم ہم سے کہتے ہو کہ پہاڑ بولتا ہی اگر یہ سچ ہی تو تم پہاڑ سے دور جا کے اسکو اپنی پاس بلالو بس اگر وہ آیا
تو ہم جانینگے کہ یہ معجزہ تمہارا ہی اسوقت حضرت نے ایک پتھر کو کہ بوزن پانچ رطل کے تھا اشارہ کرکے
فرمایا کہ اے سنگ ادھر آ جب وہ پتھر قریب آیا حضرت نے یہودیون سے فرمایا کہ تم سب اسکو اٹھا کر سنو کہ یہ کیا
کہتا ہی اور وہ سنگ بحکم خدا گویا ہوا اور اسنے بھی وہی کہا جو کچھ کہ پہاڑ سے آواز آئی تھی حضرت نے
پھر فرمایا آیا اس سنگ کی پشت پر کوئی آدمی ہی کہ وہ تمسے باتین کرتا ہی یہودیون نے کہا نہین
لیکن آپ پہاڑ سے دور جا کے اسکو اپنے پاس بلالین اور اسکے کہین درمیان سے دو حصے ہو جاوے

اور اوپر کا حصہ نیچے آئے اور نیچے کا حصہ اوپر جائے حضرت نے واسطے انکی تمام حجت کے اس پہاڑ سے دور جا کے
فرمایا کہ اے پہاڑ بحق محمد اور انکی آل اطہار کے باذن خدا میرے پاس آ پس وہ پہاڑ مثل اسپ رہرو کے بسرعت تمام حاضر ہوا
اور عرض کی کہ ہم آپکے مطیع اور فرمان بردار ہیں جو کچھ کہ حکم ہو بجا لائیں حضرت نے فرمایا کہ یہ لوگ کہتے ہیں
تو زمین سے اکھڑ کر دو نیم ہو جا اور نصف نیچے کا اوپر جائے اور نصف اوپر کا نیچے آئے پہاڑ نے عرض کی کہ اگر
آپکا حکم ہو تو میں اسی طرح ہو جاؤں حضرت نے فرمایا ہاں پس وہ اسیطرح ہو گیا اور کوہ نے یہودیوں سے کہا کہ
آیا یہ معجزہ حضرت موسی کے معجزے سے کم ہے کہ تم سب جن پر ایمان لائے تھے اسوقت سب یہودی حیران ہو کر ایک
دوسرے کا منہ دیکھنے لگے ان میں سے بعضوں نے کہا کہ ہمکو چارہ نہیں اور بعضوں نے کہا کہ یہ شخص نصیبہ ور ہے
اور جو کہ صاحب نصیب ہیں جو کچھ کہ چاہتے ہیں وہی ہو جاتا ہے **بارہواں معجزہ** حضرت
کا یہ ہے کہ مردوں کو زندہ کرتے تھے جیسا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک روز خدمت
میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی قریش جمع ہو کے آئے اور سوال کیا کہ ہمارے مردوں کو زندہ
کرو حضرت نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ تم صحرا میں جا کے انکے مردوں کا نام لیکر آواز بلند
کہو کہ محمد رسول خدا نے تم سے فرمایا ہے کہ بحکم خدا اٹھ کھڑے ہو اور جناب امیر المومنین علیہ السلام تشریف
لے گئے اور حضرت کی طرف سے ارشاد کیا وہ سب زندہ ہو گئے اور اپنے اپنے سروں سے خاک جھاڑنے لگے
پس قریش نے ان سے جا کے پوچھا کہ آیا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو جانتے ہو انہوں نے کہا کہ وہ نبی
ہیں اور خداوند عالم نے انکو واسطے تمہارے ہدایت کے بھیجا ہے اور ہم آرزومند رہے کہ اگر ان کا زمانہ
ہماری زندگی میں ہوتا تو ہم بھی انکا ایمان لاتے اور اسی طرح کے معجزے حضرت کے بہت ہیں اور اخبار و
احادیث میں بھی بیشمار ہیں لہذا بنا بر اختصار کے انہی چند معجزوں پر اکتفا کیا کہ انہیں سے مطلب
حاصل ہے **مطلب چھٹا** معراج کے کچھ بیان میں ہے پس پوشیدہ نہ رہے کہ جناب رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضائل رفیعہ میں سے ایک معراج بھی ہے کہ اس پر آیات اور روایات بہت
وارد ہیں جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيعُ البَصِيرُ یعنی منزہ ہی وہ خدا کہ سیر کرائی اُس نے بندے اپنے کو رات کو مسجد الحرام سے طرف مسجد اقصیٰ کی کہ وہ مسجد ہی کہ برکت عطا کی ہمنے گرد اُس کے واسطے اُس شخص کے کہ دکھلائین ہم اُسکو نشانیان عظمت اور جلال سے اپنے تحقیق کہ خدا عالم ہے ہر چیز کا جو سنتے اور دیکھنے کی ہے پس بعضے علما فرماتے ہیں کہ مراد مسجد الحرام سے مکہ معظمہ ہے اسلئے وہ محترم ہی اور آخوند علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ مشہور یہی ہی اور مراد مسجد اقصیٰ سے وہ مسجد ہے کہ شام مین ہی بعض روایت اور مشہور ہے اور اکثر حدیثون سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اُس سے مراد بیت المعمور ہے کہ وہ چوتھے آسمان پر ہی اور اُسکا فاصلہ مسجد الحرام کی بہ نسبت مسجد شام کے زیادہ ہے اور وجہ یہ کہ قرآن مجید مین مراد مسجد اقصیٰ سے بیت المعمور ہو نہ مسجد شام تو حضرت کے تشریف لیجانے سے بیت المقدس مین لازم نہین آتا کہ مسجد اقصیٰ سے قرآن مین بھی مراد ہی ہو پس ہو سکتا ہی کہ مسجد الحرام سے مسجد شام اور وہان سے بیت المعمور تشریف لیگئے ہون مگر قرآن مین مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المعمور ہی ہو اسواسطے کہ حضرت بیت المقدس مین بھی تشریف لیگئے تھے جیسا کہ اکثر حدیثون مین وارد ہی اور احتجاج طبرسی مین روایت ہے جس وقت کہ خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ پر نبوت ختم کی اور اُنکو اپنا رسول کیا اور تمام خلق پر بھیجا پس اُن حضرت کو مرتبہ معراج کا بھی عنایت فرمایا اور آسمان پر طلب کیا اور واسطے اُن کے سب پیغمبرون کو جمع کیا پس آن سے وہ چیزین پوچھین کہ جن کے لئے اُن کو بھیجا تھا اور اُن چیزون سے کہ جسکا تکالیف الٰہیہ مین سے بار اُٹھالیا تھا اُس وقت سب پیغمبرون نے حضرت رسالت پناہ کی اور اُنکے وصی حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کی فضیلتون کا اقرار کیا اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آن حضرت نے فرمایا جو شخص کہ ان چار چیزون مین سے ایک کا بھی انکار کرے یعنی معراج اور قبر مین سوال نکیرین اور بہشت و دوزخ کا وہ ہمارے شیعون مین سے نہین ہے اور حدیث موثق مین حضرت امام رضا سے روایت ہی کہ جو شخص کہ معراج کا ایمان نہ لاوے اُس نے جناب رسول خدا کی تکذیب کی دوسری حدیث مین وارد ہی کہ ہمارا شیعہ اور مومن وہ شخص ہے کہ جناب پیغمبر خدا کی معراج اور شفاعت اور سوال نکیرین اور بہشت و دوزخ اور صراط اور میزان حساب کا اور روز قیامت مین زندہ ہونے کا ایمان لاوے اور حیات القلوب مین آخوند علیہ الرحمہ فرماتے

ہین کہ آیات اور روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ خدائے جلشانہ نے اپنے رسول مقبول کو ایک شب مین تمام آسمانون کی و سدرۃ المنتہی اور عرش اعلی کی سیر دی اور حضرت کو عجائب خلقت سماوات کی دکھادی اور ان پر راز پنہان کو القا فرمایا اور حضرت بیت المعمور مین پر عرش الٰہی عبادت خدا مین قائم ہے اور ارواح انبیا سے ملاقات کی اور بہشت مین تشریف لیگئے اور اہل بہشت کو مشاہدہ فرمایا اور اس مین حدیثین قریب یقین کی متواتر ہین کہ حضرت حال بیداری مین آسمان جسم شریف سے تشریف لیگئے تھے اور پھر اخوند علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ حضرت کو قبل ہجرت کے معراج ہوئی تھی اور اس مین خلاف نہین ہے اور بعضی علما کہتے ہین کہ حضرت کو جو قبل ہجرت کے معراج ہوئی تھی وہ رمضان المبارک کی سترہوین و شب شنبہ تھی یا اکیسوین اور بعضی کہتے ہین کہ ربیع الاول کی سترہوین تھی اور پھر اخوند صاحب فرماتے ہین کہ بعد ہجرت کے احتمال ہے کہ حضرت کو معراج ہوئی ہو اور بعضی علما کہتے ہین کہ حضرت کو معراج بعد ہجرت کے دوسرے سال رجب کی ستائیسوین کو ہوئی تھی بلکہ بعضی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو مکرر معراج ہوئی قبل ہجرت کے اور بعد ہجرت کے بھی اور پھر اخوند صاحب بعد اس روایت فرماتے ہین کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت کو معراج دو مرتبہ مکہ مین واقع ہوئی ہو اور باقی ایک سو بیس مرتبہ جیسا کہ بعض روایات سے سمجھا جاتا ہی مدینہ مین یا یہ کہ دو مرتبہ عرش پر اور باقی آسمانون پر ہوئی ہو یا یہ کہ دو نو مرتبہ جسمانی اور باقی روحانی ہوئی ہو اور حق الیقین مین پھر اخوند فرماتے ہین کہ معراج ضروریات دین اسلام سے ہے پس جو شخص کہ اس کا انکار کرے کافر ہے پس انسان کو لازم ہی کہ اصول دین کی ہر چیز کے اعتقاد مین ایسی دلیل رکھتا ہو جس سے یقین حاصل ہو جائے اور جبکہ اصل معراج جسمانی مین شیعہ اور سنی دونون کی روایتین متواتر ہین اور جس امر پر خبرین متواتر ہو وین یقین لانا اس کا چاہیے کہ انکار اس کا باعث کفر کا ہے یہ ہے حال اصل معراج کا لیکن خصوصیات جو اخبار احاد مین وارد ہین ان مین اختلاف ہی اور افراط اور تفریط سے خالی نہین ہین تو

اُس مین تحقیق چاہیئے و اصل معراج حضرت کا جسم شریف سے آسمان پر جانا ہے جیسا کہ ثقۃ الاسلام
ابو علی طبرسی نے تفسیر مجمع البیان مین اس آیۂ کریمہ کے ذیل مین لکھا ہے سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ
اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ
بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ
یعنی پاک ہی وہی خدا کہ سیر کھلائی بندی اپنی کو رات مسجد الحرام سے طرف مسجد اقصیٰ کی یا
وہ مسجد اقصیٰ کہ برکت اور بزرگی دی ہی ہم نے گرد اگرد اُسکے کہ دکھلاوین ہم اُسکو نشانیان
اپنی بتحقیق کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے پس ابو علی فرماتے ہین جسوقت کہ حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مکہ مین تھے یہ آیہ نازل ہوا اور حضرت نے مسجد الحرام مین نماز مغرب ادا
کی بعد اُسکے اُسی شب مین حضرت کو معراج ہوئی اور اُسی شب کے صبح کو مسجد الحرام مین نماز صبح پڑھی اور
مسجد الحرام سے بیت المقدس تک تو قرآن سے جانا ثابت ہے اور اس مین کسی مسلمان کو انکار نہین ہے
لیکن بعضی لوگ اُن مین سے بسبب اپنی کم فہمی کے کہتی ہین کہ حضرت کو معراج خواب مین ہوئی
تھی پس بطلان اُنکے کلام کا کسی عاقل پہ پوشیدہ نہین ہی اسلئے کہ اس مین کوئی اعجاز ہوتا
ہی اور نہ کوئی دلیل ہوتی ہی اور بہت سی روایتین معراج آسمانی پر دلالت رکھتی ہین کہ حضرت
آسمان پر حالت بیداری مین تشریف لیگئے تھے اور بعضی روایتون مین آئی ہی کہ ایک شخص نے حضرت
امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا خدائے عزوجل کے لئے کوئی مکان ہی حضرت
نے فرمایا کہ وہ کسی مکان مین نہین ہتا پس راوی نے عرض کی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ کو کسلئے آسمان پر طلب فرمایا تھا حضرت نے فرمایا اسلئے کہ وہ جناب اُسکی مملکت اور
بادشاہی کو آسمان کی مشاہدہ کرین اور اُسکی عجائب صنعتین خلق کی ہوئی دیکھین پھر اُس نے
عرض کی کہ حق تعالیٰ نے یہ کیون فرمایا ہی دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ
قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی یعنی نزدیک گئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اور بعد
اُسکے جھکے پس تھا فرق ایک کمان کے دو گوشون کا یا کم حضرت نے فرمایا کہ مراد اس سے یہ ہے

کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ بلند ہوئے تا آنکہ پردۂ نور کے قریب گئے اور آسمانوں کے فرشتوں کو
ملاحظہ فرمایا اور بعد اس کے جسم مبارک کو بائین کی طرف جھکایا اور اسکی مملکت میں کوہ اور بادشاہی
کو دیکھا پس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فاصلہ زمین سے بقدر دو گوشہ کمان کی یا اس سے کم کا تھا اور وہ
روایتیں کہ عوام میں مشہور ہیں کہ قبل معراج جناب رسول مختار صلی اللہ علیہ و آلہ کے حضرت امیر المومنین
علیہ السلام آسمان پر گئے اور پردۂ نور کے اندر سے ایک ہاتھ باہر آیا کہ وہ ہاتھ حضرت امیر المومنین علی بن
ابیطالب علیہ السلام کا تھا اور اسی طرح کی اور بھی باتیں غلو کی بناتے ہیں لیکن وہ بندہ خدا تھے اور بیشک
خدائے عز و جل نے انکے مدارج قرب معنوی کے بہت ہیں خدا تعالی جسم نہیں ہے اور حضرت امیر علیہ السلام خدا
نہیں ہیں لیکن ان کی مدح میں یہ روایتیں کیا کم ہیں کہ جس وقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
آسمان پر تشریف لیگئے اور ملائکہ نے سلام کیا اور کہا ای محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کے بھائی علی بن
ابیطالب کس طرح سے ہیں حضرت نے فرمایا الحمد للہ بخیر ہیں پھر ملائکہ نے کہا کہ جب آپ انکے پاس تشریف
لیجائینگے انکو ہماری طرف سے سلام فرما دیجئیگا حضرت نے فرمایا تم انکو پہچانتے ہو ملائکہ نے
عرض کی کہ ہم انکو کیوں نہیں جانتے کہ حق تعالی نے ہم سے آپ کے اور انکے پیمان کو لیا ہی اور ہم ہمیشہ
آپ اور ان پر درود بھیجتے ہیں ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہی کہ حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا ای علی جس وقت کہ میں
ساتویں آسمان پر گیا اور وہاں سے سدرۃ المنتہی کو پہنچا اور وہاں پردۂ نور کے قریب پروردگار عالم
نے میری کمال عزت اور توقیر فرمائی اور اسی دہلوز کے اندر سے اس آواز کو سنا کیا کہ جسکا حاصل مطلب
یہ ہی کہ اس نے کہا محمد کہ علی ہمارے دوستوں کا امام اور پیشوا ہی پس جو شخص کہ اسکی اطاعت کرے اسنے حق میری اطاعت
کی اور جو کہ اسکی نافرمانی کرے اسنے میری نافرمانی کی سو یہ مژدہ علی سے کہہ دینا اور جس وقت کہ حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ زمین پر تشریف لائے اور جناب امیر علیہ السلام کو بلا کر جو کچھ کہ ارشاد جناب
اقدس الہی تھا کہہ دیا اس وقت جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ آیا میرا یہ مرتبہ ہے کہ خداوند
مجھکو یاد فرمائے حضرت نے ارشاد کیا البتہ ای علی اپنے پروردگار کا شکر کرو پس پھر ارشاد کے جناب امیر

شکر الٰہی کے لئے سجدے مین چلے گئے بعد تھوڑی عرصہ کے پیغمبر خدا نے فرمایا ای علی سجدے سے سر اٹھالو کہ جناب اقدس
الٰہی کی درگاہ مین سجدہ تمھارا مقبول ہوا اور وہ تمھاری جہت سے مباہات اپنی ملائکہ کی ساتھ کرتا ہی اور جابر
انصاری سی مروی ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا جسوقت کہ مین شب معراج مین ساتوین آسمان پر گیا تو مینے
دیکھا کہ ہر ایک آسمان پر یہ لکھا ہے لا اله الا الله محمد رسول الله علی
ابن ابیطالب امیر المومنین اور جسوقت کہ مین پردہ نور کے قریب پہنچا تو ہر پردہ پر بھی یہی لکھا
تھا اور جسوقت کہ مین کان عرش کے قریب پہنچا اس پر بھی یہی لکھا تھا اور بعضی روایتون مین وارد
ہی کہ اعمش نے حضرت امام جعفر صادق سے نقل کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا جسوقت کہ مین شب معراج مین
پانچوین آسمان پر گیا تو وہان علی ابن ابیطالب کی صورت دیکھی اور مینے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیسی صورت
ہے جبرئیل نے کہا کہ ملائکہ کو ازبسکہ علی ابن ابیطالب کی زیارت کا کمال اشتیاق تھا اور انھون نے جناب
اقدس الٰہی سی سوال کیا کہ پروردگارا دنیا مین فرزندان بنی آدم علی کی زیارت سے مشرف ہوتے
ہین کیونکہ وہ تیری حبیب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کے وصی و خلیفہ ہین ہمکو بھی انکی زیارت سے مستفیض کر اسوقت
جناب باری نے ان کی صورت کو اپنے نور سے پیدا کرکے انکے حوالہ کردیا پس وہ اس صورت مقدس کی روز و شب
زیارت کیا کرتے ہین اور حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہین جسوقت کہ ابن ملجم ملعون نے حضرت کے سر
مبارک پر ضربت لگائی تو اس ضربت کا نشان اس صورت مقدس پر بھی ظاہر ہوا مخفی نرہے کہ یہ وارد اشکال سے
نہین ہے کہ ملائکہ نے حضرت رسول خدا کی زیارت کی خواہش نہ کی کہ جناب سید علیہ السلام سی افضل ہین
اور مخصوص جناب امیر المومنین کی زیارت کی خواہش کی لیکن دفع اشکال مین کہہ سکتے ہین کہ اکثر ملائکہ
حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے اور ان کی زیارت سے مشرف
ہوتے تھے خواہ بواسطہ وحی خواہ اور کسی تقریب سے اور امام کے لئے چونکہ وحی نہین آتی ہی لہذا ملائکہ نے
جناب امیر المومنین کی زیارت کی خواہش کی ہو تو عجب نہین چنانچہ علی بن ابراہیم قمی نے حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سی روایت کی ہی کہ شب معراج مین حضرت کے پاس جبرئیل اور
اسرافیل و میکائیل ایک براق لیکر آئے وجسوقت حضرت اس براق پر سوار ہونے لگے

ایک نے ان ملائکہ سے اسکی لجام پکڑی اور دوسرے نے رکاب تیسرے نے زین اور وہ براق گھبرا کے اچھلنے لگا
اسوقت جبرئیل نے اسکے منہ پر ایک تمانچہ مار کر کہا اے براق ٹھہر جا تحقیق کہ قبل ان کے نہ کوئی پیغمبر
تجھپر سوار ہوا ہے اور نہ بعد انکے کوئی سوار ہوگا پس حضرت اس پر سوار ہوے اور وہ براق آسمان پر
چلا اور تھوڑا سا بلند ہوا تھا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ جبرئیل میری ہمراہ تھے اور میں آسمان و زمین کو
دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ناگاہ میں نے سنا کہ داہنی طرف سے منادی نے آواز دی ای محمد میں نے
اسکا جواب دیا اور پھر بائیں طرف سے آواز آئی میں اسکی طرف بھی ملتفت نہوا پھر میرے سامنے ایک عورت
آئی کہ دونو ہاتھ پھیلائے تھی اور بہت زیور اور لباس پہنے تھی اس نے مجھ سے کہا ای محمد تم میری طرف
دیکھو تا میں تم سے کچھ بات کروں میں نے اسکی بھی طرف نہ دیکھا بعد اسکے تھوڑی سی راہ چلا تھا کہ ایک
آواز مہیب آئی کہ میں گھبرا گیا پھر ایک جا جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ یہاں اتریے اور نماز پڑھیے اور میں
وہاں اترا اور نماز پڑھی اور بعد اسکے مجھ سے جبرئیل نے پوچھا کہ آیا آپ نے پہچانا کہ نماز کہاں
پڑھی میں نے کہا نہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ مدینہ ہے اور یہی جگہہ آپ کی ہجرت کی ہے پھر میں
وہاں سے سوار ہوا اور جہاں تلک کہ خدا نے چاہا پہنچا پھر مجھ سے جبرئیل نے کہا کہ یہاں بھی اتریے
اور نماز پڑھیے میں اترا اور نماز پڑھی بعد نماز کے جبرئیل نے کہا کہ آپ نے اس جگہہ کو پہچانا
میں نے کہا نہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ خانہ لحم ہے اور خانہ لحم بیت المقدس کے اثنائی راہ
میں ہے کہ یہاں حضرت عیسے پیدا ہوے تھے اور میں وہاں سے بھی سوار ہوا اور بیت المقدس
میں آیا اور براق کو اسجا باندھ دیا کہ جہاں پیغمبران سابق اپنے مرکب باندھتے تھے اور
میں مسجد میں آیا اور میرے ساتھ پہلو میں جبرئیل تھے میں نے وہاں ابراہیم اور موسی اور عیسی اور
باقی سب پیغمبروں کو دیکھا کہ خداوند عالم نے ان کو واسطے میرے احترام کی جمع فرمایا
تھا پس نماز کے لئے اقامت ہوئی اور جسوقت کہ انبیا صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے اسوقت
جبرئیل نے میرا بازو پکڑ کے مجھکو آگے کر دیا اور میں نے سب کی امامت کی اور میں یہ ازراہ فخر نہیں
کہتا ہوں اور پھر واسطے میرے امتحان کے تین کاسے لائے ایک دودھ کا دوسرا

پانی کا تیسرا شراب کا اُسوقت مین نے ہاتف کی آواز سُنی کہ کہتا تھا کہ اگر پانی کو لیا خود
غرق ہوا اور اُسکی اُمت بھی غرق ہوئی اور اگر شراب کو لیا گمراہ ہوا اور اُسکی امت بھی
گمراہ ہوئی اور اگر دودھ لیا ہدایت پائیگا اور اُسکی امت بھی راہ راست پر آئیگی پس مینے
کاسۂ شیر اُٹھا لیا اور اُسمین سے کچھ دُودھ پیا اُسوقت مجھسے جبرئیلؑ نے کہا کہ آپ نے
ہدایت پائی اور آپ کی اُمت بھی ہدایت پائیگی ور بعد اسکے جبرئیلؑ نے کہا کہ اس مسافت
راہ مین آپنے کیا دیکھا تھا اور کیا سُنا تھا مینے کہا کہ میرے داہنی طرف سے ایک منادی نے
آواز دی تھی جبرئیلؑ نے کہا کہ آپنے کچھ اسکو جواب دیا تھا مینے کہا نہین پھر جبرئیلؑ نے
کہا کہ وہ آواز یہودی کی تھی کہ اگر آپ اُسکا جواب دیتے تو آپ کی اُمت یہودی ہوجاتی
پھر جبرئیلؑ نے مجھسے پوچھا کہ اور کیا سُنا تھا مینے کہا کہ میری بائین طرف سے منادی نے
ندا کی تھی جبرئیلؑ نے کہا آیا آپنے اُسکا جواب دیا تھا مینے کہا نہین جبرئیلؑ نے کہا کہ وہ
آواز نصاریٰ کی تھی کہ اگر آپ اُسکا جواب دیتے تو بعد آپکے آپ کی امت نصاریٰ
ہوجاتی پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ آپ کے سامنے کیا چیز آئی تھی حضرت نے اُس عورت
کا حال بیان فرمایا جبرئیلؑ نے کہا وہ صورت دُنیا تھی اگر آپ اُس سے بات کرتے
تو آپ کی اُمت آخرت کو چھوڑ دیتی اور دُنیا کو اختیار کرلیتی حضرت نے فرمایا کہ بعد
اسکے مینے ایک اور آواز سُنی تھی کہ اُس کے سبب سے مجھکو نہایت خوف ہوا تھا جبرئیلؑ
نے کہا کہ کیفیت اُسکی یہ ہے کہ ستر برس گذرے ہین کہ مینے ایک پتھر کنارے جہنم کے
ڈال دیا تھا اب وہ جہنم کی زمین پر پہنچا ہے راوی کہتا ہے کہ جسوقت سے یہ جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ نے سُنا کبھی نہ ہنسے یہانتک کہ دُنیا سے رحلت فرمائی
پھر حضرت فرماتے ہین پس مین وہان سے براق پر سوار ہوا اور وہ آسمان کی
طرف بلند ہوا اور جبرئیل میرے ساتھ تھے کہ مین آسمان اوّل پر پہنچا کہ وہان
ایک فرشتہ تھا کہ چہرہ اُسکا مثل مہتاب کی روشن تھا اور نام اُسکا اسمٰعیل ہے

اور اسکے زیر حکم ستر ہزار فرشتے ہین اور ہر فرشتے کے تابع ستر ستر ہزار فرشتے
ہین اسنے کہا اے جبرئیلؑ یہ تمھاری ساتھ کون ہین جبرئیلؑ نے کہا حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اسنے پوچھا آیا یہ مبعوث ہوئے جبرئیلؑ نے کہا ہان
بس اسنے دروازہ کھولدیا اور مینے اسسے سلام علیکم کہا اور اسنے میرے سلام کا جواب
دیا اور میرے لئے دعا کی مینے بھی اسکے لئے دعا کی پھر اسنے کہا اے پیغمبر صالح حبیب
اور بعد اسکے میرے پاس اور فرشتے بشوق تمام آئے اور مجھکو سلام کیا اور خوش ہوئی
اور ہنسے اور مجھکو دعا دی لیکن انمین سے ایک فرشتہ تھا کہ اسکی صورت نہایت
غضبناک تھی اسنے بھی مجھے سلام کیا اور دعا دی مگر اسکے چہرہ پر ہنسی اور بشاشی
کا نام نتھا مینے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ فرشتہ کون ہے کہ مجھکو اسکی صورت سے
خوف آتا ہے جبرئیلؑ نے کہا کہ ہم بھی اسکی صورت سے ڈرتے ہین کہ یہ
جہنم کا خزینہ دار ہے اور نام اسکا مالک ہے اور جس روز سے کہ خداوند جبار نے جہنم
اسکے حوالہ کیا ہے یہ کافرون اور گناہگارون پر نہایت غضبناک ہوتا ہے اور یہ
خدائے قہار اسی کے ہاتھ سے کافرون اور گناہگارون سے انتقام لیگا چونکہ جبرئیلؑ کے
تمام ملائکہ فرمان بردار تھے اسلئے مینے ان سے کہا کہ مالک سے کہو کہ مجکو جہنم دکھلادے
اور جبرئیلؑ نے مالک سے کہا کہ اے مالک حضرت محمد مصطفیٰ کو جہنم دکھادے پس جسوقت
کہ مالک نے جہنم کے پردون مین سے ایک پردہ اٹھایا اور اسکے دروازون مین سے
ایک دروازہ کھولا اور جہنم سے ایک شعلہ اس زور وشور سے نکلا اور آسمان کی طرف
بلند ہوا کہ مجھکو نہایت خوف آیا اور مینے جبرئیلؑ سے کہا کہ مالک سے کہو کہ اسی روک لے
اور دروازہ کو بند کردے پھر مین وہان سے آگے چلا تو مینے ایک شخص گندم گون کو
دیکھا اور جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہین جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ آپکے والد حضرت آدمؑ ہین
مینے ان کو سلام کیا اور انھونے مجکو سلام کیا اور انھونے مجکو کہا اے فرزند شائستہ

اہی پیغمبر شائستہ مرحبا پھر مین وہان سے بھی آگے چلا تو مین نے ایک فرشتہ کو دیکھا کہ بیٹھا ہی اور
اُسکے دو نورانون کے بیچ مین تمام دنیا ہی اور اُسکے ہاتھ مین ایک نور کی تختی ہی اُسپر کچھ لکھا
ہی اور اُسکو بغور دیکھ رہا ہی مینے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ ملک الموت
ہین ہمیشہ سے لوگون کے قبض روح مین مشغول رہتے ہین مینے جبرئیل سے کہا کہ مجکو انکے
پاس لیچلو کہ مین ان سے کچھ باتین کرون جسوقت کہ مجکو جبرئیل انکے پاس لیگئے اور انسے
کہا کہ یہ پیغمبر رحمت ہین خداوند عالم نے انکو واسطے اپنے بندون کی ہدایت کے بھیجا ہے
اُنھون نے مجکو مرحبا کہا اور مجھسے بہت الفت و محبت کی باتین کین کہ اے محمد خوش ہو جئے
کہ مین آپکی اُمت مین بہت خوبیان دیکھتا ہون مینے کہا کہ مین حمد کرتا ہون اُس خدا
کی کہ اپنے بندے کو نعمت بخشتا ہی اور یہ سب مجھپر میرے پروردگار کی رحمت اور فضل ہے
جبرئیل نے کہا کہ انکا کام سب فرشتون سے زیادہ مشکل ہے مینے کہا آیا یہ خود ہی قبض روح
کرتے ہین جبرئیل نے کہا البتہ مینے کہا اے ملک الموت جہان تک دنیا ہین تم ہر ایک کو
دیکھتے ہو اور انکے پاس جاتے ہو ملک الموت نے کہا البتہ بسبب تابع کر دینے خدای جلشانہ کے سب کے
قبضۂ قدرت مین ہین پس میرے نزدیک دنیا مثل ایک درہم کی ہی کہ کسی شخص کے ہاتھ مین ہو اور جس طرف
چاہی اُسکو گردش دے اور کوئی گھر ایسا نہین کہ مین روز پانچ مرتبہ اُس گھر کے لوگون کو نہ دیکھتا ہون اور
ایک ایک کا تفحص کرتا ہون جب اہل میت اپنے مُردے پر روتے ہین مین ان سے کہتا ہون کہ
تم اُسپر نہ رو و بلکہ اپنی فکر کرو کہ مجکو تمھارے لئے بھی آنا ہے یہان تک کہ تمھارے بیچ سے ایک کو
نہ چھوڑونگا حضرت فرماتے ہین کہ مینے کہا کہ آدمی کے واسطے اندوہ کے مرگ بس ہے جبرئیل نے کہا جو کچھ کہ بعد
مرگ کے ہی مرگ سے بدتر ہی اور مین وہان سے آگے چلا دیکھا کہ کچھ لوگ ہین کہ انکے آگے خوان گوشت پاکیزہ اور
گوشت مُردار اور بدبو کے رکھے ہین وہ گوشت بدبو کو کھاتے ہین اور گوشت پاکیزہ کو نہین کھاتے
مینے کہا اے جبرئیل یہ کون ہین جبرئیل نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپکی اُمت مین کئی گروہ
ہین حرام کو کھاتے ہین اور حلال کو ترک کرتے ہین پھر مینے ایک فرشتہ کو دیکھا کہ حق تعالے نے اُسکو

عجیب الخلقت پیدا کیا تھا کہ اُسکا نصف بدن آتش کا تھا اور نصف بدن برف کا تھا
نہ آتش برف کو بہا سکتی تھی نہ برف آتش کو بجھا سکتی تھی اور وہ فرشتہ بہ آواز بلند کہتا تھا
کہ مین اس خدا کو منزہ جانتا ہون کہ اُسنے اس آگ کی گرمی کو روک لیا کہ اس برف کو
نہ بہا دے اور اس برف کو نگاہ رکھا آگ کو نہ بجھا دے خداوند تو نے آتش اور برف مین الفت
اور محبت دی ہے اور مومنین کے دلو نمین بھی الفت و محبت دے مینے کہا اے جبرئیل یہ کون
فرشتہ ہے جبرئیل نے کہا کہ یہ مومنین کا خیرخواہ ہے اور جس روز سے کہ جناب قدس الہی نے اس کو
پیدا کیا ہے یہ واسطے مومنین کے دعا کرتا ہے اور پھر مینے دو فرشتون کو دیکھا کہ آسمان مین ندا
کرتے ہین یقول احدہما اللّٰھم اعط کل منافق خلفا و یقول
الاخر اللّٰھم اعط کل ممسک تلفا یعنے ایک کہتا ہے خداوندا جو کہ
تیری راہ مین دے اُسکو عوض دے دوسرا کہتا ہے خداوندا جو کہ امساک کرے اور تیری
راہ مین نہ دے اُسکے مال اور دولت کو تلف کر اور مین وہان سے آگے چلا تو کچھ لوگ نظر آئے کہ انکے
لب مانند لب شتر کی لٹکتے تھے اور ملائکہ اُن کے پہلو سے گوشت کاٹ کاٹ کے اُنکے منہ مین
ڈالتے تھے مینے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ جو مومنین کو
چشمک زنی اور اُنکی عیب جوئی کرتے تھے اور مین وہان سے آگے چلا تو کچھ لوگ اور دیکھے کہ ملائکہ اُن کے
سرون کو پتھر سے کوٹتے ہین مینے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ لوگ سو
رہتے تھے اور نماز عشا نہ پڑھتے تھے اور مین وہان سے آگے چلا تو کچھ اور لوگ دیکھے کہ ملائکہ اُن کے
منہ مین آگ ڈالتے ہین اور وہ آگ اُنکی دبر کی راہ سے باہر نکل جاتی ہے مینے جبرئیل سے پوچھا کہ
یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ یتیمون کا مال ناحق کھاتے تھے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے
ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی
بطونہم نارا و سیصلون سعیرا بتحقیق وہ لوگ کہ مال یتیمون کا کھاتے
ہین بظلم نہین کھاتے شکمو نمین اپنے مگر آگ کو اور قریب ہے کہ داخل ہوونگے آتش جہنم

پھر حضرت فرماتے ہین کہ مین وہان سے بھی آگے بڑھا تو کچھ اور لوگ نظر آئے کہ وہ چاہتے ہین کھڑے ہوون لیکن
پیٹ اُنکے اسقدر بڑے ہین کہ کھڑے نہین ہوسکتے مینے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ
سود خور ہین جیسا کہ حق تعالی قرآن مجید مین انکی حال کو مثل آل فرعون کی فرماتا ہے کہ اُن پر
صبح و شام عذاب ہوتا ہے اور وہ شدت عذاب سے کہتے ہین کہ پروردگار قیامت کب پا ہوگی
حضرت فرماتے ہین کہ مین وہان سے بھی آگے چلا تو کچھ عورتین نظر آئین کہ پستان بندھی ہوئی لٹکتی
ہین مینے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ عورتین ہین کہ شوہرون کے گھرون
مین زنا کرکے زنا کی اولاد کو شوہرون کے نام زد کیا اور شوہرون کی میراث اولاد زنا کو دی پس حضرت
نے فرمایا کہ اُن عورتون پر خدا کا غضب سخت ہے کہ اُنکو اپنے شوہر کی نسب مین داخل کرین جو کہ
اُنکے صلب سے نہون اور زنا سے پیدا ہوے ہون اور اُنکے امر پوشیدہ سے مطلع ہون اور اُسکو مال
ناحق کھلائین پھر حضرت فرماتے ہین کہ مین وہان سے بھی آگے چلا تو کئی فرشتے نظر آئے کہ خداوند
عالم نے جسطور سے چاہا اُنکو پیدا کیا اور جسطرف چاہا اُنکے منہ کو کردیا اور اُنکے ہر ایک اعضا سے
خدا کی تسبیح اور تحمید کی صدا آتی تھی اور خوف خدا سے روتے تھے مینے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ
کون ہین جبرئیل نے کہا کہ آپ انکو جسطور سے دیکھتے ہین اسی طرح پیدا ہوئے ہین کہ ایک کے پہلو
مین دوسرا کھڑا ہے اور خوف الہی سے ایک دوسرے سے بات نہین کرسکتا اور سر کو بلند کرتا ہے نہ
پاؤن کی طرف دیکھتا ہے مینے اُنکو اشارے سے سلام کیا انھون نے میرے سلام کا جواب دیا
لیکن از بسکہ دل اُنکا یاد خدا مین مصروف تھا مجھ سے بات نہ کی جبرئیل نے اُنسے کہا کہ یہ حضرت محمد
صلعم پیغمبر رحمت ہین کہ جناب قدس الہی نے انکو اپنے بندون کی ہدایت کو بھیجا ہے اور بعد
انکے اور کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور یہ سب پیغمبرون سے افضل و بہتر ہین آیا تم ان سے بات
کیون نہین کرتے پس اُنھون نے جبرئیل سے یہ سنکے مجھکو سلام کیا اور میری بہت تعظیم و
تکریم کی اور کہا آپکے اور آپکی اُمت کے لئے خیر ہے پھر مین وہان سے دوسرے آسمان پر گیا اور وہان
دو شخص دیکھے کہ شبیہ تھے مینے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ حضرت یحیی اور

حضرت عیسیٰ علیہما السّلام ہین وے دونو خالہ زاد بھائی ہین پس مین نے اُن سے ملاقات
کی اور اُن دونو پیغمبرون نے مجکو کہا اے برادر شائستہ و اے پیغمبر شائستہ مرحبا پھر مینے
اُس آسمان کے ملائکہ کو دیکھا کہ اُنکا مُنہ اُس طرف متوجہ تھا جسطرف خدا نے فرمایا تھا اور وہ
دوسری طرف نہین دیکھتے تھے اور حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بصداہائے مختلف کہتے تھے
پھر مین وہان سے تیسرے آسمان پر گیا اور وہان ایک شخص کو دیکھا کہ صورت اُنکی مثل ماہ شب
چاردہ روشن تھی مینے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ آپکے بھائی حضرت
یوسفؑ ہین مینے بھی اُن سے ملاقات کی اُنھون نے بھی مجکو کہا اے برادر شائستہ و اے پیغمبر
شائستہ مرحبا کہ زمان شائستہ مین مبعوث ہوئے پھر مینے وہان کے فرشتون کو دیکھا کہ سب عبادت
خدا مین مشغول ہین اور جبرئیل ہر ایک سے میرا ذکر کرتے تھے اور وہ خوش ہوہوکے مجھے سلام
کرتے تھے اور دعائین دیتے تھے جب مین چوتھے آسمان پر گیا وہان ایک اور شخص کو دیکھا
مینے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ حضرت ادریس پیغمبر ہین خداوند عالم
نے اُنکو مکان عالی عنایت کیا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا
عَلِيًّا یعنے بلند کیا ہمنے اُسکو مکان بزرگ اور برتر پر پس مینے اُن سے بھی ملاقات کی اُنھون
نے بھی مجکو دعا دی پھر مینے وہان کے ملائکہ کو دیکھا کہ سب عبادت خدا مین مصروف ہین اور ایک فرشتہ
کرسی پر بیٹھا ہے کہ اُسکے تابع ستر ہزار فرشتے ہین اور ہر فرشتے کے تابع ستر ستر ہزار فرشتے
ہین اُس وقت مینے گمان کیا کہ اس فرشتے سے کوئی فرشتہ جلیل القدر زیادہ نہوگا
کہ ناگہ جبرئیل نے اُس سے کہا کہ اُٹھ کھڑا ہو پس وہ کھڑا ہوگیا اور اب روز قیامت تک کھڑا
رہیگا جب مین پانچوین آسمان پر گیا مینے وہان ایک شخص کبیر السّن کو دیکھا کہ گرد اُن کے
اُمت اُن کی حلقہ باندھے ہے مینے اُن کی کثرت اُمت سے تعجب کیا اور جبرئیل سے پوچھا
کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ وہ پیغمبر ہین کہ اُنکی امت اُنکو دوست رکھتی تھی اور یہ ہارون
بسر عمران ہین پس مینے اُن سے بھی ملاقات کی پھر مینے وہان کے ملائکہ کو دیکھا کہ سب عبادت خدا

مین مشغول اور مصروف ہین اور انھون نے مجکو دیکھ کر سلام کیا اور خوش ہو کے دعائین دین جب
مین چھٹے آسمان پر گیا مینے وہان ایک شخص طویل القامت گندم گون کو دیکھا اور مینے یہ سنا کہ وہ
کہتے ہین کہ بنی اسرائیل میری طرف گمان کرتے ہین کہ مجھ سے بہتر پیش خدا فرزند آدم مین سے
کوئی نہین ہے حالانکہ یہ جو شخص آتے ہین نزدیک خدا کے مجھ سے بدرجہا ولے بہتر ہین مینے جبرئیل سے
پوچھا کہ یہ کون ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ حضرت موسی بن عمران علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام ہین
مینے اُن سے بھی ملاقات کی اور انھون نے مجھکو دعا دی اور مینے اُنکو دعا دی پھر مینے وہانکے
ملائکہ کو دیکھا کہ وہ بھی سب عبادت خدا مین مشغول ہین اور مجکو دیکھ کر سبھون نے سلام کیا اور دعا دی
جب مین ساتوین آسمان پر گیا ہر ایک فرشتہ نے مجھسے کہا ای محمد حجامت کا استعمال رکھو یعنی پچھنے
لگانے کا اور اپنی اُمت کو بھی حکم کرو کہ وہ بھی پچھنے لگایا کرین پھر مینے ایک شخص کو دیکھا
کہ اُنکے سر کے بال سفید تھے اور وہ ایک کرسی پر بیٹھے تھے مینے کہا اے جبرئیل یہ کون ہین کہ
ساتوین آسمان پر بیت المعمور کے دروازہ پر بیٹھے ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ آپکے والد بزرگوار حضرت
ابراہیم علیہ السلام ہین اور آپ کی امت کے پرہیزگارون کا یہی مقام ہے پس حضرت نے اس آیہ کو
تلاوت فرمایا إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ
وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ بتحقیق سزاوار خلوص اعتقاد سے
اور زیادہ تر ابراہیم کے ساتھ وہ لوگ ہین کہ پیروی اُسکی کرتے ہین اور یہ پیغمبر اور وہ لوگ کہ ایمان ساتھ
اسکے لائے ہین اور خدا مددگار مومنون کا ہے اور حضرت فرماتے ہین مینے اُنکو سلام کیا اور
انھون نے مجکو سلام کیا اور کہا ای پیغمبر شائستہ اے فرزند شائستہ مرحبا کہ زمانہ شائستہ
مین مبعوث ہوئے پھر مینے وہانکے ملائکہ کو دیکھا کہ وہ بھی سب عبادت خدا مین مشغول ہین اور
انھون نے مجھسے کہا کہ آپ خوش ہوجئے کہ آپکے لئے اور آپ کی امت کے لئے خیر ہے پھر مینے
دریا نور کے دیکھے کہ اُنکے نور کی چمک سے نظر خیرگی کرتی تھی اور بعد اسکے دریا ظلمت و برف
کے دیکھے اور جب ان سب چیزون عجیب کے دیکھنے سے مجکو خوف آیا جبرئیل نے کہا کہ آپ

خوش ہوں کہ جناب قدس الہی نے آپ کی کمال عزت و توقیر فرمائی اور اپنی قدرت
کاملہ سے آپکو ان عجائب و غرائب چیزوں کی دیکھنے کی قوت دی اور ان کی حقیقت کیا
ہے اگر آپ ان عجائبات کو دیکھیں کہ جنکو نہیں دیکھا ہے ان سے بھی آپکے پروردگار
کی عظمت و جلالت زیادہ ظاہر ہوتی ہی حضرت فرماتے ہین کہ مینے جملہ عجائب مخلوقات الہی مین
ایک مرغ کو دیکھا کہ پاؤں اسکی زمین کے طبقہ ہفتم پر تھے اور سر اسکا نزدیک عرش الہی کے
تھا اور پر اسکے ایسے دراز تھے کہ جب انکو کھولتا تھا مشرق و مغرب مین نکل جاتے تھے اور
اس مرغ کا یہ ورد تھا کہ میرا پروردگار اس سے منزہ ہے و اس کی شان اس سے عظیم ہے
کہ جہان تک عقل رسائی کرے اور جب سحر کو وہ اپنے پرون کو جھاڑ کر بآواز بلند کہتا
ہے سُبحَانَ اللهِ المَلِكِ القُدُّوسِ سُبحَانَ اللهِ الكَبِيرِ
المُتَعَالِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الحَيُّ القَيُّومُ اسوقت زمین کے
بھی مرغ اپنے پرون کو جھاڑ کر خدا کی تسبیح کہتے ہین اور جب وہ چپکا ہو جاتا ہی یہ بھی
چپکے ہو جاتے ہین اور رنگ اسکا سفید تھا اور شہپر اسکے سبز تھے پھر مین جبرئیل کے ساتھ بیت المعمور
کو چلا اور مینے دو رکعت نماز پڑھی اور بعد اسکے مین نے کچھ جماعة مثالی اپنے صحابون کی اپنے
پاس دیکھی اور انمین سے بعضے کپڑے سفید و پاکیزہ پہنے تھے اور بعضے کثیف اور کہنہ پہنے تھے
اور جو کپڑے سفید و پاکیزہ پہنے تھے بیت المعمور مین داخل ہوئے اور جو کہنہ و کثیف پہنے
تھے انکو منع کیا جب مین بیت المعمور سے باہر آیا مینے دو نہرین اور دیکھیں کہ ایک کو کوثر کہتے ہین
دوسری کو نہر رحمت کہتے ہین مین نے کوثر سے پانی پیا اور نہر رحمت مین غسل کیا اور
بہشت کے اندر گیا اور مینے انھین نہرون کے دو نو طرف اپنے مکان اور اپنے اہل بیت اور اپنے
ازواج کے کہ طاہر تھیں دیکھے اور بہشت کی خاک کو دیکھا کہ مشک کی ہی مینے پھر ایک لڑکی کو دیکھا
کہ وہ بہشت کی نہرون میں غوطہ مارتی ہے مین نے اس سے پوچھا کہ تو کس کی لڑکی ہی اس نے
کہا کہ مین زید بن حارثہ کی بیٹی ہون جب مین نیچے زمین پر آیا مینے زید کو خوشخبری دی اور

پھر مین نے بہشت کے پرندون کو دیکھا کہ اُنکے قد و قامت مثل اونٹون کی بلند تھے اور پھر وہان کے انارون کو دیکھا کہ مانند بڑے ڈولون کی تھے اور ایک درخت کو دیکھا کہ اُسکا دور ایسا تھا کہ اگر اُسکی جڑ مین کسی بچہ کو چھوڑ دین اور وہ سات سو برس تک اُڑے تو بھی اُسکے دور کو نہ طی کر سکے اور شاخ اُسکے ہر گھر مین پھیلی تھی مین نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیسا درخت ہی جبرئیل نے کہا کہ یہ درخت طوبیٰ ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے طُوْبیٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ یعنے طوبیٰ واسطے اُن لوگون کے ہے جو ایمان لائے اور عمل نیک کیے اور اُنکی بازگشت بہتر ہے پھر مینے جبرئیل سے پوچھا کہ جو مینے ساتوین آسمان پر بہشت مین دریا نور اور ظلمت اور برف کی دیکھی تھی کیسے ہین جبرئیل نے کہا کہ اگر وہ دریا نہوتے تو جو کچھ کہ زیر عرش الٰہی تھا اُس کے نور سے جل جاتا پھر مین وہان سے سدرۃ المنتہیٰ کو گیا اور مینے دیکھا کہ اُسکا ہر ایک پتہ ایسا بڑا تھا کہ اُسکے سائے کے نیچے ایک جماعت کثیر بیٹھے اور پھر مین وہان سے قاب قوسین کو پہنچا یعنی جناب اقدس الٰہی کے پردہ عزت کے قریب فاصلہ بقدر ایک کمان کے یا اُس سے کم رہ گیا تھا اور اُس کے اندر سے ایک آواز آئی۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ یعنے ایمان لایا رسول ساتھ اُن چیزون کے کہ بھیجی گئی ہین جانب پروردگار سے اُسکے اُسوقت مینے عرض کی اپنی طرف سے اور اپنی اُمت کی طرف سے وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ یعنے سب مومن ایمان لائے ساتھ خدا کے اور اُسکے فرشتون کے اور اُس کی کتابون کے اور اُس کے رسولون کے اور اُسکے رسولون مین فرق نہین جانتے ہین و پھر مینے درگاہ جناب کبریا مین عرض کی سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ یعنے سُنا ہمنے فرمان خدا کو اور اطاعت کی ہمنے بس ہم طلب کرتے ہین آمرزش تجھ سے اے پروردگار ہمارے اور سب کی بازگشت تیری ہی طرف ہے جناب باری نے فرمایا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

یعنے خدا تکلیف نہین کرتا کسی نفس کو مگر بقدر طاقت اُسکی لیکن واسطی اُس نفس کے ہے نفع
اُسی نیکی کا کہ اُس نے حاصل کی ہی اور اوپر اُس نفس کے ہے ضرر اُسی بدی کا کہ جسکو عمل مین
لایا ہی پھر پیغمبر نے عرض کی رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا یعنے
پروردگار ہم سے مواخذہ نہ فرمانا اگر ہم بھول جائین یا خطا کرین حق تعالی نے ارشاد
فرمایا کہ مین تم سے مواخذہ نکرونگا پھر پیغمبر نے عرض کی رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا
اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۔ یعنے اے پروردگار ہمارے
بار نہ کر ہم پر بار گران جیسا کہ تو نے بار کیا اُن لوگون پر کہ قبل ہمارے تھے حقتعالی نے
فرمایا کہ مین بار نہین کرتا پھر پیغمبر نے عرض کی رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ
لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ یعنے اے پروردگار ہمارے وہ بوجھ ہم پر نہ ڈال کہ ہمکو جسکے اُٹھانے
کی طاقت نہین ہی اور ہمکو معاف فرما اور ہمارے گناہون کو عفو کر اور ہم پر رحم فرما کہ تو مددگار
اور کارساز عالم ہے پس ہماری یاری اور مددگاری کر اور ہمکو کافرون پر فتحیاب کر خداوند عالم
نے فرمایا جو کچھ کہ تو نے مانگا ہم نے تجکو اور تیری امت کو عطا کیا حضرت صادق علیہ السلام
فرماتے ہین کہ جناب اقدس الہی نے یہ عزت کسی پیغمبر کی نہین کی تھی جو ہمارے پیغمبر کی عزت
اور حرمت فرمائی اور اُنکو یہ نعمتین عطا کین پھر حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ فرماتے
ہین کہ مینے درگاہ کبریا مین عرض کی اے پروردگار تو نے اپنے پیغمبرون کو فضیلتین عطا کین
پس مجکو عطا کر حقتعالی نے فرمایا کہ ہم تجکو دو کلمہ عطا کرتے ہین کہ ہمارے خزانون مین بہتر ہین اور وہ یہ
ہین لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اور
بعد اسکے مجکو حاملان عرش الہی نے ایک دعا بتائی کہ ہر صبح و شام کو پڑھا کرون اور وہ
یہ ہی اَللّٰهُمَّ اِنَّ ظُلْمِيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيْرًا بِعَفْوِكَ وَذَنْبِيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيْرًا
بِمَغْفِرَتِكَ وَفَقْرِيْ اَصْبَحَ مُسْتَجِيْرًا بِغِنَاكَ وَوَجْهِيْ

البانی اصبح مستبحیر ابوجھک الباقی الذی لا یفنی حضرت فرماتے
ہین پھر مینے ایک اور فرشتے کی آواز سنی کہ اذان کہتا ہے اور قبل اسکے کسینے اسکو آسمان مین
نہین دیکھا تھا جب اسنے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر دو مرتبہ حقتعالی نے فرمایا کہ بندہ مومن نے
سچ کہا کہ مین سب چیزون سے بزرگ زیادہ ہون اور جب اسنے دو مرتبہ کہا اشھد ان لا الہ
الا اللہ حقتعالی نے فرمایا کہ میری بندہ نے سچ کہا کہ سوا میرے کوئی خدا نہین ہے اور جب
اسنے دو مرتبہ کہا اشھد ان محمد رسول اللہ حقتعالی نے فرمایا کہ میرے بندہ نے
سچ کہا کہ محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہی اور مینے اسکو بھیجا ہی اور برگزیدہ کیا ہی اور جب اسنے
کہا حی علی الصلوۃ حقتعالی نے فرمایا میرے بندہ نے سچ کہا کہ لوگون کو واسطے میری فریضہ کے
بلاتا ہی پس جو شخص کہ نماز کو جاوے اور غرض اسکی میری رضا کی ہو تو مین اسکی گناہون کا کفارہ کرونگا
اور جب اسنے کہا حی علی الفلاح حقتعالی نے فرمایا کہ نماز موجب شایستگی اور رستگاری
کا ہے پس مین اسواسطے نماز کے آگے کھڑا ہوا اور ملائکہ نے میری اقتدا کی جیسا کہ بیت المقدس
مین میری سب پیغمبرون نے اقتدا کی تھی جب مین نماز سے فارغ ہوا تو حقتعالی کی محبت مجھپر
ایسی غالب ہوئی کہ مین سجدہ مین چلا گیا اسوقت خداوند عالم نے مجھسے فرمایا کہ قبل تیرے
جو کہ پیغمبر تھے ہمنے انپر پچاس نمازین واجب کی تھین پس وہی پچاس نمازین تجھپر اور تیری امت
پر بھی واجب کی ہین حضرت فرماتے ہین کہ جب مین وہان سے پھرا ابراہیم کے قریب سے آیا اور
پیغمبر کے قریب سے گذرا کسی نے مجھسے کچھ نہ پوچھا اور جب مین موسی کے قریب پہنچا انھون نے مجھسے
پوچھا کیا لیا مینے کہا کہ خدا نے پچاس نمازین مجھپر اور میری امت پر واجب کی ہین موسی نے کہا اے
محمد پروردگار بے نیاز ہے اسکو کسی کی عبادت کی پروا نہین ہے اور تمھاری امت
نہایت ضعیف ہے یہ پچاس نمازون کی تکلیف نہ اٹھا سکےگی پس تم پھر جاؤ اور پروردگار سے
عرض کرو کہ تمھارے اوپر تخفیف کرے اوسے مین پھرا اور سدرۃ المنتھی کو پہنچا اور مینے سجدہ مین جاکے
عرض کی ای پروردگار جو کہ تونے مجھپر اور میری امت پر پچاس نمازین واجب کی ہین وہ

ہم پر دشوار ہیں پس تو اپنی فضل و کرم سی اُن میں سے تخفیف فرما اُس وقت جناب قدس الٰہی
نے اُنمیں سے دس نمازیں معاف فرمائیں جب میں وہاں سے پھرا اور موسیٰؑ کے پاس آیا موسیٰ نے کہا کہ
پھر جاؤ اور دوبارہ سفارش کرو کہ تمھاری اُمت کو چالیس نمازوں کی بھی طاقت نہیں ہے اور
میں پھر گیا اور سدرۃ المنتہیٰ پر جا کے سجدہ کیا اور عذر خواہی کی اُسوقت خداوند رحمان نے
دس نمازیں اور معاف فرمائیں اور جب میں موسیٰؑ کے پاس آیا اُنھوں نے کہا پھر جاؤ اور سفارش
کرو کہ تمھاری اُمت کو اسکی بھی طاقت نہیں ہے غرض اسی طرح میں کئی مرتبہ گیا اور آیا یہانتک کہ
نوبت پانچ نمازوں کی پہنچی پھر موسیٰؑ نے مجھ سے کہا کہ یہ بھی بہت ہیں اُسوقت میں نے کہا
اے موسیٰؑ اب مجھے خدا کے پاس جاتے اور عرض کرتے ہوے شرم آتی ہے پس میں نے ان پانچ نمازو
پر صبر کیا کہ ناگہاں حق تعالیٰ نے مجکو ندا کی اے محمدؐ چونکہ تو نے پانچ نمازوں پر صبر کیا تو
ہمنے انکا ثواب برابر اُن پچاس نمازوں کے تجکو اور تیری امت کو عطا کیا اور ہم ایک نماز کو برابر
دس نمازوں کی قبول کرینگے اور جو کہ تیری اُمت سے کوئی ایک حسنہ کریگا ہم اُسکے لئے دس حسنات
لکھینگے اور جو کوئی کسی گناہ کا قصد کریگا پس جبتک وہ اُسکا مرتکب ہوگا ہم کچھ نہ لکھینگے
اور اگر اُسکا مرتکب ہوا تو ہم ایک گناہ لکھینگے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
حضرت موسیٰ بن عمران کو خدا جزاے خیر دے کہ انکے بار کو سبک اور انکی تکلیف کو آسان کیا او
ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ زید بن علی بن الحسین نے اپنے والد بزرگوار حضرت
امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا کہ اے پدر بزرگوار فرمائیے کہ اسکا سبب کیا ہے کہ جب حضرت
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ معراج پر تشریف لے گئے تھے اور حقتعالیٰ نے انکی امت پر پچاس
نمازیں واجب کیں تھیں تو اُن جناب نے کیوں نہیں خدا سے سوال کیا کہ ان پر تخفیف کرے
کہ جب حضرت موسیٰ نے کہا اُس وقت استدعا کی اور خدا نے آخر تخفیف کی حضرت نے فرمایا اے
فرزند جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے سوال کرنا ترک ادب جانا اور جب حضرت موسیٰ
کہ پیغمبر جلیل القدر تھے اُنھوں نے واسطے امت کے سفارش کی اسوقت اُن جناب کو مناسب تھا کہ ایسی

بھائی حضرت موسیٰ کے کہنے کو رد کرتے لہذا درگاہ جناب باری مین مکرر تخفیف کے لئے عرض کی
یہان تک کہ پانچ نمازین قرار پائین بدلے پھر عرض کی اے یہ بزرگوار حضرت موسیٰ نے اس مین
بھی تو تخفیف کی سفارش کی تھی تو کیون نہین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے حق تعالیٰ سے
تخفیف کی استدعا کی حضرت نے فرمایا ہی فرزند جناب رسول خدا نے چاہا کہ واسطے امت کے تخفیف
حاصل ہو اور ان پچاس نمازون کا ثواب بھی حاصل ہو اور اگر پانچ سے کم ہوتین تو پچاس نمازون کا ثواب نہوتا
اس لئے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی مَن جَاءَ بِالحَسَنَةِ فَلَهُ عَشرُ اَمثَالِهَا یعنی جو
شخص کہ ایک حسنہ کرے اسکی عوض مین اسکے لئے دس حسنہ ہوتی ہین چنانچہ جبوقت کہ جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ آسمان سے تشریف لائے جبرئیل نے آکے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ آپ کو
پروردگار نے سلام فرمایا ہی اور ارشاد کیا کہ یہ پانچ نمازین برابر پچاس نمازون کی ہین
اور مین اپنے بندون پر ستم کرنیوالا نہین ہون پس پوشیدہ نرہے کہ بنابر مصلحت
خاص یا عام کے بعض بعض احکام شریعتہای سابقہ مین تغیر اور تبدل ہوجاتا تھا اور اسی طرح احکام
ہمارے پیغمبر کی زمان حیات مین بھی بعض احکام کا تغیر ہوا ہی اور اسکو نسخ حکم کہتے ہین اور نسخ
بعد گذرنے وقت عمل کے بالاتفاق روا ہے اور قبل اسکے محل اختلاف ہے پس یہ مضمون کہ اس
روایت مین آیا ہے مؤول ہو سکتا ہی ساتھ حکم مشروط کے اور جب کمال دین نبوی ہوا پھر کوئی حکم
نہین بدلا اور نہ بدلیگا اسلئے کہ یہ جناب ختم المرسلین سب پیغمبرون سے افضل اور بہتر ہین اور بعد
انکے کوئی پیغمبر نہ آئیگا اور ان جناب کی شریعت کے آگے سب پیغمبرون کی شریعت کا حکم جاتا
رہا پس یہ شریعت تا قیامت باقی رہیگی جیسا کہ امالی مین ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے جناب رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت نقل کی ہی کہ ان جناب نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک لاکھ
چوبیس ہزار پیغمبر پیدا کئے اور مین ان سب مین نزدیک خدائے عزوجل کی افضل ہون اور
مین از راہ فخر اور خودپسندی کے یہ نہین کہتا ہون بلکہ بیان واقع ہے اور اسی طرح سے
حق تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی پیدا کئے اور ان سب مین نزدیک خدا کے علی

بن ابی طالب علیہ السلام افضل ہین پوشیدہ نہ ہے کہ تحقیق اِس روایت مین کئی چیزون کا
بیان درکار ہے پہلے یہ کہ پیغمبرون کی شمار مین کس قدر پیغمبر ہوئی جو کہ اس روایت مین وارد ہوا ہے
کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر پیدا ہوئے ہوہی مشہور ہے اور حیات القلوب مین اخوند علیہ الرحمہ نے بسند معتبر
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جو شخص چاہی ستے پیغمبرون کی روحون سے
مصافحہ کرے تو شعبان کی پندرھوین شب کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر منور کی زیارت
کرے اس لئیے کہ اس شب کو وہان سب پیغمبرون کی روحین اسطی زیارت اُس جناب کے آتین ہین اور
اُنمین پانچ پیغمبر اولوالعزم ہین حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور
حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و علیہم اجمعین راوی نے پوچھا کہ معنی اولوالعزم کے کیا ہین آنحضرت
نے فرمایا کہ وہ تمام خلق پر مبعوث ہوئے تھے اور پھر حق الیقین مین اخوند علیہ الرحمہ
فرماتے ہین کہ انبیا علیہم السلام کے عدد معین ثابت نہین ہین لیکن ایک لاکھ چوبیس ہزار ہونا
مشہور ہے پس چاہیے کہ اعتقاد مجملاً کرے جتنے کہ انبیا اور اوصیا ہین سب برحق
ہین مگر قرآن مجید مین جن انبیا کی نام وارد ہین انکی نبوت کا اقرار کرنا نام بنام
تفصیلاً یا اجمالاً واجب و لازم ہی بلکہ ضروریات دین اسلام سے ہی مثل حضرت آدم
اور حضرت شیث اور حضرت ادریس اور حضرت نوح اور حضرت ہود اور حضرت صالح
حضرت شعیب اور حضرت ابراہیم اور حضرت لوط اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ
اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف اور حضرت داؤد اور حضرت
سلیمان اور حضرت یونس اور حضرت الیاس کی کہ اگر انمین سے ایک کا بھی انکار کرے
کافر ہی دوسرے یہ کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی کا ہونا مشکل ہے اسلئے کہ ہر نبی کے وصی متعدد
ہوئے تھے اور زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہین ہی پس جس زمانے مین کہ نبی نہو تو اسکے
قائم مقام اُسکا وصی ہوتا ہے چنانچہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کے بارہ وصی ہوئے
پس جبتک کہ آسمان اور زمین قائم ہی وہ بھی قائم ہین تو اس صورت مین چاہیے کہ

انبیا سے وصی بہت ہوں اور اس روایت کی تاویل ہین شاید کہ یہ ہو کہ ان پیغمبروں کے وصی
بلافصل ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوں اور وصیوں کے وصی بہت ہوں واللہ اعلم تیسرے یہ کہ ہمارے نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ کے وصی بلا فصل علی ابن ابیطالب علیہ السلام اکرم اوصیا تھے اور بعد ان کے
اور گیارہ وصی ہوئے اور اسمین کچھ شک نہین کہ ہمارے پیغمبر سب پیغمبروں سے افضل اور بہتر ہین لیکن
پیغمبران الوالعزم سے جناب امیر المومنین اور باقی ائمہ معصومین علیہم السلام کے افضل ہونے
مین کچھ اختلاف ہے ابن بابویہ علیہ الرحمہ اعتقادات مین فرماتے ہین کہ سردار انبیا پانچ پیغمبر ہین
کہ انہین پر مدار وحی کا تھا اور وہی صاحب شریعت تھے اور وہی الوالعزم تھے ایک حضرت
نوح دوسرے حضرت ابراہیم تیسرے حضرت موسیٰ چوتھے حضرت عیسیٰ پانچوین حضرت
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ اور ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و
آلہ انکے بھی سردار ہین اور ان سے افضل اور بہتر ہین بلکہ واجب ہے کہ ہم اسکا اعتقاد
کرین کہ خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ سے اور ائمہ طاہرین علیہم السلام
سے بہتر کسی کو پیدا نہین کیا ہے اور یہ سب نزدیک خدا کے تمام خلق سے محبوب اور افضل
ہین اور حق تعالی نے روز ازل مین جمیع مخلوقات سے انکی ولایت اور دوستی کا
عہد پیمان لیا تھا اور اگر یہ حضرات نہوتے تو حقتعالی آسمان اور زمین اور جنت
اور نار کو پیدا نہ کرتا اور نہ آدم اور نہ حوا کو اور نہ ملائکہ کو نہ اور کسی چیز کو پیدا
کرتا اور حیات القلوب مین جناب آخوند مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ اس حدیث سے
ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ تمام خلق پر مبعوث ہوئے تھے اور
اکثر حدیثون مین وارد ہے کہ یہ پانچ پیغمبر الوالعزم ہین لیکن سنیون نے اسمین بہت اختلاف
کیا ہے اور بنا بر ظاہر اور مشہور کی یہ ہے کہ وہ پیغمبر اولوالعزم ہین کہ جنکی شریعت
کے آگے پیغمبران گذشتہ کی شریعت کا حکم جاتا رہے جیساکہ بند ہو تو حضرت
امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ حضرات صاحب شریعت مستقلہ تھے اسلئے انحضرت

نوحؑ سا تھہ شریعت کے کہ غیر شریعت حضرت آدم علیہ السلام کے تھے مبعوث ہوئی پس جو پیغمبر کہ بعد حضرت نوحؑ کے تھے وہ سب انہین کی شریعت اور طریقے پر رہے اور انہین کی کتاب کے تابع تھے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور انکی شریعت کے آگے حضرت نوح کی شریعت کا حکم جاتا رہا پس اور پیغمبر کہ جو اُس زمانے مین تھے وہ سب حضرت ابراہیم کی شریعت و طریقہ پر رہے اور اُنکی کتاب پر عمل کرتے تھے اور جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور انکی شریعت کے آگے حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کا حکم جاتا رہا پس اور پیغمبر کہ جو اُس زمانے مین تھے وہ سب حضرت موسیٰ کی شریعت اور طریقہ پر تھے اور اونکی توریت پر عمل کرتے تھے اور جب کہ حضرت عیسیٰؑ تشریف لائے اور اُنکی شریعت کے آگے حضرت موسیٰؑ کی شریعت کا حکم جاتا رہا پس اور پیغمبر کہ جو اُسوقت مین تھے وہ سب حضرت عیسیٰؑ کی شریعت اور طریقے پر تھے اور اُنکی کتاب انجیل پر عمل کرتے رہے تا زمانہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ کے پس یہ پانچ پیغمبر اولوالعزم سب پیغمبرون سے بہتر اور افضل ہین لیکن حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ کی شریعت منسوخ نہ ہوگی اِس لیے کہ بعد آنحضرت کے پھر کوئی پیغمبر نہ آئیگا پس جو کچھ کہ حلال تھا روز قیامت تک حلال ہے +

مطلب ساتوان جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ کی وفات مین ہے اور یہ مصیبت سب مصیبتون سے زیادہ ہے اور اس مقام مین مناسب ہے کہ پہلے اُن حضرت کا کچھ حال بیماری اور وصیت کا بیان ہو پس پوشیدہ نہ رہے کہ روضۃ الواعظین مین لکھا ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ مدینہ مین بہرد غا سی شہید ہوئے روز دوشنبہ اور اٹھائیسوین ماہ صفر کو کہ وہ ہجرت کا سال ۱۱ تھا اور سن شریف تریسٹھ برس کا تھا اور کتاب مدارج مین عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے کہ اُن جناب کا ابتدائے مرض آخر صفر مین ہوا تھا کہ دو شبین باقی ہین تھین اور ایک روایت مین ہے کہ ابتدائے مرض شروع ربیع الاول مین ہوا تھا اور کتاب الوفا مین لکھا ہے کہ حضرت ماہ صفر مین بیمار ہوئے تھے کہ دس شبین باقی تھین اور علما سیر مین بھی اختلاف ہے اکثر کہتے ہین کہ حضرت کا مرض تیرہ روز رہا اور ایک روایت مین ہے کہ چودہ روز رہا اور بعضے دس روز کہتے ہین اور بعضے بارہ روز پس اُن حضرت کی ابتدائے مرض

اور روز وفات سے اختلاف شروع ہوا اور حیات القلوب میں جناب اخوند مجلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اکثر
علمائے شیعہ و سنی دونوں کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت سید انبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ نے روز دوشنبہ کو انتقال
فرمایا تھا اور اکثر علمائے شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اس روز ماہ صفر کی اٹھائیسویں تاریخ تھی اور اکثر
علمائے اہلسنت ربیع الاول کی بارھویں کہتے ہیں اور ہمارے علما میں سے ایک محمد بن یعقوب کلینی
اس قول کے قائل ہوئے ہیں لیکن قول اول صحیح اور مشہور ہے اور بعضے علمائے اہلسنت ربیع الاول کی
پہلی کہتے ہیں اور بعضے دوسری اور بعضے آٹھویں اور بعضے دسویں اور بعضے اٹھارویں لیکن حضرت
کے سن شریف میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ سن مبارک ترسیٹھ برس کا ہوا تھا اور ہجرت کا دسواں
برس تھا اور جناب مولانا و مقتدانا سید العلماء رئیس الفقہا دام ظلہ حدیقہ سلطانی میں فرماتے ہیں کہ
ہجرت سے گیارہواں سال شروع تھا کہ حضرت نے وفات فرمائی اور اسی طرح کشف الغمہ میں حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے ہجرت سے دسویں
برس رحلت فرمائی تھی اور حضرت کا سن شریف ترسٹھ کا ہوا تھا اس لئے کہ مکہ میں چالیس سن تشریف
رکھتے کہ وحی آئی اور بعد اسکے تیرہ برس اور رونق افزا رہے اور جب ہجرت مدینہ میں فرمائی اس
وقت سن مبارک ترپن برس کا تھا اور بعد ہجرت کے مدینہ میں دس برس تشریف رکھی اور ربیع الاول
کی دوسری تاریخ روز دوشنبہ کو وفات فرمائی لیکن ہمارا اصل مطلب کسی عاقل فہمیدہ پر مخفی نہیں اور
بعد نقل اس روایت کے اخوند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس قول کا کوئی علمائے شیعہ سے قائل نہیں ہوا ہے شاید
کہ حضرت نے تقیہ میں فرمایا ہو لیکن غفران مآب علیہ الرحمۃ اسی روایت کی شرح حدیقۃ المتقین میں قائل ہوئے
ہیں پس ان دونوں میں حضرت کی مراسم عزا کا بجا لانا مضائقہ نہیں رکھتا اس لئے کہ حضرت رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی مصیبت رحلت سب مصیبتوں سے زیادہ ہے جیسا کہ شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ جب تجھ کو کوئی مصیبت
پہنچے جناب رسول خدا کی مصیبت کو یاد کر کہ وہ مصیبت کسی پر ہوئی ہے نہ ہوگی اور ابن شہر آشوب
نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے علی جو کوئی تجھ پر مصیبت پہنچی

میری مصیبت کو یاد کرنا کہ وہ مصیبت سب مصیبتون سے زیادہ ہے، پس کیونکر اُن جناب کی مصیبت یاد
نہ ہو کہ وہ سید المرسلین اور رحمۃ للعالمین تھے اور اُنکے سبب لوگون نے ہدایت پائی اور خدا کو پہچانا پس جس
شخص کو اُن جناب سے جس قدر محبت تھی اور اُس نے اُن کو جسقدر پہچانا تھا اُسی قدر اُن کی مفارقت کا
رنج و الم اٹھایا تھا چنانچہ جناب سیدۃ نساء العالمین صلوٰۃ اللہ علیہا فرماتی ہین کہ حضرت رسالت
پناہ کی مفارقت سے مجھپر ایسی مصیبتین پڑین کہ اگر دنون پر پڑتین تو وہ مثل شب تاریک کے ہو جاتے اور
جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی وفات سے مجھپر
ایسے صدمے ہوئے کہ اگر پہاڑ پر ہوتے تو وہ متحمل نہوتا پس مین نے بعد وفات حضرت سید کائنات کے
اپنے دل کو صبر دیا اور مین نے اپنے اوپر سکوت کو لازم کیا اور آن حضرت کی تجہیز و تغسیل مین
مشغول ہوا جسطرح کہ حضرت نے حکم فرمایا تھا اور بعد اسکے کتاب خدا کی جمع کرنے مین مصروف
ہوا اور میری آنکھون سے آنسو چلے جاتے تھے اور میرے سینہ سے آہ غم نکلتی تھی پس اسی حال مین
جو کچھ کہ مجھپر واجب اور لازم تھا مینے اسکو واسطے رضائے خدا کے ادا کیا پس پوشیدہ نرہے کہ جسوقت جناب
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے رحلت فرمائی اُسی وقت سے آل رسول پر اعدا کے ظلم و ستم شروع
ہوئے اگر کوئی عاقل بچشم انصاف دیکھے تو اُسپر ظاہر اور آشکار ہوگا کہ حضرت نے کس قدر دین کے استحکام
اور مضبوطی مین اہتمام کیا تھا اور کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا تھا چنانچہ اکثر وہ جناب ہدایت مآب اپنی
اُمت کو واسطے متابعت ثقلین کے تاکید فرماتے تھے اِنِّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ
وَعِتْرَتِی اَہْلَ بَیْتِی مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ وَاِنَّہُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا
حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ اے گروہ خلق بدرستیکہ مین تم مین چھوڑے جاتا ہون دو چیزین بزرگ
ایک کلام اللہ دوسرا اہلبیت میرے کہ یہ دونو ایسے ہین جو شخص کہ انکی طرف رجوع کرے اور ان کے
حکم پر عمل کرے گمراہ نہوگا بعد میرے اور یہ دونو جدا نہ ہونگے جبتک کہ حوض کوثر پر مجھسے ملاقات
کرین شیعہ و سنی دونو کے اخبار مین لکھا ہے کہ حضرت نے فرمایا مَثَلُ اَہْلِ بَیْتِی کَمَثَلِ
سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَہَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْہَا غَرِقَ وَہَوٰی یعنے

مثال اہلبیت کی میری مثال کشتی نوح کی ہی جو شخص کہ اُسپر سوار ہوا نجات پائی اور جسنے کہ تخلف
کیا دریائے ضلالت ورچاہ ہلاکت مین گرا اور غرق ہوا اور جاننا چاہیئے کہ بمفاد کلام مجید
قُلْ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى یعنے خداوند عالم فرماتا ہے
ای محمدؐ کہ مین تمسی سوال نہین کرتا ہون مگر اپنے اقربا کی محبت کا ظاہر ہی کہ حضرت کا اہلبیت
کیلئے بارہا مین وصیت کرنا محض واسطے رضائے خدا کے تھا نہ ازراہ اپنی محبت اور قرابت کے بلکہ واسطے ہدایت
امت کے تھا آیا غدیر خم کا ماجرا کسی عاقل پر پوشیدہ ہی کہ وہ حضرت کیلئے ایام گرما مین کہ ریگستان
جلتا تھا بعد حجۃ الوداع کے غدیر خم مین تشریف فرما ہوئے کہ لوگ شدت گرمی سے اپنے
پاؤن مین دامن لپیٹتے تھے کہ ناگہان حضرت جبرئیل آیہ لائے یَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ
اُنْزِلَ اِلَيْكَ یعنے خدائے عز وجل فرماتا ہی اے رسول اُس چیز کو پہنچا دے کہ جو تجھ پر
نازل ہوئی ہے اُسوقت حضرت نے وہان توقف کیا اور سب لوگون کو جمع کرکے فرمایا۔
اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کو بلا کر اپنے پاس منبر پر بٹھا
لیا اور بکمال فصاحت وبلاغت سے خطبہ ادا کیا اور بعد اسکے لوگون کو اپنے قریب
رحلت سے آگاہ فرمایا کہ قریب ہے کہ خداوند عالم مجکو طلب فرمائے اور مین کہون کہ حاضر ہون
پس مین تمہارے پاس ایسی دو چیزین بزرگ چھوڑتا ہون کہ اگر تم اُن دونو کی طرف
رجوع کروگے بعد میرے ہرگز گمراہ نہوگے پہلی ایک کلام اللہ دوسرے میرے اہلبیت ہین اور
یہ دونو جدا نہونگے جبتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئین اور پھر فرمایا اَلَسْتُ اَوْلٰى
بِكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَ
الِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ
خَذَلَهُ وَلْعَنْ مَنْ ظَلَمَهُ ۔ یعنے آیا مین اولی نہین ہون تمسے تمہارے نفسون سے
لوگون نے عرض کی البتہ حضرت نے فرمایا کہ پس مین جسکا مولا ہون اُسکا علی بھی مولا ہے
خداوندا دوست رکھ اُسکو جو کہ علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو کہ علیؑ کو دشمن رکھے اور مدد کر

اُسکی جو کہ علی کی مدد کرے اور چھوڑ دے اُسکو جو علی کو چھوڑ دے اور لعن کر اُسپر جو علی پر
ظلم کرے اور بعد اسکے حضرت نے لوگون سے جناب امیر علیہ السلام کی بیعت لی انشاء اللہ
بیان اسکا فصل امامت مین تفصیل ہوگا اور جب حضرت مدینہ مین رونق افزا ہوئے تھوڑا
عرصہ گذرا تھا کہ حضرت کو مرض الموت لاحق ہوا اور لوگون نے چاہا کہ کسی حیلہ و بہانہ
سے جناب امیر علیہ السلام کی خلافت مین خنہ ڈالدین جیسا کہ کتب اہل سنت مین
لکھا ہی کہ عائشہ نے کہا جسوقت کہ حضرت کو مرض کی شدت ہوئی فرمایا کہ وقت
نماز کا ہوا آیا لوگون نے نماز پڑھی عرض کی کہ آپکے تشریف لانیکے منتظر ہین حضرت نے
وضو کیلئے پانی طلب فرمایا ہمنے لا کے حاضر کیا حضرت نے چاہا کہ اُٹھکے وضو کرین غش آگیا اور اسیطرح
کئی مرتبہ چاہا کہ وضو کرین بیہوش ہوگئے اُسوقت حضرت نے کسی شخص کو بھیجا کہ ابو بکر نماز پڑھائے
اور عائشہ کا کہنا مفاد وَاِنَّکُنَّ لَصُوَیحِبَاتُ یُوسُفَ کہ ترجمہ اسکا عبدالحق دہلوی
کہ علماء اہلسنت سے ہی اسطرح سے لکھتا ہی کہ تم ای طائفہ زنان صواحب یوسف ہو یعنے اپنی بات پر اصرار
رکھتی ہو اور دل مین تو کچھ ہے اور ظاہر مین کچھ کہا بس یہی حال بعینہ عائشہ کا تھا کہ
اُسنے بھی اپنے دل سے بات بنائی اور پیغمبر خدا پر افترا کیا اور چاہا کہ حدیث غدیر خم کو گویا
منسوخ کردے اور دروغ بے فروغ اسکا کسی عاقل پر پوشیدہ نہین ہے اس لئے کہ حضرت نے یہ خبر جسوقت
سنی عین شدت مرض مین ایک ہاتھ جناب امیر علیہ السلام کے شانہ پر اور دوسرا ہاتھ
عباس کے شانہ پر رکھکر برآمد ہوئے اور ابو بکر کو ہٹادیا اور آپنے نماز کو جماعت سے ادا
کیا اور عبدالحق کہتا ہے کہ جب حضرت نے فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ لوگون کو نماز پڑھادین
اور بعد اسکے حضرت کو مرض سے افاقہ ہوا بس کھڑے ہوگئے اور دو شخصون کے شانون پر اپنے ہاتھونکو
رکھے ہوئے اور پاؤن کو زمین پر گھسیٹتے ہوے مسجد مین آئے اور ابو بکر کو نماز پڑھتے دیکھا اور پس
ابو بکر نے حضرت کے آنیکی آہٹ پائی چاہا کہ پیچھے ہٹ جائین حضرت نے اشارہ سے
منع کیا اور آپ ابو بکر کی بائین طرف بیٹھ گئے اور ابو بکر نے حضرت کی اقتدا کی اور لوگون نے

ابوبکر کی اقتدا کی اس لیئے کہ اُن کی تکبیر سے حضرت کے افعال و مقالات سے مطلع ہوں اور شیخ عبدالحق
کہتا ہے کہ بعضی روایتوں میں آیا ہی کہ ابوبکر امام تھے اور حضرت رسول خدا مقتدا تھے سبحان اللہ
کہ اہلسنت کے یہ کیا کلام ہیں و رکیا کیا مزخرفات بکتے ہیں و رحضرت رسول خدا کے استخفاف سے
مطلق ڈرتے نہیں پس چاہیے کہ عاقل بچشم انصاف حکایت قرطاس کو دیکھے کہ ملل و نحل شہرستانی
لکھا ہی کہ حضرت رسول خدا کی بیماری میں جو کہ اول نزاع واقع ہوئی تھی یہ ہے کہ جب حضرت نے دوات و قلم
طلب فرمایا کہ میں تمہارے لئی ایک وصیت نامہ لکھوں کہ تم بعد میری گمراہ نہ ہو اُس وقت عمر نے کہا کہ یہ مرد ہذیان
کہتا ہے تمہاری لئے کلام اللہ کافی ہی اور بعضوں نے کہا جو کہ پیغمبر فرماتے ہیں چاہیے کہ اُس پر عمل کرو
اور بعضوں نے کہا جو کہ عمر کہتا ہی بجا ہی و صحیح بخاری میں لکھا ہی کہ جس وقت رسول خدا کو وقت احتضار ہوا
حضرت کے دولت سرا میں کئی شخص حاضر تھے چنانچہ اُنمیں ایک عمر بن خطاب بھی تھے اُسوقت حضرت نے
ارشاد کیا کہ تم میری نزدیک آؤ کہ میں اسطے تمہاری ایک کتاب لکھوں کہ تم بعد میرے گمراہ نہ ہو عمر نے کہا کہ
اس وقت پیغمبر پر درد نے غلبہ کیا ہے اور تمہاری پاس قرآن موجود ہے اور ہمکو وہی کافی ہی پس لوگوں میں
کی نزاع ہوئی بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کو قلم دوات لادو کہ ہماری ہدایت کے لئے وصیت نامہ لکھیں کہ
ہم بعد اُن کے گمراہ نہوں اور بعضے کہتے تھے جو کہ عمر نے کہا درست ہے پس جب یہ اختلاف واقع ہوا تو حضرت
نے دلتنگ ہو کر فرمایا کہ تم میری پاس سے اُٹھ جاؤ راوی کہتا ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ روز پنجشنبہ عجب روز تھا
کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ پر مرض کی شدت تھی اور اُن حضرت نے فرمایا تھا کہ لاؤ کاغذ کہ
میں اسطے تمہارے ایک کتاب لکھوں کہ تم بعد میری ہرگز گمراہ نہو گے اور لوگوں نے آپس میں نزاع کی حالانکہ
اُن حضرت کے سامنے اُنکو نزاع کرنا لائق نتھا پس بنظر انصاف دیکھا چاہیے کہ کس قدر عمر بن خطاب
نے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ کی مخالفت پر جسارت کی اور اُن جناب کے حکم کو نمانا اور
خلاف آداب ایسے کلمات استخفاف کے کہے اور اُن جناب کی طرف نسبت ہذیان کی دی کہ کوئی
یہ کلمہ کسی ولی کے حق میں بھی نہیں کہتا ہی چہ جائے وہ عالی جناب لیکن یہ باعث فقط اُسکی نفسانیت کا تھا
غرض حضرت نے لکھنا موقوف رکھا اسلئے کہ جس وقت اُنھوں نے میرے کہنے کو ہذیان کہا تو اُس صورت میں

میری لکھنے کو کیا مانینگے پس نہین کیے حال پر انکو چھوڑ دیا بقول ابن عباس کے جای حسرت وافسوس ہے کہ ایسے پیغمبر کہ خلق کے ہادی اور رہنما ہون چاہین کہ واسطے رضا خدا کی امت کی ہدایت کے لئے کچھ وصیت لکھین پس امت با وجود ادعا متابعت کے ان جناب کے کلمات کو نہ سنی اور انکو وصیت نہ لکھنے دی پس اس سے زیادہ کیا مصیبت ہوگی آیا روا ہی کہ ایسے مقدس کے قول کو نہ سنے کہ جنکے حق مین حق تعالی فرماتا ہے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ یعنی نہین بات کرتا وہ اپنی خواہش نفس سے اور نہین کلام کرتا مگر وحی سی کہ جانب حق تعالی سے وحی کی گئی ہی پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ جو کچھ کہ فرماتے تھے وحی سی فرماتے تھے او قطع نظر اسکے کہ رسم دنیا یہ ہی کہ جب کوئی مسلمان بیمار ہوتا ہے لوگ اسکی خاطرداری اور دلجوئی کرتے ہین جو کچھ کہ وصیت کرتا ہے اسکو بگوش دل سنتے ہین غرض یہ کہ ایسے پیغمبر جلیل القدر کے کلام کو نہ سنین اور ان حضرت کے سخن کو ضائع کردین مگر یہ کہ انھون نے گمان فاسد کیا کہ واسطے جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کے امر خلافت مستحکم ہوگا اور پھر کوئی حیلہ اور بہانہ پیش رفت نجائیگا اور حضرت کا حال یہ تھا کہ کسی وقت مین دین کی مضبوطی اور استحکام سی اور اہلبیت کی اصلاح سے غفلت اور اہمال نہین فرمایا یہانتک کہ حضرت پر مرض کی شدت ہوئی اور غش پیہم آنے لگے اس وقت بھی لشکر اسامہ کے روانہ کرنے مین تاکید فرمائی جیساکہ شہرستانی کہتا ہی کہ حضرت نے فرمایا جَهِّزُوا جَيْشَ أُسَامَةَ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا یعنے تم طیاری سفر کرو اور اسامہ کی ساتھ جاؤ اور جو کہ نجائیگا خدا اسپر لعنت کریگا پس بعضون نے کہا کہ ہم کو اسامہ کی ساتھ جانا واجب ہوا اور بعضون نے کہا کہ حضرت کی بیماری سخت اور مرض شدید ہے اس حال مین انکو چھوڑکر جانا ہمارے دل کو گوارا نہین دیکھیے کہ اسکا انجام کیا ہو اور ارشاد القلوب مین جناب امیر المومنین علیہ السلام سی روایت ہی کہ ان جناب نے فرمایا کہ حضرت سالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے لشکر اسامہ کے ساتھ ان لوگون کو کیا تھا جو کہ مجھ سے بغض اور کینہ ہمیشہ سے رکھتے تھے اور مین نے راہ خدا مین انکے عزیزون کو قتل کیا تھا کہ وہ کافر تھے اور جو لوگ کہ مجھ سے محبت

رکھتے تھے اور اُنکے دل میری طرف سے کدورت سے صاف اور مصفا تھے اُن کو اپنے پاس سے بھیج دیا
کہ تا کوئی مفسد میری خلافت مین فتنہ پردازی نکرنے پائے لیکن بعد وفات اُن سرور انبیا کے
وہ لوگ لشکر اسامہ سے پھر آئے اور میری بیعت جو کہ خدا و رسول نے اُنکی گردنون مین باندھی تھی اسکو
توڑ ڈالا اور اُنکے دل مین جیسے چاہا اُسکی بیعت کر لی اور مین آنحضرت کی تجہیز و تکفین مین کہ امر اہم تھا
مشغول ہوا اور اُنھون نے اپنا کام مستحکم کیا اور ابو سعید خدری سے منقول ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین
خدمت مین جناب رسول خدا کی حاضر ہوا کہ وہ جناب ایک چادر اوڑھے تھے اور اس قدر حرارت تپ کی تھی
کہ اُسکے اوپر سے بدن شریف پر ہاتھ نہ رکھا جاتا تھا پس یہ دیکھکر مینے تعجب کیا حضرت نے فرمایا کہ انبیا
کی بلاؤن سے کوئی بلا سخت زیادہ نہین ہے جیسا کہ اُنکی بلائین زیادہ ہین ویسا ہی اُنکو اجر بھی زیادہ ہوگا
اور حیات القلوب مین مولانا مجلسی علیہ الرحمہ نے ابن بابویہ سے بسند معتبر روایت کی ہی کہ حضرت جبرئیل
بہشت سے واسطے حنوط کے چالیس درہم کافور خدمت مین جناب رسول خدا کے لائے اور حضرت نے اُسکے تین
حصہ برابر کئے ایک حصہ اپنے لئے رکھا دوسرا جناب امیر المومنین علیہ السلام کو دیا تیسرا جناب
فاطمہ صلوات اللہ علیہا کو دیا اور مخفی نرہی کہ جسوقت حضرت نے اُس چالیس درہم کے تین حصہ برابر کئے تو
ہر حصہ تیرہ درہم اور ثلث درہم کا ہوا پس اسی قدر حنوط واسطے کافہ اموات مومنین کے سنت جاری
ہوا اور حیات القلوب مین پھر مولانا مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے ابن عباس سے روایت
کی ہی کہ جب حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر بیماری پر لیٹے تھے اور آنحضرت کے گرد صحابہ جمع
تھے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی اے رسول خدا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہون
جب آپ انتقال فرمائینگے کہ ہم مین سے آپکو کون غسل دیگا حضرت نے فرمایا کہ میرے غسل دینے والے
علی ابن ابیطالب ہین اس لئے کہ جب وہ میرے جس عضو کے دھونے کا قصد کرینگے اُس عضو کے دھونے مین ملائکہ
اُنکی اعانت کرینگے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا
ہون کہ ہم مین سے آپ پر کون نماز پڑھیگا حضرت نے فرمایا اے عمار چپکے رہو خدا تم پر رحمت کرے پس
جناب امیر المومنین علیہ السلام کی طرف روے مبارک کرکے فرمایا اے پسر ابوطالب جب تم دیکھنا

کہ میری بدن سے میری روح مفارقت کرگئی اُسوقت تم مجھے اچھی طرح غسل دینا اور انہین دونون
کپڑون مین کہ جو پہنے ہون کفن کردینا یا مصر کے سفید کپڑے مین یا برد یمانی مین لیکن میرا کفن
بہت گران قیمت نہ لینا اور میرے جنازے کو اُٹھا کر میری قبر کے پاس رکھ دینا پس جو کہ پہلے مجھپر نماز
پڑھیگا خداوند جبار ہوگا کہ اپنے عرش عظمت و جلال پر سے میرے اوپر صلوات بھیجیگا اور بعد اسکے جبرئیل
اور اسرافیل و میکائیل اور ملائکہ کہ سوا خداوند عالم کے انکی گنتی کوئی نہین جانتا ہی وہ سب آکے مجھپر نماز
پڑھینگے اور بعد انکے ہر ایک آسمان کے سکنہ بھی آ آکے مجھپر نماز پڑھینگے اور بعد انکے میرے اہلبیت اور میری
عورتین بھی مجھپر نماز پڑھینگی اور مجھپر سلام بھیجینگے لیکن مجکو آزار نہ پہنچائین کہ میرے ماتم مین بآواز
بلند گریہ و زاری کرین پس بعد اسکی حضرت نے بلال سے فرمایا کہ مسجد مین لوگون کو جمع کر اور اپنے
سر انور پر عمامہ مبارک باندھا اور باہر تشریف لائے اور اپنی کمان پر تکیہ فرمائے تھے یہانتک کہ منبر
پر رونق افزا ہوے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی کے فرمایا ای گروہ اصحاب میری مین تمھارے لئے کیسا
پیغمبر تھا آیا مین نے تمھاری ساتھ جہاد نہین کیا آیا جہاد مین میرے دندان نہین ٹوٹے میری جبین
خاک آلودہ نہین ہوئی آیا میرے منہ پر خون نہین بہا اور میری ریش خون سے نہین رنگین ہوئی آیا
مین مصیبتون اور سختیون کا متحمل نہین ہوا آیا مینے شکم پر سنگ گرسنگی کو نہین باندھا اُسوقت
سب اصحابون نے عرض کی اے رسول خدا آپ نے جو کچھ کہ فرمایا حق ہے خدا آپکو اسکی جزائے نیک دے حضرت
نے فرمایا کہ خدا تمکو بھی جزائے خیر دے پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حکم کیا ہے اور
قسم یاد فرمائی ہی کہ کسی ظالم کے ظلم کا انتقام مجھ سی باقی نہ رہ جائیگا پس مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون
کہ جسکو کہ مجھ سی ایذا پہنچی ہو کھڑا ہو جائے اور مجھ سی قصاص لے کہ میری نزدیک عقبیٰ کے قصاص سی کہ ملائکہ
اور انبیا کے سامنے ہوگا دنیا کا قصاص بہتر ہی۔ پس ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا کہ نام اُسکا سوادہ
بن قیس تھا اُسنے عرض کی اے رسول خدا میری ماں باپ آپ پر فدا ہون ایک روز آپ
طائف سی تشریف لاتے تھے اور مین آپکے استقبال کو گیا تھا اور آپ ایک ناقہ پر سوار تھے
اور آپنے چاہا کہ اُس ناقہ کو عصا مارین وہ آکے میری شکم پر لگا مین نہین جانتا کہ آپ نے

مجکو عمدًا مارا یا سہوًا حضرت نے فرمایا معاذ اللہ کہ مین نے تجکو جان کر مارا ہو اور بلال سی فرمایا
کہ وہ عصا فاطمہ کے گھر سے لے آ۔ جب بلال مسجد سے باہر آئے مدینہ کے بازارون مین ندا کرتے تھے کہ ای
لوگو وہ شخص کون ہے کہ قبل قیامت کے اپنے نفس سے قصاص چاہی پس وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہین کہ
قبل روز جزا کے اپنی تئین معرض قصاص مین لائے ہین اور بعد اسکے جا کے جناب سیدہ صلوات اللہ
علیہا کے دولت سرا پر عرض کی کہ حضرت عصا طلب فرماتے ہین جناب سیدہ نے پوچھا کہ عصا کیا
ہوگا بلال نے عرض کی آپکو خبر نہین کہ حضرت مسجد مین تشریف لائے ہین اور سب کو وداع
کرتے ہین پس یہ سن کر جناب فاطمہ رونے لگین اور بلال عصا لے کر حضرت کی خدمت مین حاضر
ہوئے حضرت نے فرمایا وہ مرد پیر کہان گیا اُسنے عرض کی یا رسول خدا میرے مان باپ آپ پر
فدا ہون مین حاضر ہون حضرت نے فرمایا آ اور مجھ سے قصاص لے تاکہ تو مجھ سے راضی
ہو اُسنے عرض کی ای رسول خدا آپ اپنا شکم کھولدین جب حضرت نے اپنا شکم محترم کھولا اُسنے
عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین آپکے شکم مبارک کا بوسہ لون جب اجازت ملی اُسنے حضرت
کے شکم مکرم کا بوسہ لے کر کہا کہ مین رسول خدا کے موضع قصاص شکم سے روز جزا مین آتش جہنم سے
پناہ مانگتا ہون حضرت نے فرمایا اے سوادہ آیا قصاص لیتا ہے یا عفو کرتا ہے اُسنے
عرض کی اے رسول خدا مین نے عفو کیا حضرت نے اُسکے لئے دعا کی خداوندا تو سوادہ
بن قیس کے خطا کو عفو کر جیسا کہ اُسنے تیرے پیغمبر کو عفو کیا ہی پس فرما کے منبر سے تشریف
لائے اور ام سلمہ کے محل مین داخل ہوئے اور فرمایا کہ پروردگارا تو اپنے محمدؐ کی اُمت کو آتش
جہنم سی بچانا اور اُن پر حساب روز جزا کا آسان کرنا پس ام سلمہ نے عرض کی ای رسول خدا
آپ کس لئے غمگین ہین اور مین آپکے چہرہ مبارک کو متغیر دیکھتی ہون حضرت نے فرمایا ای ام سلمہ
اس وقت جبرئیل نے مجکو میری مرگ کی خبر دی ہی پس تمپر سلام ہو کہ بعد اس روز کے ہرگز
محمدؐ کی آواز نہ سنو گی جبکہ یہ خبر محنت اثر اُن سرور سے ام سلمہ نے سنی بیتابانہ رو کر کہا
کہ یہ ایسی مصیبت ہمپر آئی ہی کہ جسکا کچھ تدارک نہین ہو سکتا اور کتاب مدارج مین عبد الحق کہتا ہے

کہ حضرت نے وقت مرگ کے فرمایا اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ یعنے
خداوندا اعانت کر میری سکرات موت پر عائشہ کہتی ہی کہ اگر آسانی مرگ سی سختی
مرگ بہتر نہوتی تو حضرت کو سختی مرگ نہ ہوتی اور مولانا مجلسی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہی
کہ حضرت نے فرمایا ای ام سلمہ میری نور دیدہ فاطمہ کو بلالوا ورنہ یا کے بیہوش ہو گئی اور جب
جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام آئیں اور اُنھوں نے اپنے والد ماجد سید انبیا کو غش میں دیکھا
رو کر کہا اے پدر بزرگوار میری جان آپ کی جان پر فدا ہو اور میری صورت آپکی
صورت پر فدا ہو کہ میں آپ میں آثار مرگ کے دیکھتی ہوں آیا اپنی بیٹی سے بات نہیں
کرتے اور اُسکو تسکین نہیں دیتے جب حضرت نے جناب فاطمہ کی آواز سُنی اپنی چشم
مبارک کھول دی اور فرمایا ای بیٹی میں تم سی اجدا ہوتا ہوں اور میں تم کو وداع کرتا ہوں
پس تم پر میرا سلام ہو اُس وقت جناب سیدہ صلوٰت اللہ علیہا نے دل پر درد سے ایک آہ حسرت
کھینچکر عرض کی ای پدر بزرگوار میں روز قیامت میں آپکو کہاں پاؤنگی حضرت نے
فرمایا اُس جگہہ کہ خلائق کا حساب ہوگا پھر جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا نے عرض کی
کہ اگر میں وہاں آپ کو نہ دیکھوں تو پھر کہاں ڈھونڈھوں حضرت نے فرمایا مقام
محمود میں کہ خداوند عالم نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں وہاں اپنی امت کے
گناہ گاروں کی شفاعت کروں گا پھر جناب فاطمہ نے عرض کی کہ اگر میں آپ کو
وہاں بھی نہ دیکھوں تو کیا کروں حضرت نے فرمایا کہ مجکو پل صراط پر تلاش کرنا کہ اُس روز
میری امت پل صراط پر سے جائینگے اور میں وہاں کھڑا ہوں گا اور میرے داہنی طرف
جبرئیل اور بائیں طرف میکائیل کھڑے ہونگے اور باقی ملائکہ آگے اور پیچھے کھڑے ہونگے
اور وہ سب میری امت گنہگار کے لئے دعا کرینگے کہ خداوندا محمد کی امت کو ساتھ
سلامتی کے پل صراط سے پار کرا اور اُن پر حساب کو آسان کر پھر جناب فاطمہ نے پوچھا
کہ میری ماں خدیجہ کبریٰ کس جگہہ ہیں حضرت نے فرمایا کہ اُس قصر میں ہیں کہ اُس میں چار

قصر بہشت کے کہولے جاتے ہین پس یہ فرما کے حضرت بیہوش ہوگئی اور جب بلال نے آکے پکارا کہ وقت نماز کا آیا ہی حضرت پھر ہوش مین آئے اور مسجد مین تشریف لاکے نماز کو ادا کیا اور بعد اسکے علی بن ابیطالب اور اسامہ بن زید کو بلا کے فرمایا کہ تم مجکو فاطمہ کے گھر لیچلو جب وہان تشریف لائے جناب فاطمہ کی گود مین اپنا سر مبارک رکھہ دیا حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اس حال سے اپنے جد بزرگوار کو دیکھکر گھبرا گئے اور رونے لگی اور رونے کا ایک شور بلند ہوا اور کہتے تھے اے نانا ہماری جانین آپ کی جان پر فدا ہون اور ہماری صورتین آپ کی صورت پر فدا ہون حضرت نے پوچھا کہ یہہ کون ہین جناب امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکے فرزند حسن اور حسین ہین حضرت نے اونکو اپنے پاس بلایا اور اپنے دونون جگر گوشون کو اپنے سینہ سے لگایا اور جب حضرت امام حسن علیہ السلام زیادہ رونے لگے حضرت نے فرمایا اے حسن تو نہ رو کہ مجکو تیرا رونا دشوار ہے اور میرے دلکو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہی پس اوسی حال میں ملک الموت آئے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ علیک السلام اے ملک الموت تم سے میری ایک حاجت ہے ملک الموت نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا آپ کی کیا حاجت ہی حضرت نے فرمایا کہ تم میری قبض روح نہ کرو جبتک کہ میرے پاس جبرئیل آئین اور مین اون سے ملاقات کرلون اور اونکو رخصت کردون اوسوقت ملک الموت نے باہر اکر کہا یا محمداہ پس وہین جبرئیل آسمان سے ملک الموت کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے ملک الموت تم نے حضرت محمد صلعم کی قبض روح کی ملک الموت نے کہا نہین کہ حضرت نے مجھہ سے فرمایا تھا کہ اتنا صبر کرو کہ جبرئیل آئین اور مین اون سی ملاقات کرلون اور اونکو وداع کردون جبرئیل نے کہا کہ اے ملک الموت آیا تم نے نہین دیکھا کہ مین واسطی روح حضرت محمد صلعم کے آسمانونکے دروازونکو کھولتا تھا اور حوران بہشت کو آراستہ کرتا تھا پس جبرئیل حضرت کی خدمت مین حاضر

ہوئے اور کہا کہ السلام علیک یا ابوالقاسم حضرت نے فرمایا علیک السلام اے جبرئیل آیا
تم نے ایسے وقت مین مجکو تنہا چھوڑ دیا جبرئیل نے عرض کی اے محمد صلعم آپکو مرگ نے
جلد لیا اور ہر ایک شخص کو مرگ درپیش ہے اور جو نفس ہے وہ مرگ کا ذائقہ چکھنے والا ہے
حضرت نے فرمایا اے حبیب میری نزدیک میرے آؤ پس جبرئیل حضرت کے قریب گئے اور ملک الموت
آئے جبرئیل نے ملک الموت سے کہا کہ اے ملک الموت حضرت محمد صلعم کی قبض روح مین حق تعالی
کی وصیت کو یاد رکھنا پس حضرت کے داہنی طرف جبرئیل کھڑے ہوئے اور بائین طرف میکائیل اور
ملک الموت نے آپکے سامنے سے اُس سرور کے قبض روح کی ابن عباس علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ
اُس روز حضرت مکرر فرماتے تھے کہ میرے حبیب کو بلاؤ اور جب کوئی شخص بلاتا تھا حضرت
اُسکی طرف سے رو مبارک پھیر لیتے تھے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام فرماتی ہین مینے گمان
کیا کہ حضرت علی ابن ابی طالب کو یاد فرماتے ہین حضرت فاطمہ گئین اور حضرت امیر المومنین
علیہ السلام کو بلا لائین اور جب نظر مبارک اُس سید انبیا کے دی منور سید اوصیا پر
پڑی نہایت خوش ہوئے اور مکرر فرمایا اے علی میری نزدیک آؤ یہان تک کہ اُنکا
ہاتھ پکڑ کے اپنے سرہانے بٹھا لیا اور پھر بیہوش ہوگئے اُس وقت حضرت امام حسن
مجتبی اور حضرت امام حسین سید الشہدا آئے اور یہ حال اپنے نانا کا دیکھ کر یا جدا
یا محمدا کہکر فریاد کرنے لگے اور ایک شور برپا ہوا جناب امیر علیہ السلام اٹھے اور چاہا کہ
اُنکو وہان سے ہٹا دین حضرت ہوش مین آئے اور فرمایا اے علی ان کو چھوڑ دو کہ مین اپنے
ان دونو گل بوستان کو سونگھون اور یہ میرے گل رخسار کو سونگھین اور مین انکو وداع
کرون اور یہ مجکو وداع کرین بتحقیق کہ یہ بعد میرے مظلوم ہونگے اور تیغ جور سے شہید ہونگے
پس تین مرتبہ فرمایا جو کہ ان پر ظلم کرے اُسپر خدا کی لعنت ہو اور پہر دست مبارک
جناب امیر کی طرف بڑھا کے اُن جناب کو اپنے لحاف مین لے لیا اور اپنے منہ کو اُنکے
منہ پر رکھ دیا اور دوسری روایت مین ہے کہ اپنے منہ کو اُنکے کان پر رکھدیا

اور بہت سی باتین راز کی ارشاد فرمائین اور انکے کان مین اسرار الہی اور علوم غیر متناہی بیان
فرمایئے یہان تک کہ مرغ روح مقدس آنحضرت کا رحمت الہی کی طرف پرواز کر گیا اور جناب امیر ان
سے زیادہ انبیاء کے لحاف سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ حق تعالی تمکو پیغمبر خدا کے ماتم مین اجر عظیم دے
تحقیق کہ خداوند عالم نے اپنے پاس بندہ برگزیدہ کی روح کو بلا لیا پس اہلبیت رسالت
مین ایک شور ماتم کا برپا ہوا اور جو کہ مومنین قلیل خالص الاعتقاد تھے اور غصب خلافت مین شریک
تھے وہ ماتم اور تعزیت مین اُنکے شریک ہوئے ابن عباس کہتے ہین مینے حضرت امیر المومنین
سے پوچھا کہ جب حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکو لحاف کے اندر لے لیا تھا تو آپ سے
کیا راز ارشاد فرمائے تھے حضرت نے فرمایا کہ مجکو ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار
باب اور کھلجاتے ہین اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے روایت کی ہی کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے
فرمایا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی وفات سے مجپر ایسے غم واندوہ ہوئے کہ مجکو جنکا
گمان تھا کہ اگر وہ پہاڑ پر گرتے تو وہ انکا متحمل نہوتا اور مینے اُس مصیبت مین لوگون کا
حال مختلف دیکھا کہ اُن حضرت کی اہلبیت کا یہ حال تھا کہ وہ اس قدر روتے اور پیٹتے تھے
کہ اُن کو شدت گریہ سے صبر جاتا رہا تھا اور اپنے تئین ضبط نکر سکتے تھے اور فرزندان عبد المطلب
کا اور باقی لوگون کا یہ حال تھا کہ بعضے اُنسے کہتے تھے کہ صبر کرو اور بعضے اُنکے ساتھ روتے
تھے پس مینے اُس مصیبت عظیم مین اپنے دل کو صبر دیا اور خاموشی کو اختیار کیا اور حضرت نے
مجھسے جو کچھ کہ وصیت فرمائی تھی مین اُسکے بجالانے پر آمادہ ہوا پس مینے حضرت کو
غسل دیا اور حنوط کیا اور کفن دیکر اُن پر نماز پڑھی اور بعد اسکے قبر مین سپرد کردیا اور پھر مین
کتاب خدا کی جمع کرنے مین مشغول ہوا کہ حضرت نے مجھکو اسکی بھی وصیت فرمائی تھی اور میری
آنکھون سے آنسو چلے جاتے تھے اور میرے سینہ سے بیساختہ آہ نکلتی تھی یہان تک کہ حقتعالے
نے مجپر جو کچھ لازم کیا تھا مینے اُسکو ادا کیا اور پھر مین اُسکی رحمت غیر متناہی کا امیدوار رہا فی الحقیقہ
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی وفات سب مصیبتون سے زیادہ ہے پس اس سانحہ مین

مقتضای ایمان داری اور محبت ایمانی سے بمفاد لیس منّ من شیعتنا من لم یحزن بحزننا شیعون کولازم ہے کہ اس مصیبت عظیم مین اندوہ ناک ہون اور مجلسین عزا کی برپا کرین ؛

تتمہ پس پوشیدہ نرہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ بسبب انتہائے قرب منزلت کے محبوب خدا تھے یہانتک کہ ملقب بحبیب خدا ہوئے پس امت اور رعایا کو چاہئے کہ اپنے اقارب کی محبت سے اون جناب کی محبت زیادہ ہو اور ان پر اپنی جان او مال صرف کرین اور کیونکر نہو کہ وہ جناب افضل بشر اور برگزیدہ خالق اکبر تھے اور خلق کو وادے ہلاکت اور ورطہ ضلالت سے نجات دینے والے تھے اور اون جناب کے حقوق امت کی گردن پر ثابت اور لازم ہین اور اُن جناب کا عمدہ حق ونکے ذوالقربا کی محبت ہے بایہ کریمہ قُل لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی یعنی نہین سوال کرتا ہون مین تم سے اوپر اسکے کسیطرح کے اجر کا مگر دوستی کا اپنے اہلبیت کے پس تمام خلق پر اُن کی اہلبیت کی دوستی واجب اور لازم ہوئی اور اس مقام مین ایک روایت ظریف ہی کہ ذکر اسکا مناسب ہے کہ حدیقہ سلطانی مین جناب علامی فہامی مقتدای جہان نائب امام زمان یعنی جناب سید العلما دام ظلہ فرماتے ہین کہ ارشاد القلوب مین دیلمی سے نقل کی ہے کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اثنائے راہ مین ایک طفل دانشمند کو دیکھا کہ ہنوز حد بلوغ کو نہ پہنچا تھا اور وہ حضرت کے جمال مبارک کو دیکھکر کمال مسرور اور خوش ہوا حضرت نے اوس سے پوچھا ای طفل تو مجھے دوست رکھتا ہے اور حضرت کے غرض اس پوچھنے سے یہ تھی کہ بہہ کسقدر حق تعالی سے محبت رکھتا ہی اوس نے عرض کی البتہ پھر حضرت نے فرمایا آیا تو مجھے مثل اپنی آنکھون کے دوست رکھتا ہے اوس نے عرض کی اون سے زیادہ حضرت نے پھر فرمایا آیا تو مجھے مثل اپنے باپ کے دوست